

مجموعہ نثر

مرقع مصطفائي



۲۔ حلیہ شریف

قد میانہ تھا مگر بڑے بڑے قدر اور دوش مبارک تک اپنا سر پہنچا سکتے تھے، رنگ گندمی پر ملاحظت، بال گہرے سیاہ اور قدرے گھونگر والے، رگفیں کبھی تا نرم گوش اور کبھی تادوش، کان بہت خوشنما متوسط، بھوس ملی ہوئیں اور ایک باریک رگ درمیان میں تھی جو جلال کے وقت ابھرتی تھی۔ آنکھیں نثر میلی خوش رنگ سپیدی میں سرخ دورے، دانت ایسے روشن کہ جن سے آبدار موتی شرماتیں۔ اُم المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ میں نے اپنی سوئی رات کے اندھیرے میں دندان مبارک کی چمک سے ڈھونڈ لہی۔ رخصت سے نرم اور پر گوشت، جسم نورانی کا سایہ نہ تھا۔ دونوں شانوں کے بیچ میں مہر ہوتی تھی جس میں بخط نور خیر تھا محمد رسول اللہ۔

ف۔ مشہور ہو کہ غزوہ اُحد میں چند دندان مبارک شہید ہوئے تھے مگر شیح الحدیث غزالی زماں جناب مولانا کاظمی ملتانی مدظلہ نے اس کو قصہ خوانی میں شامل کر کے یہ دلیل بیان کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تک صحابہ نے محفوظ رکھے پھر وہ دندان مبارک کہاں گئے؟

عزراحمدا بے میم، نہ غیب نہ شہوت
عزراحمدا بے میم، نہ بوئے نہ نموت

زہارا زماں قوم نباشی کہ فریبند
حق را بسجودے و نبی را بہ درودے

مرقع نما

شمارہ	مضامین	صفحہ	شمارہ	مضامین	صفحہ
۲۰۱	سرورق۔ حلیہ مبارک	۲	۱۹	ذکر حضرت نوح علیہ السلام	۳۶
۲	سوانح حیات طیبہ ایک نظر میں	۴	۲۰	ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام	۳۷
۳	وقت کی بہت ضروری حدائق بات	۱۲	۲۱	ذکر حضرت اسماعیل ذریع اللہ علیہ السلام	۳۳
۵	واجب الوجود (احکامیت)	۲۰	۲۲	زَم زَم شریف	۳۳
۶	عالم نور (وحیت)	۲۰	۲۳	واقعة ذریع حضرت اسماعیل علیہ السلام	۳۵
۷	عالم امر (پرتو وحیت)	۲۲	۲۴	تعمیر کعبۃ اللہ شریف	۳۷
۸	عالم خلق (واجبیت)	۲۳	۲۵	انبیائے ماسبق کے اسمائے گرامی	۵۱
۹	روایتی میدانے	۲۱			
۱۰	حجبات نور کے مستتر امور	۲۳	۲۶	نورِ مرقع؟ نور اللہ کی	۵۳
۱۱	عرفان نور شریف (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	۲۵		اولوالعزموں پر فضیلت	
۱۲	ذکر آدم وحواء	۲۶	۲۶	مسجد اقصیٰ (بیت ایل)	۵۷
۱۳	تقبیل انہیائیں	۲۸	۲۸	حضرت اسماعیل ذریع اللہ سے	۵۸
۱۴	حدیث تقریری (نعت سرای حضرت عباس علیہ السلام)	۳۰		لے کر خواجہ عبد اللہ ذریع شفیق تک	
۱۵	مہبوط و قبولیت تو بہ آدم علیہ السلام	۳۲	۲۹	ذکر اصحاب قبل	۷۳
۱۶	حضرت شیث علیہ السلام	۳۳	۳۰	خواجہ عبد المطلبؑ متولی کعبہ	۷۶
۱۷	نسب نامہ آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۵		کاجیب خواب	
۱۸	نور ان نساں نور اللہ علیہ السلام	۳۶	۳۱	خواجہ عبد اللہ کی ولادت باکرامت	۷۱

شماره	مضامین	صفحہ	شماره	مضامین	صفحہ
۳۲	حضرت سرپا نور کے اکوئین	۸۱		(مکتہ مکرمہ میں توحید عثمانی)	
۳۳	شریفین کا ایمان	۸۲	۳۸	اقرا کا نزول، حضور کا عروج	۱۰۲
۳۴	ظہور نور قدسی صلی اللہ علیہ وسلم	۸۳		اور حضرت جبریل علیہ السلام کی الشہدائی	
۳۵	رضاعت معصوم	۸۴	۲۷	ذیل کوئی کا صحیح مفہوم	۱۰۱
۳۶	اعجاز نور شریف	۸۵	۳۹	نورانی نقطہ اول پر روشنی کے علاوہ	۱۰۳
۳۷	چچی چچی کی مشفقانہ خدمتیں	۸۶		القائم بھی ہوتا رہا۔	
۳۸	نوزی سال کے دو اعجاز	۸۷	۵۰	اسلام پاک کی تعریف و تحقیق	۱۰۴
۳۹	تاجرانہ شان میں اصلاح قوم	۹۲	۵۱	م بزرگوار اول الاسلام	۱۰۵
۴۰	حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ	۹۵	۵۲	ورقہ کا جنتی ہونا	۱۰۵
۴۱	علیہا سے خانہ آبادی اور ولیمہ	۹۶	۵۳	قریش کی دعوت طعام و تبلیغ اسلام	۱۰۶
۴۲	میاں بیوی کی سبق آموز باتیں	۹۷		پذیرے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام	
۴۳	انجمن تحفظ ملک و قوم کا انعقاد	۹۸	۵۵	محبت محبوب خدا میں حضرت	۱۰۸
۴۴	قضیہ حجر اسود کا معجزانہ فیصلہ	۹۸		ابوطالب کی انتقامت	
۴۵	حرام میں خلوت نشینی	۹۸	۵۳	پہلا خطاب آل غالب، عتبہ کی	۱۰۷
۴۶	حضرت خدیجہ الکبریٰ کی پر خلوص	۹۹		پیشکش (زر زین، زمین) کو درود دینا	
۴۷	خدمت پر منجانب اللہ سلام	۹۹	۵۶	۳۹ دین مسلمان حضرت امیر حمزہ اور	۱۰۸
۴۸	رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام	۹۹		۴۰ دین مسلمان حضرت عمر ابن الخطاب	
۴۹	پردہ نشینی بحث	۱۰۰	۵۷	ہجرت اولیٰ اور نجاشی کی حق	۱۱۰
۵۰	اظہار نبوت و رسالت	۱۰۰		پسندی	

شماره	مضامین	صفحہ	شماره	مضامین	صفحہ
۵۸	حضرت جعفر ابن ابی طالب کا خطبہ	۱۱۰	۷۲	میراج نبوت و معراج رسالت	۱۲۰
۵۹	شعب ابی طالب کے مصائب اور مقاطعہ	۱۱۲	۷۳	میراج محمدیت	۱۲۲
۶۰	حضرت ابوطالب کا وثوق، رصید قیام	۱۱۳	۷۴	میراج انسانیت (ہجرت طیبہ)	۱۲۲
۶۱	ایمان اور مقاطعہ قطع	۱۱۴	۷۵	مدینہ النبی سلمہ کے	۱۳۱
۶۲	رفیقہ حیات پاک اور کفیل مجازی کی وفات	۱۱۵		واقعات (رسول مدنی کی تمدن آرائی)	
۶۳	مصائب طائف پر صبر جمیل	۱۱۶	۷۸	بین الاقوامی معاہدہ	۱۳۴
۶۴	صبر جمیل کی داد، منجانب دادگر	۱۱۷	۷۹	اصحاب صفہ رض	۱۳۶
۶۵	(معراج عبدیت)		۸۰	معراج محبوبیت (تحویل قبلہ)	۱۳۸
۶۶	ولادت باکرامت جناب امام حسین	۷۸		اذان کی ابتداء اور روزے کی	۱۴۰
۶۷	علیہ السلام (ششماہ)	۷۹	۸۱	فرضیت سلمہ	۱۴۳
۶۸	شہداء سے بیرون رضی اللہ عنہم سلمہ	۸۰	۸۲		
۶۹	حرام سے زیادہ گندے فعل شیطانی سے بچنا	۸۱	۸۳		
۷۰	کرنے کا سان حکم (شراب اور جوا)	۸۲			
۷۱	غزوہ خندق - ذیقعد سلمہ	۸۳			
۷۲	بنو قریظ کی شرارت کا انسداد	۸۴			
۷۳	غزوہ بنی مصطلق - بنی جویریہ کی	۸۵			
۷۴	درخواست پر عقد سلمہ	۸۶			
۷۵	صلح حدیبیہ - (سلمہ)	۸۷			

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
سَلِّمُوا عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ مَرَّةً لَعَلَّكُمْ تُحِبُّونَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۔ سوانح حیات ایک نظر میں

- ۱۔ جلوة نور واجب الوجود عالم نور میں مصرف طاعت و ریاضت و راجب رب العالمین نے چایا کہ کائنات کو ذات کا عرفان تام ہو تو رخصتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور عالم ناسوت میں واقعہ اصحاب فیل کے ۵۵ھ بعد - ۹ یا ۱۲ ربیع الاول روز و دشنبہ، وقت صبح صادق قبل طلوع آفتاب دُنیا مکہ مکرمہ میں کیا۔
- ۲۔ ناسوتی پدر بزرگوار خواجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے مدینے جا کر انتقال فرما گئے تھے۔
- ۳۔ ناسوتی مادر مکرمہ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا، مقام البواء میں ظہور نور کے چھٹے برس انتقال فرما گئیں۔
- ۴۔ ناسوتی جد امجد خواجہ عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال مکہ مکرمہ میں حضور سراپا نور کے آٹھویں سال ہوا۔
- ۵۔ نوویں برس خانہ عم مکرم حضرت ابوطالب عمران رضی اللہ عنہ جلوت کدہ بنا۔
- ۶۔ دسویں سال سے حیوان مطلق کے مرقی بن کر سنت انبیا علیہم السلام کو زندہ کیا۔ اور شان رحمت کی معجز غالی فرمائی۔
- ۷۔ تیرھویں سال بمعیت عم مکرم حضرت ابوطالب تاجرانہ شان میں حبلوہ آرائی فرمائی۔
- ۸۔ پندرہویں سال سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر سفر تجارت

شمارہ	مضامین	صفحہ	شمارہ	مضامین	صفحہ
۸۵	فتح خیبر (محرم الحرام ۶۱۰ھ)	۱۷۲	۹۹	حجۃ الوداع ۶۱۰ھ	۲۰۰
۸۶	بی بی صفیہ کی مکتوبہ درخواست پر عقد بی بی ام حبیبہ کی درخواست کفالت پر عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ہدایت	۱۷۶	۱۰۰	خطبہ خطیب الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ترجمہ سائل نمبر)	۲۰۱
۸۷	۴ شاہان دُنیا کے نام	۱۷۶	۱۰۱	حدیث ثقلین بتفصیل فریقین	۲۰۳
۸۸	بی بی ماریہ قبطیہ کے پدر بزرگوار کے درخواست پر عقد	۱۷۶	۱۰۲	جناب علی مرتضیٰ کی ولایت اور حضرت عمرؓ کی بغل گیری و مبارکباد	۲۰۴
۸۹	عمرة القضاء و یقعدہ	۱۸۰	۱۰۳	دینی اسلام کی تمام غلامی پر نفیست	۲۰۵
۹۰	جنگ مؤتہ (آغاز ۶۱۰ھ)	۱۸۱	۱۰۴	معراج نظر، جیش سامہ بن زید رضی اللہ عنہ	۲۰۶
۹۱	فتح مکہ مکرمہ زاد اکرامہا اور غزوہ خنین	۱۸۳	۱۰۵	معراج تسلیم (علالت اختیار)	۲۰۷
	شوال المکرم		۱۰۶	پیش نماز جماعت مسلمین حضرت ابو بکر صدیقؓ	۲۰۸
۹۲	پنجیم زادے ابراہیم کی ولادت پر مسرت	۱۸۸	۱۰۷	معراج رضا و فات رشک حیات اللہ	۲۱۲
۹۳	غزوہ تبوک (۶۱۰ھ)	۱۹۳	۱۰۸	صلوة الجنازہ میں کوئی پیش نماز نہ تھا بلکہ	۲۱۶
۹۴	توشل رسالت حقہ کی قدر و منزلت	۱۹۶		دل دشن اصحاب صف بستہ حیات نبی کے حضور جلوة و سلام پیش کر رہے تھے	
۹۵	نجران کے عیسائیوں سے مسابہ (خمیسہ شجبا کا صدق یقین)	۱۹۷	۱۰۹	اصحاب کے سترائے پر پدر کار و بیکس زندہ معجزہ حضور کے بعد آل و اصحاب	۲۱۷
۹۶	اسلام کا پہلا حج با میری حضرت صدیقؓ	۱۹۸		کا اسلامی متحدہ محاف انعام مغفرت، اولاد امجاد اور غلے زنیہ	
۹۷	اسلامی نظام عام	۱۹۹	۱۱۰	۲۵۱ معجزات سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۲۳
۹۸	وفود کا سال ۹۰ھ	۲۰۰			

کیا۔ قوم کی زدہ حالت کو ابھارنا، سنوارنا شروع کیا۔ اور مجلس تحفظ کا انعقاد فرمایا۔ جو دراصل تعمیرِ تہذیب کا سنگ بنیاد تھا۔

۹۔ ۲۳ ویں سال، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال تجارت کے ساتھ، ان کے خاص کارندے میسرہ کو بھی زیرِ تربیت لیا۔

۱۰۔ ۲۵ سال ۲ مہینے دنل دن کی عمر ناسوتی ہوئی تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چھ سالہ اور بیوہ کی درخواست عقد بمشورہ عم مکرم منظور فرمائی۔

۱۱۔ ۳۰ ویں سال حجرِ اسود کی نزاع کا معجزانہ فیصلہ فرمایا۔

۱۲۔ ۳۵ ویں سال سے ۴۰ سال کی عمر ناسوتی، خلوت کردہ صحرا میں گواہی۔ اس چلکشی میں عالمِ نور و عالمِ آخر کے اسرار تازہ کیے۔

۱۳۔ اکتالیسویں سال کے پہلے دن اپنی نبوت و رسالت قدیم کا اظہار فرمایا۔ وحی کا نزول اور مرتبہ محمدی کو روز بروز عروج ہوتا رہا۔

۱۴۔ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا۔ حضرت زبیر بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابوطالبؑ سے اجازت لے کر جناب علی مرتضیٰ کو م اللہ وجہہ اور ملک شام کے سفر تجارت سے بشارت لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "آؤا سلاماً" ہوئے۔

۱۵۔ تیرہ سال تک (۵۳ برس کی عمر ناسوتی تک) مکہ مکرمہ زاد اکرامہا میں اسلامِ پاک کی اخلاقی تبلیغ ہوتی رہی۔

۱۶۔ تین برس تک باطن میں تعلیم و تربیت ہوتی رہی۔ دارِ ارقم اس کے لیے نہاں خانینا۔

۱۷۔ چوتھے برس سے ظاہر طور فیض کا دریائے بیکراں پھیل پڑا۔ تو آزمائشوں کے دروازے بھی کھل گئے۔

۱۸۔ پانچویں سال رجب کے مہینے میں انفرادی ہجرت کا حکم ہوا۔ حضرت عثمان غ

۱۹۔ اور حضرت رقیہ بنت رسول اللہؐ بھی حبشہ ہجرت کر گئے۔
چھٹے برس پہلے امیر حمزہ اسد اللہ و رسولہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے ان کے تین دن بعد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قرآن سے ہدایت یاب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔

۲۰۔ ساتویں سال سے تین برس تک شعب ابی طالبؑ میں قیام رہا۔ اس عرصے میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ رہا ہمہ قسم کے مظالم ڈھائے گئے اور مقاطعہ پورے زور شور سے قائم رہا۔ آخر حضور پاکؐ کے معجزہ ارزانی غیب دانی کو حضرت ابوطالبؑ نے وثوق کے ساتھ ظاہر کیا اور مجمع رؤسا میں اس کی تصدیق ہوئی تو دسویں سال وہ مقاطعہ قطع ہوا اور مصائب کا بار کچھ ہلکا پڑا۔

۲۱۔ دسویں سال حضرت ابوطالبؑ و جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد طائف کا رُوح فرسا واقعہ پیش آیا۔

۲۲۔ گیارھویں سال یشربوں کے ایک قافلے نے ایمان کی دولت پائی اور وہ آکر یشرب تشریف لانے کی دعوت دیتے رہے۔

۲۳۔ بارھویں سال (۵۲ برس کی عمر ناسوتی) میں ان سب بیلادوں کی داؤد شب معراج رب العالمین نے قاب قوسین کے قُرب و حضور کی صورت میں وحی۔ پانچوں وقت کی نمازیں تحفۂ اُمت کے لیے ملیں۔

۲۴۔ اسی سال ۲۷ صفر المظفر شب جمعہ کو بامرِ خدا حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر ہجرت فرمائے یشرب ہوئے اور اب اس مبارک بستی کا نام مَدِیْنَةُ النَّبِیِّ قرار پایا۔

رسول مَنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دُورِ تَمَرُّنِ اَرَائِی

۱۔ ہجری میں یکم ربیع الاول دو شنبے کے دن خلوت خانہ ثور سے برآمد ہوئے اور ربیع الاول دو شنبے ہی کے دن رونق افروز قبا ہوئے۔ قبا میں ۱۳ دن قیام رہا پھر نورافراٹے مدینہ منورہ ہوئے۔ مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔

۲۔ ہجری میں اذان کا طریقہ جاری فرمایا۔ کعبۃ اللہ شریف قبلہ اہل اسلام قرار پایا اور روزے رمضان کے فرض ہوئے۔ انھیں مبارک دنوں میں قریش نے حملہ کیا۔ اور ۳۱۳ جاں نثاروں کو ساتھ لے کر وہ حملہ دفع کیا بلکہ ۱۰۲ کے لشکر پر فتح پائی۔ ابوجہل مارا گیا۔

۳۔ ہجری میں زکوٰۃ فرض ہوئی۔ ماہ شوال میں غزوہ اُحد پیش آیا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

۴۔ ہجری میں خمر کا پینا حرام سے بھی بڑھ کر گنداشیطانی فعل قرار پایا۔ ۵۔ ہجری میں عورتوں کے لیے پردے کا حکم آیا۔ ماہ شوال میں غزوہ خندق پیش آیا اور علی الاعلان حق کی فتح، باطل کو شکست ہوئی۔

۶۔ ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی اور شاہان دنیا کو اسلام کی دعوت دی گئی۔

۷۔ ہجری میں غزوہ خیبر کی فتح ملی۔ ۸۔ ہجری میں رمضان المبارک میں فتح مکہ ہوئی۔ عام معافی کا اعلان سنایا گیا۔ اس کے بعد ہی فتح حنین حاصل ہوئی۔ خالد بن ولید، عثمان بن ابوطالب، عمرو بن عاص نے مدینہ منورہ حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل بھی ایمان لایا۔

۹۔ ہجری میں ماہ رجب میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ حج فرض ہوا حضرت صدیق اکبر کو امیر الحج بنا کر مکے بھیجا پیچھے کے پیچھے جناب علی رضی اللہ عنہ کو سورہ توبہ کی آیات لے

کر خطبے کے طور پر پڑھ دینے کو مامور کیا گیا۔ بادشاہ قبا اہل حمیر نے اسلام قبول کیا۔

۱۰۔ ہجری میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کو لے کر خود بدولت سرابا برکت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریضہ حج مسنون کیا اور اسلام کے تمام بنیادی اصول سمجھا کر امت کو وداع فرمایا۔

تعداد غزوات و سرایا ۲۸ ہجری سے ۹ ہجری تک ۸۱۔ اس میں ۱۰۱۸ جانیں گئیں۔ گویا فی جنگ اوسط ۱۲ کا رہا اور اسلام کی تمام جہان میں شانت ہو گئی۔ اس عالم میں وہ جلوہ نور ظہور فرما ہوئے ظہور کے دن سے لے کر مشابعت عالم نور تک ۶۳ سال ۴ یوم ہوتے ہیں۔

بایوں سمجھ لیجئے کہ ۲۲۳۰ دن ۶ گھنٹے عالم ناسوت کو جگمگا کر وہ جلوہ نور ربیع الاول ۱۰ ہجری بروز دو شنبہ وقت چاشت، عالم نور چمکانے والیں چلے گئے مکہ مکرمہ زاد اکرامہا میں ۵۳ برس اور مدینہ منورہ زاد شرفہا میں دس سال جلوہ ارزانی فرمائی۔ اور

حجۃ اُمم المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا میں آج تک اعلان فرمایا کہ

سَمِعْتُ زَارِقَ بْنَ زَيْدٍ فَقَدْ رَأَى وَمَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ

(جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اُس نے یقیناً مجھے دیکھا اور جس

نے مجھے دیکھا وہ دیدار الہی سے مشرف ہوا)

حیات النبی کی نماز جنازہ میں کوئی پیش نماز نہ بنا بلکہ حجۃ شریف میں دس دن صحابی نہ آتے اور صف بستہ درود شریف پڑھتے رہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعِزِّهِ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ فَقَطْ۔

۴۔ وقت کی بہت ضروری خدا لگتی بات

اک عمر کھلونوں پہ چل جانے کی اک عمر تماشوں سے پہل جانے کی
اک عمر ہو انسان کے سنبھل جانے کی اک عمر ہو عالم ہی بدل جانے کی

انسان کے معلومات چاہو کسی بھی حد تک پہنچ جائے، مگر وہ کبھی بھی عالم محسوس عالم معقول سے آگے نہیں بڑھ سکتا، انسانی ذہن جب بھی اس حد سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو ریب، شک اور دوساؤں میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر انسان سوچ لے کہ میرے بنائوالے نے میری مادی اور حیاتیاتی تمام ضرورتوں کی تکمیل کے لیے اپنی طرف سے سارا سامان مہیا کر لیا ہے۔ میری زندگی کی بقا اور ارتقا کے واسطے جو چیزیں درکار ہیں وہ سب اُس رب کا رساز کی پیدا کردہ ہیں تو اُس پر یہ واضح ہو جائے گا کہ میری روحانی ہدایت کے وسائل بھی وہی خدا اُسے مہربان فراہم فرما سکتا ہے اور فوراً اُس کا ذہن، دُنیا کے گزشتہی سے دین پائیدار کی طرف منتقل ہوگا۔ ادھر رخ کرنے سے ہی انسان پر کھلے گا کہ اس فانی زندگی میں دین باقی کا وجود ہی اس امر کی دلیل روشن ہے کہ رُوح کی بھی کچھ ضرورتیں ہیں، جنہیں پورا ہونا چاہیے، پھر اُس کی عقل و فکر یہ بھی سمجھا دے گی کہ خدائے تعالیٰ نے جو مادی اور ذہنی صلاحیتیں مجھے ودیعت فرمائی ہیں اُن کو بروئے کار لا کر میں نے تہذیب ترقی کے مختلف مدارج طے کیے ہیں مادی عالم میں یکسر آزاد ہوں لیکن روحانی عالم کا حال اس سے بہت کچھ مختلف اور مادی قوت کی رسائی سے قطعاً باہر ہے۔ میں یہ تو سوچ سکتا ہوں کہ ”کچھ ہے“، ”الّا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کچھ“، ”سو کیا ہے میں بسبیط اور مجرّ خیالات تو پیدا کر سکتا ہوں وے حقیقت علیٰ انک رسائی میرے بس کی نہیں۔ اس مرحلے میں مجھ کو ایک عالم روحانی کے فیض و ہدایت کی ضرورت ہے“ دین باقی کی یہ رہنمائی معاً اُس

کے ذہن کو روحانی راہبر پیغمبر تک پہنچا دے گی اور وہ عاجز بندہ یہ معلوم کرے گا کہ میری روحانی ہدایت کے وسائل، میرے مہربان رب رحیم نے اس صورت میں فراہم فرما دیے ہیں۔ اور جان لے گا کہ ”اُنّیّا علیہم السلام نے اپنی پاکیزہ تعلیمات میں ایمان و عمل صالح پر اس لیے زور دیا ہے کہ انسان کے جسم، عقل اور رُوح کے عمل میں ہم آہنگی پیدا ہو، انسان خیالات کے دوسو سو سے محفوظ رہے۔ اور ایمان و عمل کی مدد سے درجہ یقین تک رسائی پائے۔ اسے اطمینان قلب حاصل ہو اور مادی عالم کی حقیقت اس پر مُتکشف ہو جائے۔“ ساتھ ہی یہ بات بھی آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ ”دین کا عرفان حاصل کیے بغیر اس کی حقیقت سے انکار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص برف کو چھوئے بغیر اُس کی ٹھنڈک سے انکار کر دے۔ دین کے بارے میں اظہار رائے کا حق صرف اُس شخص کو زیب دیتا ہے جو دین کی حقیقت پہچان چکا ہو نعمت ایمان سے لطف اندوز اور دولت عمل صالح سے بہرہ ور ہو۔ جو شخص محض فلسفہ یا سائنس پڑھ کر دین کا منکر ہو اُس کی مثال اُس مُتذہبن آدمی سے مشابہ ہے جو فلسفے اور سائنس کی واقفیت حاصل کیے بغیر معقولات اور حکمت کا انکار کرے اس واسطے کہ دین کا میدان عمل اور سائنس کا اور دراصل ان میں نہ کوئی تضاد ہو نہ تناقض۔ جنہیں ایسا نظر آتا ہے وہ شاید کتاب اللہ کے ساتھ حکمت کتاب اللہ سے بے بہرہ ہیں۔ نبوت کی ماہیت و کیفیت کیا ہے؟ منطقی طور پر تو اس سوال کا جواب کچھ نہیں دیا جاسکتا، کیوں؟ اس لیے کہ نبوت کی حقیقت صرف نبی پر ہی کھلتی ہے جیسے شباب کی کیفیت کوئی جوان ہی جان سکتا ہے نہ کوئی نابالغ، ریاضت اور مجاہدات سے قریب حضور حق پانپالے صوفی و ولی بھی حقیقت نبوت کے عارف نہیں ہوتے۔ اس بارے میں علمائے ”البعث النفسا“ کی معلومات قابلِ قدر ہیں کہ وہ اپنے سائنسی ذرائع علم کی بنیاد پر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبوت اور صوفیائے کرام کے روحانی تجربات حقیقت پر مبنی ہیں، ان کا عقلی ذرائع سے جاننا ناممکن ہے۔ سائنس کا علاقہ مادے سے ہے اور فلسفے کا، اشیاء کے وجود و کُلّی سے مگر دین کا تعلق ان دونوں

سے ماورائی سے ہے۔ دین ہی کا صدقہ ہو کہ سائنس، تخریب کے بجائے تعمیر کی طرف متوجہ ہوگا اور فلسفہ عقلی دوسوسوں کے بدلے ایمان و یقین کا رخ کرے گا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو قریش مکہ نہ سمجھ سکے کہ یہ نبی کیسے ہو گئے! قریش کا انکار نبوت، ادراکِ حسی کی بنا پر تھا ان کے اطمینان کے لیے سورۃ النجم میں یہ بیان آیا کہ وہ لوگو! تمہارے صاحب و قبلہ نہ راہ بھولے نہ دل سے بانیں گھڑتے ہیں بلکہ راہِ راست پر قائم ہیں اور جو وحی کی جاتی ہو اسی کو سناتے سمجھاتے ہیں "اس طرح انسانیت، اس دین سے بہرہ یاب ہوئی جو تَحْزِیْرُ الْاَدْیَانِ" ہے اور اس کے پابند آزاد نارا و تَحْزِیْرُ الْاُمَمِ صراطِ مستقیم کے نشان برگزیدہ قرار پائے۔ وہ مرکزِ حق سے متحد حضراتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم کو اپنا خضر راہ بنائے رہے (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَصَّطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) اور اسی طرح ہم نے تمہیں اُمتِ معتدل بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور تم پر ہمارے رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ ہوں۔) بیساکھی کے سہارے چلنے والا معذور، زمین اور سواری کے محتاج مغرور کی ہنسی اڑاتا، اور قناعت پیشہ مزدور، بوالہوسوں کی ناگفتنی حالت پر اٹھ اٹھ آنسو بہاتا ہے

محتاج و غنی بندہ اس خال مراند انا کہ غنی تراند، محتاج تراند
برطانیہ کا عروج سلطنت، دنیا پر ظاہر ہو کہ اس کو سم ۲ گھنٹے آفتاب عالم تاب کا اقبال میسر تھا اور تدا بیر عقل و رنگ، بہانگ دہل کہنتی تھیں انسان اپنی تقدیر کا خود معمار ہے، یکایک ایسا زوال رونما ہوا کہ سب تدا بیریں دھری کی دھری رہیں اور اب وہی برطانیہ، دنیا کی بڑی قوتوں کے سامنے ہیچ بزبان حال کہہ رہا ہے

فی الحقیقت مالک ہر شے خداست ایں امانت چند روزہ نزد است
اس سے پہلے دنیا تھے دنی کے تجربہ کار، ظفر بادشاہ دہلی کی عبرت پذیری اس تضحیل سے

نورِ سخن

ظاہر ہے۔

پڑے دنیا یوں نہیں بک بکے عبت جان کھائی نہ دیا منزل عقبے کا مجھے رستہ دکھائی
گلاب جی میں ہر سب چھوٹے یہ ہر نہ رائی لکھا؟ ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نزد م من بجز آں رہ کہ تو آں رہ نہائی

نہ چھل عہد سے جب کہ سر دم میں ہوں رکھوں پیمانِ عبت کو ترے میں یونہی محکم
طلبِ وصل نری ہوں نہ مرے دل سے بھی کم ہمہ در گاہ تو جو یک ہمہ در راہ تو یویم
ہمہ توجید تو گویم کہ بہ توجید سرائی

نہ چپ اس سے گھرے تری نصرت یاری نہ ترا عرش سے نافرش اگر فیض ہو جاری
تو کہے کیونکہ خدا یا یہ خدائی تجھے ساری تو خداوند بھینی تو خداوند بسیاری
تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی

نظر آتی ہو جہاں میں جھسپیدی و سیاہی! قاصع پہلے ہو تھے دن رات گواہی
تری یکتائی مہر ابھی ہر اک شے سے الہی؟ تو زن و جنت نہ جوئی تو غور و خفت خواہی
احدا بے زن و جنتی لکھا کام روائی

نہ پرستش کا تو محتاج نہ محتاج عبادت نہ عنایت تجھے درکار کس کو نہ حمایت
نہ شرکت ہو کسی سے نہ کسی سے قربت نہ نیازت بولایت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

جسے تو چاہو امیری دے جسے چاہو فقیری جسے تو چاہو بزرگی دے جسے چاہو حقیری
کم و غفور سے کیونکہ نہ کہے غدر پذیریری تو گریبی تو رجی تو سمیعی تو بصیری
تو معززی تو مذائی ملک العرش بجائی

گنہ و مجرم پہ بھی کرتا ہو تو رزق رسائی ترے الطاف سے محروم نہ میخوار نہ زانی
کہ تو ستار ہو سب واقف اسرار نہائی ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را عیب تو دانی

ہمہ را رزق رسائی کہ تو موجود عطائی
خود و دہم سے گودل نے کوئی بات تراشی
کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاش
مرے نزدیک سوا اسکے ہر سب سمع غراشی

نہ تو خیزی نہ نشیبی نہ تو کاہی نہ فراہی

ہر مصروف شنایں تری ہر چند خلایق! نہ ادا پر وہ ثنا ہو جتنا ہی ترے لائق
تجھے وہ فوق ہر جس فوق سے ہر سب تو فائق نہ سپہری نہ کوکب نہ بروجی نہ وقائق

نہ مقامی نہ منازل نہ نشیبی نہ بیائی

رہ تو صیف تری رکھتی نہایت ہر درازی نہ لگے ہاتھ یہ کوچہ تری بے بندہ فوازی
نہ چلے کُنہ حقیقت میں تری، نہ کھڑے طرازی بری از چون و چرائی بری از بحر و نیازی

بری از صورت و رنگی بری از عیب و خطائی

نہ تجھے دوست کی حاجت ہو نہ اندیشہ دشمن نہ تجھے کام ہر عشرت سے نہ شیوہ تراشون
نہ تجھے چاہیے ماوی نہ تجھے چاہیے مسکن بری از خفتن و خوردن بری از تہمت مرد

بری از بیم و رجائی بری از رنج و بلائی

نہ رہا عالم طفلی و جوانی، نہ ہوئی پیری غم دنیا کی ہر زبانی میں مجھے اب یہ پیری
نہ روا رکھ مرے حق میں تو یہ غواہی و حقیری تو علمی تو حکیمی تو نجیری تو بصیری!

تو نمایندہ فضل تو سزاوار شنائی

ترے اوصاف بیان کرنے کی باندھے ہو جھنجھی دم فقر پر ہو گنگی دم تحسیر پر ہو لٹنجی
یہ مری گنگ زباں، گنج معانی کی ہو گنجی نتوان وصف تو گفتن کہ تو در وصف نہ گنجی

نتوان شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی

نہ لہر کو یہ قدرت کہ تری دیکھے تجھ کی نہ غم کو یہ بی طاقت کہ تجھے پائے ذرا بھی
منتخب ہوں میں اس میں کہ صفت کیا کرتی تری احد ایس کشتی صمد ایس کف دلی

لین الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی
تلفظ اس وقت میں خاموش ہو گیا غنچ کی مانند
کہ یہ اشعار مناجات کے یاد آئے اسے چند
کھے اوصاف میں کس طرح تری اپنی زباں بند
اب دندان سنائی ہمہ توحید تو گویند
مگر آتش دوزخ بود شش زود ریائی

مومنانہ فراست پہلی نظر میں بجا نپ لیتی ہو کہ پیش نظر کارخانہ اپنے کارخانہ دار کا، یہ رنگا
رنگ صنعتیں اپنے صنایع کار ساز کا، اور اشیائے عالم اپنے خالق و مالک عالم کا، منہ بوتا ثبوت ہو۔
فلسفیانہ شبہات کو وہ یہ کہہ کر رد کر دیتی ہو کہ اگر کوئی منتظم و مدبر نہیں ہو تو یہ تنظیم و تدبیر عالم کیسی؟
وہ ستاروں اور چاند سورج کی رفتار، طلوع و غروب ہی سے سمجھ لیتی ہے کہ نظام فلکی بھی کیسی ایسے
قدیر کے ہاتھ میں ہو جس کا محکم چلتا ہو۔

از کساندار داند اہل خرد! گر چہ تیر از کماں ہمیں گزرد
ان مشاہدوں سے خالق عالم کی نسبت اس کا یقین اتنا محکم ہو جاتا ہو کہ کوئی جعل سازی یا کارستانی
اس کا قدم دگا نہیں سکتی۔

وفا داری بشرط استواری اصل ایمان ہو

اہل یقین جان لیتے ہیں کہ انسان کے مادے اور روح کی تربیت کے لیے علم مفید صرف قانون الہی
(قرآن مجید) ہو اس کو سمجھانے کے واسطے وہی نمیند عزیز کافی ہو گا جو قانون ساز سے اس کو چھ کر
سمجھ کر اسی کی طرف سے اس کو سمجھانے عالم ناسوت میں بھیجا گیا ہو۔ جس نادان نے تفسیر القرآن
کی یہ پہلی تابہ گئی تری چھوڑ دی اور اپنی عقل ناقص و غیر معصوم کے سہارے، اس کو سمجھنے کا دعویٰ کیا
وہ منشائے رب العالمین ہرگز ہرگز نہ سمجھ سکے گا اور پھر۔

آئینکس کہ خود گم است کرا رہبری کند

سیرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صادق القول کے ارشادات عالیہ، امین مکرّم کے

افعال گرامر کا نام پاک کی حقیقی تفسیر ہے۔ کَانَ خَلَقَهُ الْقُرْآنُ سُنَّے والے حضرات، گفتار و کردار سے مستفیض، وہ سچے ایماندار ہوئے جنہیں خوش قسمتی سے صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر آئی اس نے سمجھا دیا جو کہ غ

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دار

یہ لوگ پابندی قرآن و سنت کی سند مستند قرار پاتے۔ انہیں پابند قرآن و سنت، محفوظ المقام اصحاب رضوان اللہ عنہم کی حیات طیبہ سامنے رکھ کر جس تابعی رحمۃ اللہ عنہ نے اوامر و نواہی کی حد بندی لکھوا کر دکھا دی اس سراجِ اُمت کی بے نفس اور مفید خدمات سے انحراف، صراطِ مستقیم سے دور جانا اور تفقہ فی الدین کی متصلہ و متفقہ منہاج کی روشنی سے محروم ہو جانا بڑے مرکز سے اعراض اور فرقہ واری کی بدعات کا یہ ارتکاب، خدا اور رسول کی جناب و حرۃ پسندی میں ناپسندیدہ ہو فرمادیا "إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا بِإِثْمِهِمْ وَكَانُوا شُرَكَاءَ الَّذِينَ كَفَرُوا أُولَٰئِكَ هُم مَكْرُومُونَ" مفہوم یہ ہے جو مرکز سے ہٹ کر جن بالفِ نفس لوگوں نے خود غرضی سے فرقے بنالیے ہیں، اسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ان سے کوئی سروکار نہیں یہ آپ اپنی آگ میں جلتے رہیں گے۔

(علاء الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی سعی شکور)

زمین از حب اوساکن فلک عشق اوشیدا

از دور ہر تے فوقے ز دور ہر لے شوقے

از شد بود ہر موجود ز شدید ہا بدینا

نہ اکو تم یافتے تو بہ نہ نوح از غرق نجینا

نہ عیسیٰ اکو مسیحا نہ موسیٰ اکو یسینا

دو زلف عنبر نیش را کہ اللیل اذالغشا

ز معراجش چہ میخوای کہ سبحان الذی اسرے

وَلَا تَسْأَلْ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ

وَصَلَّى اللہ علی نور کز و شد نور پا پیدا

از دور ہر تے فوقے ز دور ہر لے شوقے

محمد احمد محمود ویرا خالقش بستود

اگر نام محمد را بنیاد دے شفیع آدم

نہ ایوب اکو شکیبائی نہ یوسف اکو دل آرائی

دو چشم تر گسینش را کہ مارا غ البصر خواند

ز سر سینه اش جاتی الم نشرح لک نوال

(حضرت احمد جام علیہ الرحمۃ کی سعی جمیل)

اے صدر ایوانِ رسل وے شمع جمع انبیاء

ظہر و یس نام تو انا فتحنا کام تو

نامت محمد آہ۔ محمود و احمد آمدہ

احکام تو جبل المتین حاجب تزاروح الایین

ہم صدر بدر عالمی ہم تاج فخر آدمی

جنت سرے یار تو رضوا امانت دار تو

تُرک فلک ہند وے تو نور ملک از رے تو

اے تاج نجش خسرواں وے خاتم پیغمبراں

مقصود دولاک آمدی از عالم پاک آمدی

تخت فلک تاجت قمر ہریت علم جزاکم

ایں احمد جلے نہاں دارد گناہ بیکراں

عشق محبوب خدا میں مجھ کو کیا کیا مل گیا

آپ کی صورت سے مکریت پرستی کھل گیا

دیکھ لی آنکھوں سے نور حق کی صورت دیکھ لی

خضر دین گئے کہ بس راہ شریعت کھل گئی

وہ تو نکلا اک نقیب بارگاہ مصطفیٰ

غوث اعظم نے شب معراج و دیا عروج

عشق حضرت ہو کہ تکمیل نگاہ اہل ذوق

دھونڈتے پہنچے نہ پایا اس کو بیت الستک

کیا کہوں اک اک قدم کس نے نوازا عزیز

خورشید برج سلطنت جہد تخت کبریا

قرآن رزق پیغام نواے آفرینش را بہا

دین تو سر آمدہ کثیبت ابوالقاسم ترا

اے رحمتہ للعالمین؟ ہستی امام انبیاء

ہم انبیاء را خاتمی ہم محتجب ہم مصطفیٰ

اے ازل رخصار تو فردوس اعلیٰ را رصفا

واللیل وصف ہوئے تو لغت جالت الفحی

ہستی تو انی صاحب قرآن و دین و دنیا بازشا

ز بندہ خاک آمدی جانہا فدایت مرجبا

فحوت قمر یارت ظہر سنت قدر تہنیت

از حق بخواد اے کامراں عفو گناہ چہ خطا

نطف دُنیا اجر عقبی قرب مولانا مل گیا

آپ کی سیرت سے خلق حق تعالیٰ مل گیا

مل گیا اب مدعاے اہل معنی مل گیا

منزل مقصود کا اک صاف رستا مل گیا

در دمندوں نے یہ سمجھا تھا مسحا مل گیا

پایہ غرض خداوندی سے پایا مل گیا

جو کیا خلد بریں میں عاشق کامل گیا

جب مینے اے تو خود حق تعالیٰ مل گیا

کیا بتاؤں راہ طیبہ میں مجھے کیا مل گیا

۵۔ واجب الوجود

حضرت خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالم ناسوت میں بعثت ہونے سے پہلے دنیا ظنیات میں مبتلا تھی۔ کوئی سمجھتا تھا کہ مادہ و روح اور خدائینوں قدیم ہیں۔ کوئی جانتا تھا کہ پاک بی بی مریم سلام اللہ علیہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کے ساتھ تھے۔ موسائی، حضرت عزیر کو اور عیسیٰ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیٹا بناتے ہوئے تھے۔ پھر ایک دوسرے کی تکذیب کرتا تھا اور آسمانی کتابوں کی عبارتوں میں جا بجا تحریف کرتے تھے (وَقَالَتِ الْيَهُودُ كَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ كَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتَّبِلُونَ الْكِتَابَ) یوں یہ سب کے سب اپنے علم بدعت حسنه اور اپنی عقل سقیم کے ہاتھوں بری تفریق میں پھنسے ہوئے تھے۔

”آفتاب برج علم من لدن“ نے یقینیات کی ضیائے حق البیقین سے دنیا بھر کو روشنی میں لاکر یوں مستنیر کیا ”كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ قَدِيمٌ“ بس اللہ ہی اللہ تھا کوئی مخلوق اُس کے ساتھ نہ تھی۔

حقاً کہ بارگاہ نوری لا یرد الہی !! تو واجب الوجود و عظیم الشان ہی

جسے نام و نشان ذات پاک جل شانہ نے جب چاہا کہ کثر مخفی کا عرفان ہو تو اُس خالق و مالک نے پہلے پہل۔

۶۔ عالم نور

پیدا فرمایا مشیت حق مجہد کوں فرما تھی اور قدرت قدیر فیکوں ساز، ذات واجب الوجود و راء النور۔ صدائے قدسی بلند ہوئی ”کُنْتُ كُنْزًا خَفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ“ (یہ الف لام، اضافت یا حبش یا استغراق کا نہیں ہو بلکہ معہود و زمینی کا ہی عالم علیت

عِلْمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ نے منشاء خالق یوں سمجھایا ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ پہلے پہل خالق عز وجل نے میرا نور خلق فرمایا ”فَاحْبَبْتُ“ بتاتا ہو کہ نور کثر مخفی کو یہ جلوہ نور محبوب ہو اور ”أَنْ أُعْرَفَ“ جتنا ہو کہ اس جلوہ نور سے بے صورت نور کثر مخفی کا عرفان مقصود ہے منظور تھی یہ شکل، تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

۷۔ روایتی میلاد نامے

۱۔ عبدالرزاق نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ شہید عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو روایت کی ہے۔ اُس کا مفہوم یہ ہے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ حضور پر قربان یہ تو آگاہی بخشیے کہ خالق عز اسمہ نے سب سے پہلے کیا چیز بنائی؟ تو ارشاد فرمایا اے جابر؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا!۔

(محرمان اسرار نے خلقت نوری کی حقیقت یوں بیان کی ہے کہ ذات بے کیف و کم کے نور بے بیش و کم نے بلا واسطہ غیر اپنی تجلی نور سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ گر کیا تعلیم واجب الوجود کے موافق اس جلوہ ممکن الوجود نے اُس نور حقیقی کو ”اللہ“ کہہ کر مخاطب کیا۔ پھر مشیت حق کے موافق، قدرت کی مصاحبت میں وہ جلوہ نور، فضاء قرب کی سیر کرتا رہا اُس وقت لوح و قلم، نار و ارم، ملک و فلک، شمس و قمر، جن و انس، زمان و زبریں اور آن و این کچھ تھا۔

۲۔ مدارج النبوة میں شیخ عبدالحق صاحب نے لکھا ہے کہ ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ حدیث صحیح ہے۔ اور محققین رحمہم اللہ نے ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ وَالْخَلْقُ كُلُّهُ مِنْ نُورِي وَأَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ“ کی بھی توثیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقُلُوبَ وَأَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعُقُلَ“ بل کہ بھی اعتبارات ثلثہ کا حاصل یوں ایک ہے کہ وہ نور اپنی ذات اور مبداء اور تمام اشیاء کا تعقل کرنے کے اعتبار سے عقل اول اور لوح محفوظ پر تمام علوم کے نقش اُس کے

واسطے سے ہونے کے اعتبار سے قلمِ اول کہلایا۔ اور اس نظر سے کہ جمیع کمالات محمدی اُس نور کے پرتو سے ہیں اُسے نورِ نبوت سے تعبیر کیا گیا۔ (روضۃ الاحباب عطاء اللہ حسین محدث)

۳۔ شارحین حدیث مبارک نے ایک توجیہ لطیف یہ بھی کی جو کہ فی الحقیقت سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمایا پھر اسی نور سے عالم اجسام میں سے قلم کو موجدات میں سے عقل کو۔ اجرام عالمیہ میں سے عرش کو اور جملہ اشیاے مایئہ سے قبل پانی کو پیدا کیا۔ لہذا نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت حقیقی جو اس لیے کہ حضور کا نور شریف ہر جزو و کل مخلوق سے اول ہو۔ اور پھر جو چیز اور چیزوں کی بہ نسبت پہلے بنی اُس کو اسی نور پاک کے صدقے میں اولیت اصنافی نصیب ہو۔

۴۔ محدثین و اہل سیر کی طرح ارباب کشف و شہود کا بھی یہی عقیدہ ہو۔ چنانچہ سلطان العارفين حضرت محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ فوجات مکہ کے چٹے باب میں ابتداءے آفریش کی کیفیت اپنے خاص انداز میں لکھتے ہوئے آنحضرت کی تخلیق کے متعلق یہ عجیب جملہ تحریر کرتے ہیں ”وكان مُبْتَدَأُ الْعَالَمِ بِاسْمِهِ وَأَوَّلُ ظَاهِرِ الْوُجُودِ كِبَاطِنِ أَيْ مُبْتَدَأُ عَالَمِ هَيْدَرِ وَظَاهِرِ هَيْدَرِ“ (ظاہر میں سب سے اول، آپ کا وجود پاک ہو۔)

سید الکونین و ختم المرسلین
آخر آمد بود فخر الاولین
نورالین ابو سعید بورانی نے کتب احادیث شریف سے جو مولہ فارسی میں مرتب کیا ہو اس
میں یہ تصریح موجود ہو کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجابات قدس سے باہر اگر کس سانس
لینا شروع کیا تو ان انفس مبتکرہ سے

۸۔ عالمِ امر (ملائکہ و ارواح)

بنا۔ ملائکہ نہ مرد ہیں نہ عورت ۛ

فرشتے نور سے پیدا ہیں کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں
خدا کا ذکر کرتے ہیں اسی سے سب جنتی ہیں

ان کی تعداد خدا جانے۔

روحِ امرِ ربی ہو ویشلُونَا عَنْ الرُّوحِ ۚ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ
الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۙ (لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ روح تو
میرے رب کا ایک امر ہے۔ اس کا علم عام نہیں خاص بندوں کو دیا گیا ہے۔)

۹۔ عالمِ خَلْق (عراۃ، برودت، رطوبت، یبوست)

انسان خاکی سے پہلے آگ سے جن بنے (وَالْإِنْسَانَ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ
پہلے (پہلے) ان کے بعد انسان بنا۔ اس طرح کہ خاک، پانی میں گوندھی گئی اس پتلے کو بتو میں سکھایا۔
اور حرارت سے پکایا (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سَلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۚ وَرَبَّزْنَاهُ بِجَانِحٍ أَدْنَىٰ ۖ
کا کہیں ذکر نہ تھا (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۚ))

۱۰۔ حجابات عالم نور کے مستتر امور

عالم باطن کا حال تو واقعات آفریں اور واقعات میں جانیں۔ کتاب التشریفات میں جو روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لی جو اُس کو علی بن برہان الدین حنبلی نے سیرت شامی اور سیرت ابن سیّد الناس سے خلاصہ کر کے اپنی سیرت میں یوں لکھا جو کہ ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہو؟ ناموس اکبر بولے میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ جو چھٹے حجاب میں ایک ستارہ ہو جو شتریزہ برس میں اپنا ایک دورہ پورا کرتا ہو اور میں نے اُس ستارے کو بہتر ہزار مرتبہ طلوع و غروب ہونے ہوئے دیکھا ہو۔ رسالت پناہ حقیقت بارگاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جبریل پروردگار کی عزت و جلال کی قسم وہ ستارہ میں ہوں، فرد الافراد خلّاق باب مدینۃ العلم جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ ابن ابی طالب علیہ السلام کی زبان حق ترجمان ایک دن

یوں گویا ہوئی مدح تعالیٰ تھا اور کوئی چیز نہ تھی۔ حق نے جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ نور اپنے حبیب پاک صاحب کو لاک لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَاقَ کا تھا اُس نور شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار سو چوبیس ہزار سال قبل پیدائش آب و عرش و کرسی و آسمان و زمیں و لوح و قلم اور بہشت و دوزخ اور ملائکہ کے پیدا فرمایا۔ جب نور نبی کریم علیہ التَّحِيَّةُ والتَّسْلِيمُ پیدا ہو کر ۶ ہزار سال اپنے رب تعالیٰ کی جناب میں کھڑا ہوا حمد و ثنا کرتا رہا تو حق تعالیٰ نگاہِ رحمت سے اُس نور مبارک کی طرف دیکھتا اور فرماتا رہا کہ اے حامد؟ تو ہی میری مُراد و مقصود و خلقِ عالم سے ہی اپنی عزت و جلال کی قسم کو لاک لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَاقَ تیرا فرمان بردار اور محبوب، میرا بندہ اور دوست ہوا اور تیرا فرمان اور دشمن میرا دشمن ہو۔ اَلْقَضَاءُ وہ نور مبارک چمکا گیا اور شعاعیں بلند ہوتی گئیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ نے اُس نور طاب و طیب سے قُدْرَت، عَظَمَت، عِزَّت، مَبِیَّت، جَبَرُوت، رَحْمَت، نبوٹ، کبریا، مَنَزَّات، رَفَعَت، سَعَادَت اور شَفَاعَت کے بالترتیب بارہ حجاب بنائے۔ پہلے رحمن کی شان میں اُس نور پاک کو مَن قُرْآن حکیم تعلیم فرمایا اور حجابات کی سیر کا اذن نصرف دیا۔ (اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ) چنانچہ ہر حجاب میں ترتیب وار تسبیحات پڑھنا رہا۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی بارہ ہزار سال۔ سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ وَ الْخَفِيِّ گیارہ ہزار سال۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَنَّانِ دس ہزار سال۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ نو ہزار سال۔ سُبْحَانَ الْكَرِيْمِ الْاَكْرَمِ نو ہزار سال۔ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ساٹھ ہزار سال۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۶ ہزار سال۔ سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ پانچ ہزار سال۔ سُبْحَانَ الْعَلِيِّمِ الْاَلِيِّمِ تیار ہزار سال۔ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ تین ہزار سال۔ سُبْحَانَ مَنْ يُرِيْدُ الشَّيْءَ وَلَا يَزِدُّهُ وَلَا يَنْقُصُهُ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيْمِ ایک ہزار سال۔ پھر حق تعالیٰ نے اسی نور مقدس سے بنس دریا سے نور پیدا کیے ہر دریا میں ایسا علم تھا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ نور معلیٰ نے اذن پاکر نور عزت، عِزَّت، جَبَرُوت، خَشُوْع، تَوَاضَع، رُفْعًا، وَفًا، تَقْوٰی، نِشِيْئَت، اِنَابَت، عَمَلٌ صَالِح، صِدْق، اَمَانَت، جود، عِلْم۔

ارادت، ہدایت، صیانت، حیا و حلم کے دریاؤں میں غواصی کی۔ جب آخری دریا سے باہر آیا تو ذات واجب الوجود نے یہ سرگوشی فرمائی کہ اے میرے حبیب خیر الرسل، خیر الخلائق، مبدء آفرینش، خاتم النبیین؟ تو ہی شفیع روزِ جزا ہی۔ یہ سن کر نور شریف سر بسجود ہوا جب سجدے سے سر اٹھایا تو جبینِ مطہر سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے نورانی ٹپکے ہر قطرہ منور سے حق تعالیٰ نے ایک پیغمبر پیدا کیا۔ وہ سب نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَلِيْمٌ وَلَا يَجْهَلُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ حَلِيْمٌ لَا يَعْجَلُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ ۷

قبلہ دلِ کعبہ جاں یا رسول اللہ تو لی سجدہ مسکین حسن ہر خطہ بادا سو گئے تو اُس وقت جنابِ احدیت سے ندا ہوئی کہ آیا مجھے پہچانتے ہو؟ عام خاموشی تھی کہ نور محمدی نے سَبَقَتْ کر کے پڑھا۔ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ رَبُّ الْاَزْوَاجِ وَمَلَائِكُ الْمَلٰوِكِ! اَحْسَنْتَ فرما کی آواز آئی اے مُصْطَفٰی تو ہی میرا محبوب اور خیر الانام ہوا اور تیری اُمت خیر الامم۔ (الف سے اللہ میم سے محمد، اورت سے تا بعد لری)

۱۱۔ عرفان نور شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب اُس نور سے ایک جوہر پیدا کر کے اُس کے دو حصے کیے۔ ایک پر نظر ہیبت ڈالی، وہ آبِ شیریں بنا۔ دوسرے پر نظر شفقت کی اُس سے عرشِ عظیم پیدا ہوا۔ عرش کو پانی پر ٹھہرایا۔ نور عرش سے کرسی کو نور کرسی سے لوح کو نور لوح سے قلم کو پیدا کیا۔ اور قلم کو حکم فرمایا کہ میری توحید لکھ۔ قلم اس خطاب سے ہزار سال بیہوش رہا جب ہوش میں آیا تو عرض کی کیا لکھوں؟ فرمان ہوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قلم نے سجدہ کیا اور پڑھا سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ، پھر سجدے سے سر اٹھا کر کلمہ طیب لکھا اور پوچھا پروردگار! یہ محمد کون ہی؟ جس کے نام پاک کو تو نے اپنے نام کے ساتھ یاد کیا۔ ندا آئی کہ اگر محمد مقصود نہ ہوتا

تو تو کیا کوئی موجود نہ ہوتا۔ سب آفرینش اسی کے طفیل میں ہوئی ہو۔ یہ بشیر و نذیر، سراج منیر، شفیع روزدار و گیر، محبوب خدائے قدیر ہو۔ قلم نے جب ان مراتب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قیام پایا بے اختیار لبول اٹھا۔ اَسْلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ جواب میں سنا عَلَیْكَ السَّلَامُ مَبْنِی وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ (پس سلام کرنا واجب اور جواب دینا سنت ہوا) پھر قلم کو حق تعالیٰ اجلِ شانہ کا حکم ہوا کہ میری قضا و قدر کو اور جو کچھ نابہ قیامت پیدا کرنے والا ہوں اُس کو لکھ!۔ پھر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو تعظیم و جلالت، امانت و سخاوت سے زینت بخشی اور اُس کو اہل طاعت و محبت کی قرار گاہ ٹھہرایا۔ آسمانوں کو پانی کے دھوئیں سے۔ زمین کو اُس کے کف سے پیدا کیا زمین کشتی کی طرح متحرک ہوئی تو پہاڑوں سے اُسے استحکام بخشا۔ عرش بریں کو نور فضل و نور عدل سے منور فرمایا۔ نور فضل سے حکم و سادات کو عقل سے خوف و ہیبت کو۔ حکم سے رضا و خوشنودی کو۔ حکم مودت کو اور سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ پھر ان سب صفات شریفہ کو طینت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خمیر کر کے ارواح اہل یقین کو پیدا فرمایا۔ اس کے بعد چاند، سورج، ستارے، رات، دن، روشنی، سیاہی اور جمیع ملائکہ کو نور محمدی سے پیدا کیا۔ بعد ازاں اُس نور حافظ متن قرآن مجید کو ایک جامع الکملات صورت (انسانی) میں ڈھال کر بیان القرآن سے نوازا، یہ نورانی پیکر بصورت انسان کامل تہتر ہزار سال عرش پر نشتر ہزار سال بہشت بریں میں اور شتر ہزار سال سدرۃ المنتہی میں بحکم رب متعال مشغول طاعت رہا۔ پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف منتقل کیا جاتا رہا حتیٰ کہ آسمان اول پر ساکن و قائم ہوا۔

۱۲۔ ذکر حضرت آدم و حوا

حضرت عباس بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک حق تعالیٰ کے نزدیک میں خاتم النبیین ہو چکا تھا

در اٹھالیس حضرت آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر میں پڑے تھے۔ (احمد و بیہقی نے اس کو روایت کیا اور حاکم نے اس حدیث شریف کو صحیح الاسناد کہا مشکوٰۃ شرح السنہ سے بھی یہ حدیث شریفہ مذکور ہو۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہو کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی؟ فرمایا جس وقت حضرت آدم علیہ السلام ہنوز روح و جسد کے درمیان تھے، (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی)۔ ترمذی نے اس حدیث شریف کو روایت کیا اور حسن کہا۔ ایسے ہی الفاظ میسر و منبتی کی روایت میں بھی آئے ہیں۔ امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہوا اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ شعبی سے روایت ہو کہ کسی شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور کب نبی بنائے گئے؟ تو فرمایا کہ حضرت آدم اُس وقت روح و جسد کے درمیان تھے جبکہ مجھ سے یشاق نبوت لیا گیا۔ جیسا کہ ۲۱ سورہ احزاب میں آیت آئی ہو وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ نَّوحٍ الْاٰیہ اس یشاق میں مِثَاقٌ اَوَّلٌ ہوا اور انبیا علیہم السلام کے اسمائے گرامی بعد میں ذکر ہوئے ہیں یشاق انبیاء تیسرے پارے میں یوں آیا ہو۔ (آل عمران ۸۱، ۸۲)

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي ط قَالُوا أَقْرَرْنَا وَقَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (نبیین جمع سالم ہوا اور رسول واحد ممکنہ سچ اس سے آیت در رسول اللہ و خاتم النبیین کا منشا خوب سمجھ لیتے ہیں)

جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسم عنصری درست ہوا اُس وقت حق تعالیٰ نے فرشتوں کو مطلع کیا کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کر رہا ہوں۔ (اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ طِیْنٍ ہ۔ ملک اور جن چھوٹے نہیں جاسکتے اب چھوٹے جانے والی خلق خاک سے پیدا کرنا ظاہر فرمایا) جب اُس خاک کے پتلے میں روح چھوٹوں کو تم سب اُس کو سجدہ تعظیم کرنا۔ یہ سن کر

فرشتے جسند آدم کو بہشت میں لیے منتظر حکم رہے کہ جب وحی آئے تو فوراً سجدہ کریں۔ ادھر رُوح کو داخلے کا حکم ملا اُس نے اُس تنگ و تیرہ خاکداں میں داخل ہونے سے پناہ مانگی۔ حکم ہوا اگر امت سے جا اور نکل آ۔ جب رُوح اُس تیلے کی آنکھوں تک پہنچی تو حضرت آدم کو اپنا جسند نظر آیا۔ کانوں تک پہنچی تو ملائکہ کی آواز سنی۔ دماغ میں پہنچی تو چھینک آئی اُس وقت رُوح یعنی پر تو جلوہ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہ“ کہا یہ پہلا کلمہ جو حضرت آدم کی زبان سے نکلا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی ”رَحِمْتُكَ اللّٰہ“ اے آدم؟ تجھے میں نے پیدا کیا اور تیرے اور تیری اولاد کے لیے رحمت کو خلق کیا۔ وہ بھی چھینک لیں تو یہی کہیں اور شیطان پر کوئی چیز اس سے زیادہ گراں نہیں۔ ہم جعفریوں کے جد اعلیٰ و وارث علم نبوت، جناب صادق آل محمد بن امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن مرزا علی علیہم السلام سے منقول ہو کہ رُوح سنو سال آدم کے سر میں سنو سال سینے میں سنو سال پشت میں سنو سال رانوں میں سنو سال پنڈلیوں میں اور سنو سال پنجوں میں رہی۔ جب ٹھیک کھڑے ہوئے اُس وقت فرشتوں کو آدم کے سجدے کا حکم ہوا یہ وقت نماز جمعہ کا تھا۔ ملائکہ سجدے میں تھے کہ وقت عصر آدم نے اپنے عقب سے تسبیح تہلیل اور تقدیس کی صدا نہایت خوش الحانی سے سنی۔ عرض کی پروردگار یہ کیا آواز ہے؟ جواب ملا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح ہے جو خیر الاولین والآخرین ہی سعید وہ ہی جو ان کی اطاعت کرے اور بد بخت وہ ہی جو ان کا نافرمان ہو۔ اے آدم؟ مجھ سے عہد کر کہ نور پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلیبہا پاکیزہ اور رحماں طیبہ میں امانت رکھے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد شکر یہ عہد کیا۔

۱۳ ثقیل ابہامین

ایک دن حضرت آدم سیر جنت کرتے ہوئے نشیب سے فراز پر چڑھے دیکھا کہ ساق عرش پر بیٹھ نور لکھا ہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پوچھا یا رب یہ محمد بڑا ہی برگزیدہ ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھوایا ہے۔ ندا آئی اے آدم؟ یہی بندہ تو میرا وہ محبوب

ہو جس کی بدولت تو بناو سب کچھ میں نے پیدا کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے گزارش کی کہ اس نام محبوب کا تو میں بوسہ لینا چاہتا ہوں انعام دی گئی کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں پر اس نام کا عکس لے اور اس کو بشتوق دل چوم لے۔ حضرت آدم نے ایسا ہی کیا۔ اور مخطوط ہوئے۔ جنت بین حضرت آدم علیہ السلام تنہائی سے دل تنگ تھے کہ خواب میں خالق کون و مکان نے طینت پہلو راہیں پسلی سے حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو پیدا فرمایا۔ بیدار ہو کر پوچھا۔ حضرت حوا سلام اللہ علیہا نے اپنا نام بتا کر جنایا کہ خدائے بزرگ نے آپ کے انس کی خاطر مجھے پیدا کیا ہے۔ حضرت آدم نے کہا سبحان اللہ! کیسی حسین خلقت ہو! وحی ہوئی کہ اے آدم؟ یہ میری کینز اور تو ہمارا بندہ ہے۔ تو مجھ سے اس کی خواستگاری کر اور اس کام دے یعنی محمد و آل محمد پر دہل مرتبہ درود شریف پڑھ۔ حضرت آدم شکر خدا بجالائے اور درود شریف سے لب تر کیے۔ اس طرح ترونج ہوئی۔

شرح مواہب میں محمد بن عبد الباقی زرقانی نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے یہ خطبہ پڑھا تھا عقد کندہ رُوح الامین اور گواہ ملائکہ مقررین تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ وَالْعُظْمٰۃُ اَزَارِیْ وَالْکُبْرَیَاۃُ رِدَاۃِی وَالْحَلَقُ کُلُّہُمْ عَبْدِیْ وَاَمَّا فِیْ اَشْہَدُ وَاَیَّامَ لَیْلِکَیْ وَحَمَلَتْ عَرْشِیْ وَسَلَوَاتِیْ اِلَیَّ زَوَّجْتُ حَوَّاءَ اَمِّیْ عَبْدِیْ اَدَمَ بَدِیْعَ فِطْرَتِیْ وَضَبَعَ یَدَیْ عَلٰی صِدَاقِ تَقْدِیْسِیْ وَتَسْبِیْحِیْ وَتَهْلِیْلِیْ یَا اَدَمُ اَسْکُنِ الْجَنَّةَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلَا مِنْہَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذٰی الشَّجَرَةَ فَتَکُونَا مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۝ رَسَبَ تَعْرِیْفِیْنِ اللّٰہ تعالیٰ اجل شائہ کو شایاں ہیں بزرگی میری ازادہ۔ اور بڑائی میری چادر۔ کل مخلوق میرے بندے اے فرشتو! حالان عرش و ساکنان سموات، گواہ رہو کہ میں نے اپنی کینز حوا کا نکاح اپنے بندے آدم سے کر دیا۔ آدم میرے دست قدرت کی صنعت نادرہ ہے۔ مہر اس کا میری تسبیح تہلیل اور تقدیس ہے۔ اے آدم؟ تو اور تیری زوجہ جنت میں رہو اور دونوں جو چاہو کھاؤ۔ بس اس شجرے کے قریب نہ جانا ورنہ اپنی جانوں پر

ظلم کر بیٹھو گے۔)

حضرات آدمؑ، حواؑ اور عیسیٰؑ لطفوں سے نہیں قدرت رب باری سے پیدا ہوئے ہیں۔
آدمؑ مٹی سے حواؑ ان کی بائیں پسلی اور عیسیٰؑ عالمِ امر یعنی روح سے۔

دانہ گندم کی تشبیہ لطیف مؤدب علمائے ربانی نے اندام نہانی کے بجائے استعمال کی
ہو: "ذاقا الشجرة بثلثها سوا الثمن" قرب و لطف اور مخلص با بطلع ہونے کی مہذب اشارہ ہو۔
شجرے روحانیوں کے بھی ہیں اور خاندانوں کے بھی۔

۱۴۔ مہبوط و قبولِ توبہ

اب واقعہ سمجھ میں آجاتا ہو کہ جنت اس کام کا موزوں مقام نہیں اس لیے زوج و زوجہ
کو پائیں باغ میں اتارا گیا اور عالمِ ناسوت کو لے لیا گیا۔
آدمؑ بشر ہیں اور محمدؐ بشیر ہیں وہ خاک ہیں، یہ نور علی الکبیر ہیں

۱۵۔ حدیث تقریری یعنی نعتِ سرائی حضرت عباسؓ

روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک سے حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مراجعت فرمائے
مذہبہ منورہ زاد شرفہا ہوئے تو حضرت عباسؓ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے مدحِ سرائی کی اجازت
چاہی۔ ارشاد عالی ہوا (مفہوم) اللہ تعالیٰ! تمہارے منہ کو سالم رکھے، کہو! اذن پا کر انھوں نے
یہ اشعار فی البدیہ پیش کیے۔ حضورؐ جو امع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سماعت و پذیرائی نے
اس نعت شریف کو حدیثِ تقریری کا شرف بخشا۔

کلام حق ہو فرمان محمدؐ زہے شانِ خدا شانِ محمدؐ

(سلطان الشعر النور دہلوی)

۱۔ مِنْ قَبْلِهَا طُبْتُ فِي الظَّلَالِ وَفِي مُسْتَوْدِعٍ حَيْثُ تَحْتَصُّ لَوْرِي

۲۔ شَوْهَبُ طَيِّبَاتِ الْبِلَادِ لَا بَشَرٌ
۳۔ بَلْ نَقْطَةُ تَرْكِبِ السِّفِينِ وَقَدْ
۴۔ تَنْقُلُ مِنْ صُلْبِ إِلَى رَحِمٍ
۵۔ وَرَدَّتْ نَارَ الْخَلِيلِ مَكْتَنًا
۶۔ حَتَّى احْتَوَى بَيْتَكَ الْمُهَيَّمِ مِنْ
۷۔ وَأَنْتَ لَمَّا وَلَدْتَ أَشْرَقْتَ
۸۔ فَفُحِّ فِي ذَلِكَ الصَّبِيَاءِ وَفِي
۹۔ وَأَصْنَامُكَ الْوُجُودُ نُورٌ وَسَنَا

(مفہوم) ۱۔ زمین پر قدم رنجہ فرمانے سے پہلے حضورؐ جنت کے سایوں میں خوش رہ چکے ہیں۔
نیز اس دو بیعت گاہ میں جہاں پیتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے۔
۲۔ پھر بواسطہ حضرت آدمؑ علیہ السلام مہبوط کے وقت بلاد کی طرف متوجہ ہوئے غرض حضورؐ
نہ بشر (نطفہ) تھے نہ مضغہ نہ علقہ۔

۳۔ بلکہ وہ نقطہ نورانی تھے (جس سے سب خطوط کچھ اور سب نقوش بنے چنانچہ وہی
نقطہ نورانی پیشانی حضرت نوح علیہ السلام میں جلوہ افروز کشتی رہا اور طوفانِ آبِ کسرت
اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک پہنچ رہا تھا۔
۴۔ بجودش گز نکشتے راہ مفتوح بجودش کے رسیدے کشتی نوحؑ (جامی)

۵۔ القصہ اسی طرح وہ نقطہ نورانی ایک پیشانی سے دوسری پیشانی میں منتقل ہوتا رہا وہ
نورِ عالمین جب ایک عالم سے گزر جاتے تھے تو دوسرا عالم شروع ہو جاتا تھا۔

۵۔ یہاں تک کہ اس سلسلے میں حضورؐ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نارِ خلیل اللہ میں ورود فرمایا پھر بھلا
وہ کیسے جل سکتے تھے۔ آگے اسی شان سے منتقل ہوتے رہتے حتیٰ کہ

۶۔ خند (والدہ حضرت مدرکہ بن الیاس) کی پیشانی روشن فرمائی۔ اُس وقت حضورؐ پاکؐ

کے خاندان شریف اور خاندانوں میں وہی نسبت تھی جو پہاڑ کی چوٹی میں اور نیچے کے حصوں میں ہوتی ہی۔

۸۶۷۔ پھر جب وہ نقطہ نور جلوہ آرائے ناسوت بخاندان بنی ہاشم ہوا تو زمین سے آفاق تک عالم ایسا منور ہو گیا کہ ہم سب اس روشنی میں ہدایت کے راستوں کو طے کر رہے ہیں۔

۹۔ یا رسول اللہ! آپ کی ذات گرامی کے نور ہی سے کائنات روشن ہوئی اور آپ ہی کے طفیل میں شمس کی خوشبو عالم بھیلی۔ ف۔ بشر مضغہ اور علقہ تینوں کی نفی نے نقطہ نور کا جلوہ دکھادیا۔ اصطلاح علم الاذیان

میں نقطہ اور عرف علم الاذیان میں نقطہ کہلاتا ہے (اَلْعِلْمُ نَقْطَةٌ) حضرت آدم علیہ السلام نطفے سے نہیں مٹی سے بقدرت خالق خلق ہوئے۔ اور حضرت حواء سلام اللہ علیہا، حضرت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم روح سے آئے اور یحییٰ بنی مریم سلام اللہ علیہا سے عالم خلق میں تشریف لائے۔ اس لحاظ سے جلوہ نور کلبے نطفے کے ضیا افکن عالم ناسوت ہونا بدرجہ اتم، مبرہن ہے۔ حقیقت یہ ہو کہ بس مشیت رب و دود کئی یا کھن؟ کئی یا آدم؟ اور اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ، خَلَقَهُ (آدم) مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ فرما رہی تھی اور قدرت باری تعالیٰ، کہ فیکون ساز ہو اس نقطہ نور سے سب نقوش کو جگمگا رہی تھی۔ اصطلاح شریعت میں جو صلب ہو۔ حقیقت میں وہی پیشانی ہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَعَلِّمْنَا بِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

ضیا کا لفظ قرآن مجید میں شمس کے لیے اور نور کا قمر کے لیے آیا ہوا اور خطاب سر اجا مبرا نے روز روشن کی طرح اس جناب کو آفتاب تاباں، جنا دیا ہو۔

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طُلُوعِہٖ وَاللَّیْلُ دَجَی مِنْ وَفَرِہٖ

ہبوط اور قبولیت توبہ آدم

ہبوط پر آدم کی اشکباری سے عودزنجبیل صندل اور ہر قسم کی خوشبودار چنیں۔ اور حواء کے آنسوؤں سے گرم مصالح اور لونگ پیدا ہوئیں (مواہب و شرح آل ابن عباس نے

کہا ہو کہ نعمائے جنت فوت ہونے پر آدم و حواء سو برس تک روئے، ۴۰ دن نکر، دونوں نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ اور آدم نے حواء سے سو برس تک نزدیکی نہ کی۔ شہر ابن حوشب کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہو کہ آدم نے زمین پر اگر نجالت سے تین سو برس تک آسمان کی طرف نہ دیکھا۔ اور مسعودی نے روایت کی ہو کہ اگر تمام اہل زمین کے آنسو جمع کیے جائیں تو حضرت داؤد کے آنسو سب سے زیادہ ہوں گے۔ اور یہ دونوں جمع کیے جائیں تو ان سے حضرت آدم کے آنسو سوا ہوں گے۔ (معالم التنزیل)

(باخبروں کا یہ قول فنیصل ہو کہ آدم جنت سے بچ کر، یعقوب یوسف کے وراق میں فاطمہ باپ کے غم میں اور سید سجاد کربلا کے واقعے سے متاثر ہو کر جس قدر روئے ہیں ان کا جواب نہیں ہو۔)

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ تین سو برس کی گریہ و زاری کے بعد رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اِنَّ لَنَا لَغَافِلًا وَاَنْتَ رَحِيْمٌ اَلَمْ تَعْزِمْنَا اَنْ نَّکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ؕ کَا اَنْفَاءً ہُوَا۔ اس استغفار نے راہ عفو کو ملی۔ منظر عرش پیش نظر ہوا کلمہ طیبہ نے یاد تازہ کی۔ مفسرین نے احادیث کی رو سے یہ مضمون لکھا ہو کہ اب آدم کے لب بخشش طلب پر یہ دعا آئی کہ پروردگار! بجز تیرے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری خطا معاف فرما۔ آواز آئی بڑے پیارے کا واسطہ دیا اے آدم جا بخش دیا اگر مہر کو نہ پیدا کرتا تو تجھ کو بھی نہ پیدا کرتا یہ حدیث طبرانی و بیہقی میں بھی ہوا اور حاکم نے اسے لکھ کر توفیق کی ہو کہ صحیح ہو۔ مواہب لدنیہ میں اتنا اور زیادہ ہو کہ آواز آئی اے آدم تیری توبہ قبول کی۔ اور آج اگر تمام اہل ارض و سما کے حق میں محمد رسول اللہ کی شفاعت چاہتا تو ہم یقیناً قبول کرتے۔ صاحب روضۃ الاحباب نے یہ لکھ کر اس مسئلے کی تکمیل کر دی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم ہم نے تجھ کو بخشا اور تیرا قصور معاف کیا۔ قسم اپنی عزت اپنے جلال کی کہ تیری اولاد میں سے جو کوئی حق و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ بچے گا۔ ہم ضرور اس کی خطائیں بخش دیں گے اور اس کی مرادیں پوری کریں گے۔ ہَنْ تَبْعَنِیْ فَہُوَا لِیْ (حدیث) تو تسل کپڑا خدیشوں میں آیا جو چنانچہ

مواہب لدنیہ میں بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لکھا ہو کہ جب حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انھوں نے بتوفیق الہی ایک دن دعا کی یا رب بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نقصیہ بخش دے۔ حکم ہوا تو نے ان کو کیسے پہچانا اور انھیں لیکہ میں نے ہنوز پیدا نہیں کیا عرض کی جب تو نے خلق فرما کر روح پھونکی اور میں نے آنکھ کھولی، نظر پائی تو ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تھا اسی وقت سے میں نے جان لیا تھا کہ یہ تجھ کو بہت ہی محبوب ہیں جی بھی تو اپنے نام کے ساتھ ان کا نام خط نور میں عرش پر لکھوا یا ہر اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہا اسے آدم یہ مجھ کو بہت محبوب ہیں۔ میں نے ان کے طفیل تجھے بخشا تو قصور معاف کیا۔ معافی قصور کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر حضرت آدم سے نور محمدی کو اصلا ب طاہرہ سے ارحام طیبہ میں منتقل کرنے کا عہد لیا۔ (روضۃ الاحباب) اسی عہد کے مطابق انھوں نے حضرت حوا کو وہ نور سونپا۔

۱۶۔ حضرت شیت علیہ السلام

اور حضرت شیت تنہا پیدا ہوئے تاکہ نور نبی کریم غیر مشترک رہے نور نبوی نے جن و جمال شیت کو چمکا دیا سب اولاد پر فضیلت لے گئے۔ حضرت آدم کو بھی آپ سے بہت محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ساعتوں کا علم دیا اور ہر ساعت کی عبادت سکھائی۔ پچاس صحیفے آپ پر نازل کیے۔ حیات القلوب کی روایت کے موافق محاولہ بیضا حوریہ سے جناب شیت کی ترویج ہوئی۔

(راختہ القلوب)

حضرت جبریلؑ نے خطبہ پڑھا فرشتے گواہ ہوئے آدمؑ نے وہی عہد فرشتوں کے روبرو شیت سے لیا۔ اور موافق وحی الہی انھوں نے بھی اپنے بیٹے انوس سے یہی عہد لیا۔ اسی طرح کل پشتوں میں اس پر عمل رہا۔ (مواہب و شرح آل)

جناب مولائے مومنین علیہ السلام سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا پیدا ہوا میں کچ

سے اور نہیں پیدا ہوا سفاح سے۔ آدمؑ سے لے کر میرے ماں باپ تک کسی میں سفاح جاہلیت کا دھبہ نہیں ہو۔ یہ حدیث طبرانی ابو نعیم اور ابن عساکر نے روایت کی ہو۔

طبرانی نے ابن عمرؓ سے یہ بھی روایت کی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اپنی مخلوق کو پھر تمام مخلوق سے بنی آدم کو بنی آدم سے عرب کو اور عرب میں پسند کیا مجھ کو پس ہمیشہ رہا میں اچھوں سے اچھا۔

ارشاد پاک

ترمذی نے روایت کی ہو کہ حضرت عباسؓ لوگوں سے کچھ بات سن کر حضورؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے آپ اسی وقت منبر شریف پر تشریف لے گئے اور حاضرین سے دریافت فرمایا میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ خدا کے رسول ہیں! فرمایا میں محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہوں بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو مجھ کو سب سے اچھی خلق میں کیا اور جب اس خلق کے دو شعبے کیے تو مجھے بہتر شعبے میں رکھا اور جب کنبے بنائے تو مجھ کو افضل کنبے میں رکھا اور اس کے گھر بنائے تو مجھ کو ارفع منزل میں رکھا بنا بریں میں سب سے ازر و شے ذات اور اصل کے اعلیٰ ہوں۔

صحیح مسلم میں ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور چن لیا اولاد اسمعیلؑ سے کنانہ کو۔ کنانہ سے قریش کو قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو۔

ابن سعد اور ابن عساکر محمد بن سائب کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ التبیۃ والتسلیم کے نسب نامہ اشرف میں پالشو عورتوں کا نام لکھا ان میں سے کسی ایک میں امور جاہلیت کا کوئی اُمرہ پایا نہ۔

۱۷۔ نسب نامہ نسور و مندرجہ حیات القلوب

محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن

لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہاں تک مصدقہ آنحضرتؐ ہوا اس سے آگے ناموں کی ضرورت خیال نہ فرمائی، بن اویس اور بن الیسع بن الیسع بن سلمان بن البنت بن حل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم الخلیلؑ بن تارخ بن ناخو بن شروہ بن ارغوب بن فالخ بن غابر بن شالح بن ارغشہ بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیاف بن مہلائیل بن فینان بن انوش بن شیت ابن آدم علیہم السلام۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الخیرۃ والتسلیم سے روایت کرتی ہیں کہ جبریلؑ نے کہا میں نے زمین کے تمام مشرق و مغرب میں ڈھونڈھا کوئی آدمی محمدؐ سے افضل نہ پایا اور کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل نہ پایا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے صفحات سے صحت کی روشنیاں چمکتی ہیں۔

۱۸۔ تَوَسَّلْ اِلٰی ذَاتِ رَحْمَتٍ لِلْعَالَمِیْنَ ۲

اس نور شریف کی برکت سے آپؐ کے آباؤ اجداد نے توسل پکڑا اور استغاضہ کیا ہو چنانچہ

۱۹۔ ذکر حضرت نوحؑ

جب قوم نوح کی بداعلیٰ سے طوفان آیا۔ ۴۰ دن رات زمین کے سوتوں اور آسمان کی کھڑکیوں سے پانی اُبلتا اور برستار ہا بڑے سے بڑے پہاڑ پر بھی پندرہ ہاتھ پانی چڑھ گیا تھا زمین پر تحقیقوں سے سانس لینے والے انسان و حیوان چرند پرند سب ڈوب کر مر گئے صرف جو کشتی نوح میں سوار رہا اُس پر فضل پروردگار رہا پھر خدائے تعالیٰ نے زمین پر پانی چڑھا ہوا خشک کر کے جو دی پہاڑ پر کشتی کو ٹھہرایا اور اولاد نوحؑ سے پیدائش بنی آدم کا سلسلہ از سر نو چلا اسی وجہ سے حضرت نوحؑ نے آدم ثانی کا لقب پایا۔ ہمارے علمائے نامدار جو تحقیق اسرار و توفیق افکار میں مشہور روزگار ہیں اہل کشتی کی نجات کو برکات نور محمدؐ میں شمار کرتے ہیں بدیع معنی کہ اُس وقت نور

شریف حضرت سام ابن نوح کی پیشانی میں تھا اس توسل سے کشتی میں اتنا فریض نمودار ہوئے۔

۲۰۔ ذکر حضرت ابراہیمؑ

اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں نمرود اور اُس کی قوم نے پھر کا ایک لمبا چوڑا احاطہ بنوایا اور مہینہ بھر تک تمام ملک سے لکڑیاں جمع کرا کے اُس انبار کو آگ دی اور آتش کے کوسات دن تک خوب دہکایا وہ آگ اتنی تیز اور ایسی شعلہ ریز ہوئی کہ کوئی جاندار پاس نہ پھٹکا کسی پرندے نے پر نہ مارا اور منجنیق کے ذریعے اُس آگ میں حضرت ابوالانبیاء خلیل باصفاء کو ڈالا۔ فوراً حکم رب الارباب ہوا کہ اے آگ اتنی ٹھنڈی ہو جا کہ ہمارا خلیل سلامت رہے اس سلامتی کا راز بھی وہی نور متبرک تھا۔

دنیا میں چار بادشاہوں کا عروج سب سے زیادہ مانا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ پیغمبر سکندر رومی۔ نمرود کوئی اور تخت نصر شامی۔ طوفان نوح کے بعد نمرود نے شام سے قوت پکڑی ترکستان فتح کر کے اولابن یافت بن نوح کو فرمانبردار بنایا۔ ہندستان میں آکر اولاد و حام بن نوح کو مطیع کیا پھر روم پر قبضہ جایا اور مشرق سے مغرب تک سکھ سلطنت بٹھایا۔ بابل میں تخت حکومت بچھایا۔ ۷۰۰ سو برس بادشاہت کی تخت زریں و جواہر ریزہ پر اجلاس کرتا۔ زیر تخت ۴۰ سو کرسیاں نجومیوں اور ساحروں کی بچھتیں۔ جب سواری کرتا تو تخت کے چاروں پاس چار ہاتھیوں پر رکھے جاتے۔ اس شان سے کوس لکھن بجا رہا تھا کہ نجومیوں نے اُسے خبر دی کہ تین روز کے اندر اندر ایک ایسا لڑکا باپ کی پیٹھ سے ماں کے پیٹ میں آنے والا ہو جو تیری بادشاہت تباہ کر دے گا۔

ولادت باسعادت ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

نمرود نے تمام بالغ عورتوں پر پہرے بٹھا دیے۔ تین روز بعد نجومیوں نے کہا نبی ہونا

تھا ہو چکا۔“ (نمرود خواب غفلت میں رہا اور اُس کے چوکیدار تارخ سے اُن کی بیوی خواجگاہ نمرودی میں اکرمانت آہلی لے بھی گئیں۔) نمرود نے سال بھر تک کڑی نگرانی رکھی اور سختی سے یہ حکم جاری کیا۔ کہ جو لڑکا پیدا ہو فوراً موت کے گھاٹ اتار دیا جائے لیکن مارنے والے سے جلا نیوالا زبردست ہو۔ تارخ کی اہلیہ محترمہ نے اپنی دانشمندی سے اُس نہانخانے میں وضع محل کیا جسے قدرت نے ازل سے خلیل اللہ علیہ السلام کا زچہ خانہ بنا دیا تھا۔ معمول تھا کہ دن کو بیٹے کی نئی سی جان خدائے رحمان کے سپرد کرتیں اور شب کے پردے میں سنبھالنے جاتیں دیکھتیں کہ نہ خانہ کا شانہ نور بنا ہوا ہو اور معصوم کے دونوں انگوٹھوں سے شہد و شہر کی سوتیں جاری ہیں ماں بھی اپنی چھاتی ہلکی کر آتیں۔ سات برس کے ہوئے تو حضرت ابراہیم ایک رات والدہ ماجدہ سے دریافت کر بیٹھے اماں بی؟ آپ کا رب کون ہے؟ (یا اُحییٰ من ربک) اُس نیک دل نے عاقبت اندیشی سے ظاہری تربیت فرماتے ہوئے جواب مرحمت کیا بیٹا تیرا پاپ میرا کفیل ہے! سوال ہوا۔ اور اُن کا رب؟ بیٹا یہ سنارے! اور ستاروں کا رب؟ خاموشی ماں بچے کا منہ ٹکٹے لگیں۔ ماشاء اللہ کہا اور حسب معمول سنگ گراں و رتبہ خانہ پر لگا کر گھر آگئیں۔ اور شوہر کے سامنے خلوت میں وہ سوال جواب دہرائے تارخ نے رخ دیکھ کر تاڑ لیا کہ نمرودی سلطنت کفر کو اسلامی سلطنت بنانے والا پیدا ہو چکا۔

دوسری رات ہوئی تو ماں سے دریافت کیا۔ اس غارتنگ کے علاوہ کوئی اور کھلی جگہ بھی ہے؟ وہ ٹھنڈا سانس بھر کر بولیں کیوں نہیں! ہی! اگر نہ خطرے سے پرہیز۔ آؤ زیر آسمان چلو برآمد ہوتے ہی زہر نارسے پر نظر پڑی اور ماں کو سنا کر کہا ہذا اُری؟ ابھی ماں سوچ ہی رہی تھیں کہ صدیقانہ استفسار ہی باہمیہ انہ استحقار۔ یا معصومانہ اقرار کہ ماہتاب نے اپنی چاندنی چھٹکانی تارے چھلانے لگے زبان خلیل اللہ سے نکلا لا اُحِبُّ اَلا فِلِیْنہ (میں نہیں دوست رکھتا میں چھپ جانے والوں کو) اب چاند کو دیکھ کر ماں کی طرف دیکھا اور اُسی انداز سے فرمایا ”هَذَا اُری؟“ صبح صادق تک یہی منظر سامنے رہا اور جب آفتاب عالمتاب کی آمد آمد سے چاند بھی ماند

ہونے لگا تو فرمایا لَیْسَ لَکُمْ یَہْدِی رَیِّیَ اَلا کُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَہ (اگر میرا پروردگار ہدایت نہ کرے گا تو میں راہ سے بہک جانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔) طلوع مہر پر باد مہرباں کو دیکھا اور فرمایا ”هَذَا اُری؟ هَذَا اَکْبَرُ؟“ ماں نے اس کلام سے مقرر اور اپنا مقرر اسی میں دیکھا کہ بچے کو گھر لے آئیں۔ دن بھر دیکھتے بھالتے رہے۔ شام کو غروب آفتاب پر ٹھٹھکی باندھی اہل بیت نے گھیر لیا۔ سورج ڈوبتے ہی جناب نے ارشاد کیا ”مَا قَوْمٌ لَیْسَ بَرِّیِّیَ فَمَا نَشْرُکُکُمْ؟ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْہِیْ لِلذِّیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَہ (اے میری قوم؟ میں اُس سے بیزار ہوں جو تم شرک کرتے ہو۔ میں تو سب سے توجہ بہتا کہ اُس ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس نے زمین و آسمان کو بے نمونہ بنایا۔ میں شرک والوں میں سے نہیں ہوں۔)

دین حنیف کی ترویج

تارخ کی زندگی تک تو آپ اپنے خیال میں محو رہے اُن کے بعد چچا آزر بت تراش نے صنم فروشی کا کام لینا چاہا آپ نے پہلے ہی دن بتوں کی گردنوں میں رسی باندھ کر کوچہ و بازار میں گھسیٹنا اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ کوئی خریدتا ہی ایسی شے جسے نفع و ضرر میں کچھ اختیار نہیں۔ آزر نے یہ سنا تو دوسرے دن اپنی حرکت سے باز آیا۔ شدہ شدہ یہ خبر نمرود کے کان تک پہنچی اُس نے بھرے دربار میں چچا بھتیجے کو طلب کیا ہر چند آزر نے ادب و آداب دربار تعلیم کیے۔ جگہ جگہ دربار میں جھک جھک کر بتایا بھی مگر خلیل حق بے ہراس تخت شاہی کے سامنے جا کھڑے ہوئے اُس گرگ باراں دیدہ نفس کر اور یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ آزر نے اتنے بڑے بچے کو آداب شاہی سے واقف نہ کیا۔ اور آزر نے بھی یہ کہہ کر جان بچائی کہ جہاں پناہ یہ بچہ ایک موضع میں پلا بڑھا ہو۔ اب شہر میں آیا ہو رفتہ رفتہ سب جان جائے گا۔

نمرودیوں کی عید کا دن آیا حضرت ابراہیم سے بھی چلنے کو کہا گیا یہ تو ساری سقیمتہ اڑتھا ہر فکر میں سقیم الحال ہوں مجھے خوشی کہاں کہہ کر دامن چھڑا گئے اور لوگ بت خانے میں قسم قسم کے

کھانے چُن کر میلے میں گئے۔ اُن کے چلے جانے کے بعد آپ نے بندہ ساز خداؤں کے گوش
بے سماعت چشم بے بصارت زبان بے گفتار اور پائے بے رفتار پر تیر سے وہ آیات عبرت
نقش کیں جنہیں آنے والے دیکھ کر نقش بدیوار رہ گئے بدگمانی تو تھی ہی۔ بدیقینوں نے صدائے
احتجاج قصر نمرودی تک بلند کی بُلّاٹے گئے اور نمرود کے استفسار پر بڑی بے پروائی سے
فرمایا یہ اپنے بڑے سے کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ کس کے کروت ہیں اُن بے عقلوں نے یک زبان
ہو کر کہا کہیں بت بھی منہ سے بولتے ہیں؟ فرمایا: **اَلتَّعَبُ دُونَ مِی دُونَ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا**
وَلَا یَضُرُّکُمْ اُفٍّ لَّکُمْ وَلِیَا تَعَبُ دُونَ مِی دُونَ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم اللہ
کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ تو نفع پہنچا سکتی ہو نہ ضرر۔ نف ہو تم پر
اور اُس چیز پر جسے تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟)

بات کہیں سے کہیں پہنچی نمرود کے چہرے پر ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا آخر حواس قابو
میں کر کے بولا۔ آپ کے خدا کی کچھ صفت تو بیان کیجئے فرمایا: **اَلَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (میرا رب**
جلاتا اور مارتا ہے) نمرود بولا بس یہ کتنی بڑی بات ہو ایک بے گناہ کو اُسی وقت قتل کرادیا اور
ایک گردن زنی کو چھوڑ دیا۔ جب اتنی موٹی بات بھی اُس کی بھڑی عقل میں نہ آئی تو آپ نے بالکل
بُرمیان سے اُسے بند کر دیا۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یَاۤئِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِیْۤیْ فَاتِّ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ
(میرا اللہ سورج پورب سے نکالتا ہو تو پچھم سے نکال کے بتا)۔ نمرود نابہود مبہوت ہو کر رہ گیا۔
اب اُس ضدی کے سر پر انتقام کا بھوت سوار ہوا۔ بارہا کوس میں آتش کردہ روشن کر دیا اور
بذریعہ مخنیف خلیل اللہ کو اُس میں پھنکانے کا اہتمام کیا۔ منظور دیکھ کہ حضرت جبریل علیہ السلام
نے بارگاہِ رُت جلیل میں التجا کی حکم ہوا اگر ابراہیم تم سے کچھ مدد لینی چاہیں تو شوق سے جا کر
دو۔ یہاں اگر جب ذکر کیا تو جواب ملا۔ ہائیں! کل جن فرشتوں نے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ
السلام کے پاؤں پر سجدے کیے تھے آج میں اُن سے اعانت چاہوں؟ استغفر اللہ! جبریلؑ نے کہا
پھر اُسی سے دُعا کیجئے۔ مسکرائے کہ دُعا سے بندہ محتاج کو عار نہیں لیکن یہ رسم عاشقان کا مکار

میں اسے جبریلؑ؟ یہ محل دُعا نہیں۔ مقام رضا ہی جو اُس رُت قوی کے بندہ ضعیف، خلیل
حکیم کو دل سے تسلیم ہو۔ اس لیے کہ شکر، شہادہ عقل سلیم ہو۔
دل شدہ مبتلاٹے اُو ہر چہ کن رضاءے او

عاشق نواز مولانا نے اپنے بندہ خلیل کے ہاتھوں کو شرمندہ دُعا نہ ہونے دیا، دُعا سے
بالہ اثر کو زبان بے زبانی پر نثار کر دیا۔ ادھر مخنیف سے نکلے۔ اُدھر حکم رُت جلیل نے شعلہ فشا
آتش کردے کو ایسا راحت رساں گلزار بنادیا کہ حنیفان با خدا کے حق میں یہ ذکر لطیف، تقویت
امانی و تائید روحانی کا کام دے جاتا ہو۔ ۴۴ دن کے بعد حضرت ابراہیمؑ اُس گلزار سے برآمد
ہوئے اور نمرود کی ہدایت و اتمام حجت پر مامور کیے گئے۔

اگل کا باغ ہو جانا دیکھ کر ایک دفعہ نمرود کو مسلمان ہونے کا خیال آیا۔ مگر سلطنت اور
اکان حکومت نے طیش دلا کر باز رکھا۔ اُس بے ادب نے خداٹے ابراہیمؑ سے لڑنے کی ٹھانی
بہت اُدبیا ایک مینار بنوایا اور جب اُس سے بھی وہ فلک رسانہ ہو سکا تو چاکر گدھ پالے۔
انہیں کھلا پلا کر تیار کیا۔ پھر دو دن بھوکا رکھ کر تیسرے دن اُن گدھوں پر تخت کے چار پائے بندھوا
اور ہر پائے پر گوشت رکھ لیا۔ خود نمرود تیر و کمالے کر تخت پر بیٹھا۔ گوشت کھانے کی فکر میں بھوکے
گدھ اُڑے۔ بہت بلندی پر پہنچ کر نمرود نے کمان میں تیر جوڑا اور آسمان کی طرف چلایا۔ رب العالمین
کا حکم ہوا اے فرشتو! ہمارے در سے دشمن بھی محروم نہ جائے۔ اس کے تیر کو ٹھیل کی پٹھ میں چھبھو کر
اسی کی گود میں ڈال دو۔ خون آلودہ تیر دیکھ کر نمرود اچھل پڑا اور گوشت کے ٹکڑے گدھوں کو دکھا
کر زمین پر پھینکے۔ گدھ گوشت کھانے کی کوشش میں تخت زمین پر لے آئے۔ نمرود تخت اٹھوا
کر سیدھا دربار میں پہنچا اور حضرت ابراہیمؑ کو بلوا کر خون آلودہ تیر دکھایا کہ اب کیا کہتے ہیں؟ حضرت
نے فرمایا نادان بڑا تیر مارا عقل کے ناخن بوا کہیں وہ ذات پاک تیرے تجس تیر کا نشانہ ہو سکتی ہو؟
نمرود بولا اچھا میں بھی فوج جمع کرتا ہوں آپ بھی خدائی لشکر بلائیں۔ رُت جلیل نے
نمرود جبریلؑ اپنے خلیل کو مطلع کیا کہ اب اس ذلیل کا وقت آگیا ہو۔ نمرود نے نوسو کوس تک

لشکر کی چھاؤنی چھائی تھی۔ خدا کا حکم پھروں کو پہنچا کہ ان سب کو ختم کر دو۔ پھروں کا دل بادل
لشکر، فوج پر چھا گیا ہر لشکر کی گھبرا گیا۔ نمرود نے جب یہ خبر سنی تو بڑی ناک بھجوں چڑھائی اتنے میں
ایک لشکر طے پھرنے آکر کان پر طبل جنگ بجایا۔ نمرود نے منہ پھیرا تھا کہ پھرنے کی راہ مغرب میں
در آیا۔ مردود نے لاکھ سر کھپایا مگر سنا کہ اُدھر فوج ختم ہوئی اُدھر در دسرنے بے چین کیا۔ سر کو بی
سے کچھ افاقہ ہوتا۔ جو توں کی ہلکی ضربوں سے گزر کر اب ایک ڈنڈے والا سر کو بی پر مقرر ہوا۔

حضرت ابراہیم ایسے وقت بھی تشریف لے گئے اور سمجھایا کہ اب بھی خدا کو مان لے تو
نجات پا جائے گا۔ جھلا کے بولا آپ کی نبوت کے گواہ بھی کوئی ہیں؟ فرمایا یہی تیرا سارا اثاث
البیت ابراہیم خلیل اللہ سے یہ جملہ نکلتا تھا کہ سب فرزند فروش اور سامان سے لا الہ الا اللہ
ابراہیم خلیل اللہ کی صدا میں بلند ہوئیں۔ اب تو بہت جڑ بڑھوا غصے میں لال پیلا ہو کر چلایا ان سب
کو آگ لگا دو۔ اس سوختہ سامان سے اب حضرت خلیل اللہ نے فرمایا تیرے یہ ستون و ستف
بھی گواہ ہیں۔ معاساری تعمیر سے کلمہ ایمان کی صدا میں آنے لگیں۔ آگ بجولا ہو گیا پچھا اس تعمیر کو
بھی جلا ڈالو ڈنڈے والا جو سر کوٹتے کوٹتے بہت تنگ آگیا تھا غصے میں بھر گیا اور ایک ہی
ضرب ایسی لگائی کہ مردود جہنم رسید ہوا۔

نمرود کی قوم، حضرت ابراہیم کو بادشاہ بنانے لگی۔ آپ نے سب کو اسلام کی دعوت
دی اور فرمایا کہ مصر و عجم بادشاہوں کی جگہ ہو۔ اور ملک شام انبیاء کا مستقر۔ آخر اہل سے چل کر
خزائن الوجہ پہنچے اور ملک شام چلنے کی تیاری کی۔ بیوی صاحبہ حضرت سارہ بھی ہمراہ تھیں۔
مصر کے قریب پہنچے تھے کہ یہ افواہ سنی کہ یہاں کا رئیس نفس امارہ کا مارا اجنبی حسین
عورت کو چھین لیتا ہو۔ شہر میں داخل ہوئے تھے کہ حکومت کے پیادوں نے آگھیرا اور حضرت
سارا کو لے چلے اللہ تعالیٰ نے حجاب اٹھا دیے تاکہ کینیز خدا پر جو کچھ گزرتے وہ خلیل خدا علیہ السلام اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیں۔ رئیس نے ہزار جتن کیے مگر ہاتھ شل، دل و دماغ مختل۔ ناچار معافی چاہی
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عزت و اکرام کے ساتھ بلا کر اپنے نام معقول رویتے سے توبہ

کی اور دُعائے صحت چاہی۔ حضرت جبریل کے اشارے سے آپ نے ہدایت کی کہ اے غافل؟
تجھے جس چیز نے دُور پھینک رکھا ہو اُس کو ہٹا، تو جان بچے۔ شاہ مصر نے ملک و خزانہ سب
پیش کر دیا، حضرت کی دُعائے صحت یاب ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس ملک کے دو حصے کیے۔ کنعان کی جانب کا حصہ
نور رکھا۔ بقیہ نصف ملک اور پورا خزانہ شاہ مصر کو بخش دیا۔ شاہ نے اس شکر یہ میں ایک
شاہزادی (بی بی ہاجرہ) کو سارا کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کیا کہ اس یگانہ شرافت و عقبت کی
طرف بھی جب میں دوست آزدراں کیا ہو میرا یہی حال ہوا ہو میں تو سمجھتا تھا کہ کوئی اثر ہو مگر اب
معلوم ہوا کہ مجھے خدا رکھے اُسے کون چکھے؟ حضرت ابراہیم نے بی بی ہاجرہ کو بھی ساتھ لے لیا۔

۲۱۔ ذکر حضرت اسماعیل فیج اللہ ابن ہاجرہ علیہ السلام

اب جناب خلیل اللہ علیہ السلام کنعان کو روانہ ہوئے۔ وہاں سے بیت المقدس
تشریف لائے اور بی بی سارا کی درخواست پر بی بی ہاجرہ کو عقد میں لائے پہلی رات وہ معظّمہ
نور مچھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاملہ قرار پائیں۔ نو مہینے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام اُس
نور مبارک کو پیشانی میں لیے ہوئے پیدا ہوئے۔ حق تعالیٰ نے بی بی سارا کے دل میں ایسی بات
ڈالی کہ ان ماں بیٹے کو ملے گا مالک اور فخر انبیاء کا مورث اعلیٰ بنا دیا۔ بظاہر بی بی سارا کے اصرار
سے اُس صاحب اسرار نے بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو کو وادی غیر ذریعہ میں لا ڈالا۔
منہ مڑتے ہوئے شوہر سے بیوی نے پوچھا۔ آپ مجھے کیوں اور کس کے بھروسے پر اس کو و
دقی جنگل میں چھوڑے جاتے ہیں؟ خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا حکم خدا سے خدا
کے بھروسے پر۔ یہ سن کر خدائے برتر پر پورا توکل کرنے والی معظّمہ نے کہا۔ اب کوئی مُغرم و حزن
میں بسم اللہ آپ تشریف لے جائیں۔

شوہر کے چلے جانے کے بعد سے اب تک وہ متوکل علی الرحمن ایسے خوفناک اور

وحشت انگیز جنگل میں ریت کی ایک ڈھیری سر کے نیچے لگا کر لیٹ جاتیں اور معصوم بچے کو دودھ پلانے اور ننھے سے کھلونے سے جی بھلایا کرتی تھیں۔ جھوک پیاس بہت ستاتی تو چند کھجوریں اور تھوڑا پانی پی کر وقت گزارتیں اور غیب سے کچھ انتظام ہونے کی منتظر رہتی تھیں۔ جب سامان خورد و نوش بھی ختم ہو گیا اور دودھ بھی خشک ہو گیا تو بے قرار ہو کر اٹھیں معصوم بچے کو خدا پر چھوڑا اور دڑ کر کوہ صفا پر چڑھ گئیں کہ شاید کہیں پانی ہی نظر آجائے۔ مگر جدھر آئیں اٹھائیں اور جہاں تک نظر دوڑتا ریت کے ٹیلے یا چند بے برگ و بار درختوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ مانتا نہ بچہ کی یاد دلاتی۔ خیال آیا کہیں کوئی موذی درندہ میرے لال کے پاس آجائے اور نہ ہال کو منہ میں دبا کر لے بھاگے۔ فوراً پہاڑ سے نیچے اتریں بھوکے پیاسے بچے کے پاس آئیں زمین سے گودیں اٹھایا گلے لگایا، پیار کیا پھر وہیں لٹا دیا اور دڑ کر کوہ فروہ پر چڑھ گئیں۔ اسی طرح پانی کی تلاش میں ساٹ چکر کاٹے رب بندہ نواز و کار سار کو اپنی نیک دل بندگی اور مریبہ کی یاد دلاتی پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے حاجیوں پر یہ ساٹ پھیرے فرض کر دیے۔

۴۲۔ جب سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا دڑ دھوپ سے نڈھال ہو گئیں تو اپنے پیارے بچے اسماعیل کے پاس آکر گر پڑیں، نگاہیں آسمان پر لگی ہوئی تھیں کہ زمین کا نبی اور عرش مقرر آگیا۔ جس جگہ بھوکا پیاسا بچہ اپنی ایڑیاں مس کر رہا تھا وہیں سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ سیدہ نے سنا کہ ایک پیکار نے والا پکار رہا ہو، محظّمہ نے زور سے کہا اگر تم ہمیں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہو تو ہمارے قریب آؤ۔ حضرت جبریل اس پر فوراً حاضر خدمت ہوئے۔ پر مارا کہ چشمہ جاری ہووا (بخاری) حضرت سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے چشمہ اُبلتے دیکھا تو پہلے جلدی سے معصوم تشنه کام کو تھوڑا تھوڑا پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ پھر بالوریت چاروں طرف سے سمیٹ کر مینڈ باندھ دی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی تصدیق فرما کر ارشاد فرمایا کہ (مفہوم) خدا ہاجرہ کا بھلا کرے اگر وہ اس پانی کو روکنے کے لیے منڈیریں نہ بنادیتیں یہ ایک جاری چشمہ ہو جاتا اور میری اُذنی امتی کے گھر میں جاری پایا جاتا (تاریخ الانبیاء بن خلدون)

اتفاقاً ایک قافلہ بھی اُدھر پہنچا اور اس معجز نامعصوم پر ایمان لا کر پانی کے سہارے پڑا ڈال دیا۔ سارا کی رفاقت اور ہمسفری میں خدمات کا یہ صلہ خدا نے بخشا تھا کہ بظاہر وہ ان ماں بیٹے کو جنگل میں چھوڑ آنے کی باعث بنیں۔ مگر در پردہ یہ سب نور محمدی کو چمکانے اور توکل بخدا رہنے کی شکلیں عالم الغیب و الشہادہ ہی نکال رہا تھا۔ حضرت ہاجرہ اُون بن کر اپنی روزی پیدا کرتی تھیں۔ کچھ دن کے بعد بیٹے کے شوق دید میں باپ بھی آئے اور اس بیاباں میں چشمہ فیض ربانی کی پہل پہل دیکھ کر متحیر و مطمئن ہوئے۔ دُور سے حضرت ہاجرہ نے پہچانا۔ استقبال کر کے لائیں اور کہا اسماعیل! تمہارے باپ آئے دیکھو۔ باپ بیٹے کی چار آنکھیں ہوتیں سنتے مٹنے نے اپنا سیدھا ہاتھ ماتھے پر رکھ کر سلام کیا۔ پدر بزرگوار نے دل سے دُعائیں دیں۔ بیوی نے گھوڑے سے اتر کر آرام لینے کی التجا کی۔ صادق الوعد کے باپ صِدِّیقاً نبیّا۔ نے خدا کیا کہ سارا نے شرط کمرالی ہو کر کھڑی سواری تم دونوں کو دیکھ آؤں۔ یہ کہا اور آپ واپس ہو گئے۔

۴۳۔ واقعہ ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام

جب حضرت اسماعیلؑ ٹوہر میں کے ہوئے تو حضرت خلیل اللہؑ نے تین رات برابر خواب (نوم الانبیاء) میں قربانی کا حکم پا کر ہر صبح دو۔ دو سو اونٹ قربان کر کر دیے۔ ۸۰ ویں نویں ذی الحجہ کو فرزند دل بند کی قربانی کا اشارہ ہوا تو حضرت سارا کو سارا ماجر کہ سنایا۔ انھوں نے کہا اسماعیل کے سوا آپ کے اور کون سا بیٹا ہو جائیے اور اس کو نبیل اللہ قربان کیجیے۔ دسویں ذی الحجہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ بی بیؑ کے پاس پہنچے اور کہا میرے دوست نے دعوت کی ہو۔ (تکالیہ) اسماعیل کو بھی ساتھ لے جاتا ہو۔ ماں نے بیٹے کو نہلا دھلا کر اُجلے کپڑے پہنائے اور ساتھ کر دیا۔ لیکن دل پکڑا گیا دل ہی دل میں کہتی تھیں۔ کیا بات ہو باپ بیٹے آگے پیچھے خوش خوش جارا ہے پس پھر میل دل کیوں پس جا رہا ہو؟ جب شوہر و فرزند آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو اس غمزدہ نے تجدید وضو کر کے مُصلّیٰ بچھایا۔ دو گانہ تحیتہ الوضو ادا کر کے سجدے میں دُعائیں کرنی شروع کیں۔

بار آگیا؟ میں نے تیری امانت کو تیرے لیے پالا ہی تو اسمعیل کو صحیح و سلامت مجھ سے ملا دے۔ ناگاہ آنکھوں سامنے منج اسمعیل کا نقشہ آگیا باپ کو بیٹے کے گلے پر چھری چلاتے دیکھ کر ماں دکھاری کے کچھے پر چھری چل گئی نڈھال ہوئیں اور غوں کے آنسوؤں سے مُصلّے رنگیں ہو گیا۔ قرآن حکیم نے اپنے خاص اندازِ بلاغت میں اس واقعے کا نقشہ جو کھینچا ہے اُس کا مفہوم یہ ہے۔ جب اسمعیل باپ کے ساتھ دوڑ کر چلنے کے لائق ہوئے تو حضرت ابراہیم نے اُن سے کہا۔ اے بیٹے؟ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھیں ذبح کر رہا ہوں۔ ذرا تم بھی تو غور کر کے اپنی صوابدید سے مجھے آگاہ کرو۔ بیٹے نے (فراسیت پیغمبرانہ کی زد سے) کہا۔ آبا جان (خواب کہاں یہ تو اُمّ ربّ العزت ہے) جب حکم ہوا ہے اُس کی تعمیل جلد کر گوریے (بوٹھا باپ بھولے بچے کا منہ تھکنے لگا کہ شاید یہ ذبح کرنے کو بھی کوئی پیار کی بات سمجھ رہا ہو) لیکن جب معصوم نے باپ کے اس اندیشے کا جواب یہ دیا کہ ”اِنشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صابر پائیں گے“ تو اطمینان ہوا اور منی کے مقام پر پہنچ کر

نَشُود نصیب دشمن کہ نشو و نما ک تیغیت سر و ستاں سلامت کہ تو خیر آزمائی

کہتے ہوئے بیٹا سر بسجود ہوا اور باپ نے اکلوتے معصوم کے نازک گلے پر چھری رکھ دی۔ یہاں باپ بیٹے اپنی پُرخلوص سعی میں مشاب ہوئے۔ وہاں دعائے مادرِ مضطر کا میاب۔ نہ اُسے غیب سنی کہ اے ابراہیم؟ تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ دیکھ ہم محسنوں کو یوں جزا دیا کرتے ہیں۔ جاؤ تجھے اپنا خلیل (بھروسے کا بندہ) بنایا اور تیرے اکلوتے کو ذبح اللہ۔

واقعہ یوں پیش آیا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے ہابیل کی قربانی والا دُنبہ جو دو ہزار برس سے جنت میں پل رہا تھا۔ لاکر اسمعیل کی جگہ لٹا دیا اور ذبح اللہ کو اٹھا لیا۔ منہ پر پٹی بندھی ہوئی صورت ابراہیم نے پتھر پر چھری تیز کر کے پوری طاقت سے چلائی۔ کیا ذبح ہوا؟ یہ راز پردہ ہٹانے پر کھلا! ٹھٹھکے۔ آواز آئی کہ نہ تمھاری تعمیل میں کچھ کمی ہو نہ اسمعیل کی فدائیت میں کچھ کسر۔ یہ راز تو گھر جاؤ گے جب کھلے گا۔ اور سن لو۔ یہ ذبح عظیم کا واقعہ ہم نے آخر اُمت پر اُٹھا رکھا ہے جو تمھارے گھرانے ہی میں واقع ہو گا۔ اب باپ نے بیٹے کو چھاتی سے چمٹایا۔ حضرت جبریل سلام

کر کے رخصت ہوئے۔ دُنبے کا گوشت قربان گاہ میں چھوڑ کر کھال لیے ہوئے دونوں گھر آئے۔ دیکھا کہ سجدہ گزار کے سرخ آنسوؤں سے مُصلّے رنگین ہوا اور رونے والی کے جسم میں ستر مق جان باقی ہو۔ باپ کا اشارہ پا کر بیٹے نے بلند آواز سے کہا۔ اُمّاں؟ ہم آگئے ہیں نیم مردہ میں جان پڑی سر اٹھا کر دیکھا اور پھر سجدہ شکر ادا کیا۔ اُٹھیں بیٹے کو سینے سے لگایا۔ گود میں بٹھایا اور بار بار گلے پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے پوچھا کیا وہم ہو گیا ہے؟ بولیں پیغمبر خدا؟ دل کا دل آئینہ ہے۔ جو حال قربان گاہ میں آپ پر گزرا خدا نے دانا و بدینا نے مجھے مُصلّے پر سب دکھا دیا۔ اُس کا ہزار ہزار شکر کہ جتنا جاگتا بیٹھا بھی ٹوٹا دیا اور ذبح اللہ کا خطاب بھی مرحمت فرما دیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام یہاں سے ملک شام پہنچے۔ سارا حال سنا کر سارا کو وہ کھال عنایت کی۔ اُنھوں نے اُن کی تو ایک کملی بتوائی اور کھال کا دسترخوان، جس پر خلیل اللہ مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

۲۴۔ تعمیر کعبۃ اللہ شریف

چھٹے امام اہلبیت اطہار جناب محمد جعفر صادق علیٰ ہدہ و علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام بالغ ہو گئے تو ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آکر مُطلع کیا کہ مجھے امر آگیا ہے کہ خانہ کعبہ کو انھیں بنیادوں پر تعمیر کروں جن بنیادوں پر حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور وہ طوفانِ نوح سے اب تک چھپا ہوا ہے۔ دونوں باپ بیٹے تعمیل حکمِ الہی کے لیے کمر بستہ ہو گئے اور سنتِ الہیہ کے موافق حضرت جبریل نے سنگِ مرخ سے خط کھینچا۔ چار فرشتے موضعِ ذی طویلی سے پتھر لا کر دیتے جاتے تھے اور حضرت اسمعیل ذبح اللہ علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کو مٹی کے گوندے کے ساتھ وہ پتھر پہنچاتے جاتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مقامِ نامی ایک پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کر رہے تھے۔ دیواریں اُوچی ہوتی جاتی تھیں وہ پتھر (مقام) زبیر بن کرمی بلندی تک معمار کعبہ کا ہاتھ پہنچا رہا

تھا۔ یہاں تک کہ بارہ گز بلند عمارت ہوئی۔ اُس کے مشرق و مغرب کی طرف دو دروازے رکھے گئے تاکہ حاجیوں کی ایک سے درآمدگی ہو اور دوسرے سے برآمدگی ہو۔ پھر باقر الہی حضرت خلیل اللہ کوہ البقیس سے حجرِ اسود نکال کر لائے اور ختمِ عمارت پر اُس کو نصب کر دیا چھت لکڑیوں سے پائی۔ اور چھاؤں اذخر گھاس سے کر دی۔ کعبے کی چاروں طرف بی بی ہاجرہ کی سیاہ چادر کا غلاف بنا دیا۔

جب خلیل اللہ خانہ کعبہ کی بنیاد بھر رہے اور اُس گھر کی تعمیر کر رہے تھے تو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ باپ کے شریک کار تھے اور دونوں بزرگ ہستیاں خدا سے یوں دعا کر رہی تھیں۔
پروردگارا ہم دونوں کی یہ خدمت قبول فرما۔ تو دعائیں سُنا اور یقینیں جانتا ہو۔ پالنے والے؟
ہم دونوں کو اپنا خاص فرما (دارِ مسلم) بنالے۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک مُسَلِّم (فرمانبردار) جماعت پیدا کر۔ ہمیں مناسک چ بتا۔ اور ہم پر مشورۃ ہو جا۔ یقیناً تو ہی توجہ فرمانے والا ہو۔ اُسے ہمارے رب؟ ہماری اولاد میں سے ایک ایسا رسولِ مبعوث فرما جو اُن لوگوں کو تیری آیات مسلسل اور اپنے معجزات متواتر دکھائے۔ کتاب و حکمت سکھائے اور اُن کا تزکیہ نفس کرے۔ اسے حقیقی عزت اور اصل حکمت والے؟ بیشک تو ہماری سب مانگیں پوری کر سکتا ہو۔

(قرآن مجید پ بقرہ)

اٹھویں ذی الحجہ کو حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا۔ اے خلیل اللہ علیک السلام پانی کا ذخیرہ کھینچے (اُس وقت مینا اور عرفات میں پانی نایاب تھا) اس کے بعد حضرت جبریل نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو مناسک چ کر کے دکھائے۔ اللہ جل شانہ کا حکم ہوا کہ اے خلیل؟ تو پکار دے اور ہم ہر عالم میں ذریاتِ آدم کو سُنانے والے ہیں۔ کہ اے لوگو! حج بیت اللہ شریف کو اُپس جس نے جتنی مرتبہ سُنا اتنی ہی دفعہ وہ ادا کرے حج کے شرف سے مشرف ہوا۔

ان واقعات سے چند مسئلے معلوم ہوئے مثلاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے

معلوم شہزادی ہاجرہ کے بطن پاکیزہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ہیں۔ انہیں نے تعمیر خانہ کعبہ کے وقت باپ کا ہاتھ بٹایا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد امجاد میں سے وہ پیغمبرِ نشانِ مبعوث ہوئے جنہیں دُعائے خلیل اور نذیرِ مسیحی کہا گیا ہو۔ لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معتقدوں کو بطیب خاطر رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آنا چاہیئے۔ یہود و نصاریٰ جو کج بحثیاں کرتے تھے اُس کا جواب باصواتِ انعاماتِ آفریں جل جلالہ نے صاف فرمادیا۔ مَا كَانَ يَكُونُ يَا وَلَا نَصْرًا لِّأَنبِيَائِ وَلَا كُنَّا هَدِيْعًا مُّسْلِمًا مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (یہود و نصاریٰ اور نصاریٰ افرط میں مبتلا ہیں۔ اور مشرکِ متقید پرستی کے دام میں پھنسے ہوئے ہیں)۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ان سب سے بڑی حنیف مُسَلِّم ہیں۔ ایک طرفہ ایک خدا کو سچے دل سے تسلیم کر نیوالے

حضرت ابراہیم کو خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کے قدمِ بقدم بتایا اور فرمایا اِنَّكَ مِنْ بَنِي اِبْرٰهِيْمَ (پ ۲۲ ص ۱۱۱) حنیفِ مُسَلِّم کی نسبت یوں واضح کی۔ اِنَّ اَكْرَمَ النَّاسِ اَكْرَمًا لِلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۱ ص ۱۱۱) اب شک سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ تھے جنہوں نے اُن کا اتباع کیا تھا یعنی افرط و تفریط سے بچ کر معتدل رہے تھے۔ اور اب یہ نبی کہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی اُمت میں صادق الیقین لوگ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حامی و سرپرست ہیں صدقِ دل سے اللہ و رسول کے ماننے والوں کا)۔

دُخی منلوں پہلے ذبیحِ عظیم کا ذکر آیا ہو پھر فرمایا ہو کہ وَبَشِّرْنَا بِاَسْحٰقَ نَبِيًّا (پ ۱۱ ص ۱۱۱) تعمیرِ کعبہ میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ صرف حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کا نام ہی آیا ہو۔ اور دُعائے خلیل اللہ میں ”وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ“ یہ تشبیہی بتاتا ہو کہ ان باپ بیٹے کے علاوہ کوئی تیسرا اور نہیں تھا ورنہ جمع کا صیغہ آتا۔ اس کے علاوہ دوسری دعائیں حضرت خلیل اللہ نے یوں شکر ادا کیا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلٰی الْكِبَرِ اِسْمًا عَظِيْمًا

پیغمبروں کے اسمائے گرامی تعداد صحیفہ نام کتاب

کیفیت

- ۹- حضرت اسماعیل علیہ السلام
- ۱۰- حضرت اسحاق علیہ السلام
- ۱۱- حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام
- ۱۲- حضرت یوسف صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۳- حضرت شعیب علیہ السلام
- ۱۴- حضرت یونس علیہ السلام
- ۱۵- حضرت ایوب علیہ السلام
- ۱۶- حضرت موسیٰ علیہ السلام
- ۱۷- حضرت ہارون علیہ السلام
- ۱۸- حضرت یوشع بن نون علیہ السلام
- ۱۹- حضرت جالوت علیہ السلام
- ۲۰- حضرت ذوالکفل علیہ السلام
- ۲۱- حضرت الیاس علیہ السلام
- ۲۲- حضرت حنظلہ علیہ السلام
- ۲۳- حضرت شموئیل علیہ السلام
- ۲۴- حضرت داؤد علیہ السلام
- ۲۵- حضرت سلیمان علیہ السلام
- ۲۶- حضرت زکریا علیہ السلام

زبور شریف

پیغمبروں کے اسمائے گرامی تعداد صحیفہ نام کتاب

کیفیت

- ۲۷- حضرت یحییٰ علیہ السلام
- ۲۸- حضرت ارمیا علیہ السلام
- ۲۹- حضرت عزریل علیہ السلام
- ۳۰- حضرت جبرائیل علیہ السلام
- ۳۱- حضرت شمعون علیہ السلام
- ۳۲- حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نبی، نبا اور نبودوں ماقول سے اسم فاعل بنا ہی یعنی رازدار علم الہی اور مقرب بارگاہ حق۔ رسول (ماور من اللہ) انبیاء سے افضل ہو اور اولو العزم سب پر فضیلت رکھتے ہیں۔ عالم خلق سے حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام عالم امر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عالم نور سے جناب خاتم النبیین سید المرسلین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔

۲۶- نور من نور اللہ کی اولو العزموں پر فضیلت

حدیث جبریل کی رو سے دین الحق، اسلام، ایمان اور احسان کے مجموعے کا نام ہو مسلم کو عین علم ملتی ہو موتیں کو عین عقیدت، اور محسن کو عین عشق عنایت ہوتی ہو۔ قدیم محسنانہ بصیرت کے موافق فضائل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ پہلو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام صرف نبی تھے۔ اسی طرح حضرات شیت، داریس بھی تدریج ارتقا کے پیش نظر جب ذہن انسانی غیر معمولی قوت کا ضرورت مند ہوا تو صاحب قدرت، رب موجودات جل شانہ نے آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت رسالت اور اولو العزمی سے بنا کر

کے طوفانی انقلاب کی قوت دے کر عالم ناسوت میں بھیجا۔ آپ کے بعد طاغوتی طاقت نے نمود
 بے بہبود کی صورت میں زور پکڑا تو حضرت ابوالانبیاء بنائیدرت قہار نار نمود کو گلزار ابراہیم بنا
 کر دین حق کی ساکھ جمائی۔ اکلوتے اسمعیل کی قربانی پیش کر کے خلیل اللہ کا پیارا لقب، اور تعمیر
 کعبۃ اللہ شریف زاد اکرامہا کے صلے میں حذیفاً مسلماً، کا مختصر خطاب پایا۔ پھر باسی کٹھی
 میں انازب کھڑے کا ابال آیا تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نبوت، رسالت اور اولوالعزمی
 سے معزز ہو کر ہر فرعو نے راموسی کی مثل سچ کر دکھانے آئے اور دین حق کی اشاعت میں لگے
 رہے۔ یہاں تک عالم خلق کا نظام برقرار رہا۔ یعنی حضرت آدمؑ آب و گل سے بنے۔ حضرت حوا
 سلام اللہ علیہ نے ان کی باتیں پسلی سے وجود پایا۔ پھر اسی نظام کے زیر اثر مرد و عورت سے اور
 انسان پیدا ہوتے رہے راتاً خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبذناہ فی حلقۃ
 منینعا بصیرۃ انھیں مردوں سے انبیاء و رسول علیہم السلام چنے جاتے رہے راتاً
 یصطفیٰ من المملکۃ رسلاً و من الناس رجلاً نوحی الیہم۔ جب زمانے میں
 سائنس کے کرشموں نے حیرت بھلائی تو حکیم علی الاطلاق نے عالم آخر سے حضرت عیسیٰ روح اللہ
 کو پاک بی بی مریم سلام اللہ علیہا کے پاکیزہ لطف سے ظاہر فرمایا۔ حضرت مسیحؑ نے مادے سے
 اونچی قوت روحانی کے ذریعے باذن اللہ مردے تک جلانے آخر آپ بھی اپنا کام پورا کر کے
 فرش زمیں سے فلک چار میں پر رفعت پاگئے یوں وعدہ حق پورا ہوا۔ روح نبوت سے بری ہو۔
 عالم خلق (نار، باد، آب، خاک) اور عالم آخر (ارواح و ملائکہ) کی کارکردگی کے بعد دنیا
 کی آنکھیں ان سب سے بڑھ چڑھ کر اعجاز ثمانی کی مشتاق بنیں۔ رب کریم نے عیال اللہ کا یہ
 تقاضا نور حق نور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت لکھیں و لاخیر سے پورا
 فرمایا۔

اندھوں کے لیے سرمہ بیضا بھیجا
 دیکھا جو ہمیں عاشق و مشتاق لقا
 بیماروں کی تسکین کو عیسیٰ بھیجا
 اللہ نے محبوب خود اپنا بھیجا

وَالَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ
 بِاللَّهِ شَهِيدًا

محمد رسول اللہ

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا
 سَاجِدًا يَسْتَبْغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

اے صدر الیوان رسولؐ میں شمع جمع انبیاء نور شید بروج کومت، جمشید تخت کبریا
 جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علم نبوت، علم رسالت، شان اولوالعزمی
 رتبہ محبوبی، مرتبہ حبیبی، مقام شفاعت کبریا، نور رحمت عظمیٰ، تبلیغ دین الحق کے ساتھ
 کتب مبین (قرآن حکیم) اور اذن جہاد بھی لیے ہوئے عالم نور سے جلوہ آرائے عالم ناسوت ہوئے۔

اسلام اے ذکر تو ذکر کر	اسلام اے وصفت تو صفی علی
اسلام اے اُمی استدلال	اسلام اے صاحب ارشاد وکیل
مصفیٰ حسن جمال آمدن	آفتاب اوج علم مرع قدن
صورت یسن و حیل اسلام	مفتی آیات قرآن اسلام
محرم ستر نہانی اسلام	آنکھ کی مہربانی اسلام
اسلام اے دستگیر یکساں	اسلام اے چارہ در نہال

حضرت آدم علیہ السلام کا مہبوط اہل خبر سے پوشیدہ نہیں، مصطفیٰ علیہ التمجید والثناء
 مژکی نفوس سے جنت ایسی بسائی فرمائی کہ روضہ رضواں اس بہار بجزاں سے کھل کھلا اٹھا۔
 نرگس بہشت بریں نے نور اور سوسن فردوس اعلیٰ نے سرور پایا تو کہ سنایا کہ

آدم بشر ہیں اور محمدؐ بشیر ہیں

حضرت نوح علیہ السلام نے تو طوفانی تبلیغ سے طاغوتی بیڑا یسا غرق کیا کہ بیوی
 بچے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ احمد محبتی حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمانی تبلیغ کے

ذریعے قلب ماہیت کر کے خیال اللہ کو ترانے لگے۔ حضرت طاہرۃ النساء عرب بی بی خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا پر خلوت کردہ حواریں ناموس اکبر، خدا کا سلام لے کر آئے تھے کہ زبان حق ترجمان سے آل اطہار سفینۂ نجات قرار پائی اور اصحاب با وفا رضی اللہ عنہم پر صلوة و سلام باری وحی منکوبیں آئے۔

حضرت ابوالانبیاء علیہ السلام نے نارغرد کو بفضلہ تعالیٰ گلزار بنا کر دکھایا مہمت، جناب خزانہ حبیبی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکمالہ انوار محبت سے دلوں کی جہتیں مہکائیں اور روحوں کی پروازیں لہکائیں۔

جز احمد بے میم، نہ عیب نہ شہوے جز احمد بایم، نہ بوئے نہ نموے
حضرت کلیم اللہ علیہ السلام توصفاتی تجلی ہی ہوش کھو بیٹھے تھے، اور نور اللہ
حبیب کبریا علیہ التمجید والثناء مسکرا کر ذاتی تجلیات کا مشاہدہ فرماتے رہے۔
اے نور کلیات، صنیا بخش جزئیات ہاں رات تیری رات ہو اور بات تیری بات
اس جبرأت نگاہ پر قربان کائنات موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات

توعین ذات می نگر می در تہمتی (ما زاع البصر وما طغی)

حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزوں نے باذن اللہ تعالیٰ مروجے تک جلا دیے تھے اور غیرت مسیح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعجاز حسن بلیغ سے بے شمار عیسے بنا دیے۔ اور خود بنفس نفیس، ایسی معراج قرب پائی کہ نور معیت کے سامنے خلق تو خلق، عالم افر تک نار سا نظر آباد ست بستہ گزارش کی۔

اگر کیٹ سر موئے برتر پریم فروغ تجلی بسوز پریم
اور آپ محض اُسی شب مبارک کو نہیں اور شبوں میں بار بار فرماتے رہے "لَیْ مَعَ
اللّٰهِ وَقَدْ لَا یَسْتَعِیْ فِیْہِ مَلٰئِکَہٗ مُقَرَّبٰتٌ وَلَا نَبِیُّ مُرْسَلٌ"

بَلَغَ الْعُلَیَّ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجَیَّ بِجَمَالِہٖ
حَسَنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلَّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ

۲۷۔ مسجد اقصیٰ

ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد کون سی بنی؟ ارشاد ہوا مسجد الحرام! (کعبۃ اللہ زاد اکرامہا) انھوں نے پھر دریافت کیا اس کے بعد کون سی مسجد وجود میں آئی؟ فرمایا مسجد اقصیٰ! تیسری مرتبہ استفسار کیا کہ اُن دونوں مسجدوں کے درمیان کس قدر مدت گزری؟ جواب ملا دونوں مسجدوں کے درمیان ۴۰ سال کی مدت ہو۔ بخاری کتاب الانبیاء

تاریخ کے اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار برس کا فاصلہ ہو۔ اس لیے حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ جس طرح حضرت خلیل اللہ نے مسجد حرام کی بنیاد بلند کی اور وہ جگہ مکہ مکرمہ کی آبادی کا باعث بنی اسی طرح حضرت یعقوب ابن اسحاق علیہما السلام نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی اور اس کی وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی۔ حضرت یعقوب ابن اسحاق علیہم السلام نے جس مقام پر خدائے تعالیٰ جل شانہ سے خواب میں کلام کیا اُس مقام کا نام بیت ایل (خانہ خدا) رکھا۔ توریت کے باب استثنائے اور دیگر مقامات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہو کہ حضرت یعقوب (اسرائیل) کے ہاتھ کا نصب کردہ پتھر حضرت سلیمان کے وقت تک موجود تھا۔

یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہو کہ حضرت یعقوبؑ نے خواب (لَوْ اَنَّ بَيْنَا) میں اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں اور وہیں عبادت گاہ کا حکم پا کر عبادت خانہ (بیت ایل) تعمیر کرنا شروع کیا اور اپنی اُمت کو پکارا کہ اللہ کے گھر کی طرف آؤ اور ایک خدا کی پرستش کرو۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جبکہ اپنی اُمت کے ساتھ وادی تیبہ میں گمراہ تھے حکم الہی ہوا تھا کہ عبادت کے لیے ایک خیمہ بناؤ۔ حضرت کلیم اللہ سے لے کر حضرت داؤد علیہ السلام تک یہی خیمہ عبادت قائم رہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے چاہا تھا کہ اپنی بادشاہت میں اس کو پختہ تعمیر کر لیں مگر جنگ و جلال نے اتنی مہلت نہ دی۔ اور آخر وقت بیٹے (حضرت سلیمانؑ) کو وصیت کی۔ ہیکل کا نقشہ اور ساز و سامان بھی سپرد کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی تخت نشینی کے چار برس دو مہینے بعد ہیکل کی تعمیر شروع کی۔ اس تعمیر کا آغاز مضر سے خروج حضرت موسیٰؑ کے ۵۹۲ برس بعد ہوا۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے کنعان میں آباد ہونے کے ایک ہزار بیس سال بعد۔ یہ ہیکل ٹوٹنا، بنتا رہا۔

۲۸۔ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے خواجہ عبداللہ ذبیح حق رضی اللہ عنہ تک

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی شادی جبرائیلؑ میں ہوئی تھی یہ قبیلہ چشمہ زم زم کے نمودار ہونے پر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے ارض مکہ میں آباد ہو گیا تھا۔ ان سے جو نسل چھیلی وہ تائیرخ میں عرب مستقر ہو گئے۔ حضرت ذبیح اللہ کے صلب شریف سے گیارہ اولادیں ہوئیں۔ ان میں قیدار نامی صاحبزادے کی نسل میں عدنان کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ قریش کا سلسلہ نسب انھیں عدنان تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہو۔ قیدار ابن ذبیح اللہ کو فرما کر دایانہ صولت تو حاصل نہ تھی تاہم یہ قبیلہ کثیر تعداد میں شہری تھا اور ایک سردار کی زیر قیادت منظم ہونے کی وجہ سے ہمسایہ قبائل بھی انھیں یکدل دیکھ کر ان سے متفق رہا کرتے تھے۔ متمکن ہونے کے ساتھ یہ مذہب بھی تھے۔ تجارت کرتے اور دُور دُور مال تجارت لیکر

ہایا کرتے تھے۔ وہ مشہور قافلہ جس نے کنویں سے حضرت یوسف صدیق اللہ علیہ السلام کو نکالا تھا۔ انھیں ہوشمندوں کا تھا۔ توراۃ شریف میں لکھا ہو کہ یہ قافلہ گرم مصالحہ اور روغن بلساں وغیرہ لیے مضر جارا تھا اس سے ثابت ہوتا ہو کہ ان کا کاروبار کتنا وسیع تھا اور یہ لوگ کتنے بلند درجہ کے تھے۔

اس تمثیل کے علاوہ ان کا متولی کعبہ ہونا، عرب بھر میں انھیں معزز و مکرم بنائے ہوئے تھا۔ حضرت ذبیح اللہ کے بعد تولیت کعبۃ اللہ شریف قیدار حامل نور محمدیؑ کے حصے میں آئی تھی۔ عدنان حضرت ذبیح اللہ کی چالیستویں پشت میں تھے۔ روایتی میلاد ناموں کی شہادت ہو کہ عدنان سے صرف معد نامی صاحبزادہ بچا تھا۔ معد کے صاحبزادے نزار کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور محمدیؑ جلوہ گر دیکھ کر ماں باپ نے بڑی خوشی اور قربانی کی۔ کھانا کھانے والوں نے مبارک باد کہی تو اس کے جواب میں انکسار کے طور پر نزار کے والدین شریفین نے کہا یہ سب کچھ نزار ہی۔ یعنی اس نعمت ربانی کے مقابلے میں بہت کم۔ اسی واقعے نے اُس مولود مسعود کا نام نزار مشہور کر دیا۔ نزار سے مضر میں اور مضر سے الیاس میں وہ نور مبارک منتقل ہوتا رہا۔ منقول ہو کہ الیاس اپنے صلب سے تسبیح محمدیؑ سننے لگے کہ آپ حاجیوں کی طرح کبتیک فرماتے تھے۔ الیاس سے پشت بہ پشت چل کر کعبہ میں آیا۔ کعبہ نے سب سے پہلے جمعے کے دن لوگوں کو جمع کر کے وعظ کیا۔ بڑے خوش بیان اور فصیح اللسان تھے۔ آٹھائے وعظ میں یہ بھی کہ جاتے کہ میری اولاد سے خاتم الانبیاء علیہ التیمۃ والثناء پیدا ہوں گے۔ جو شخص ان کا مبارک زمانہ پائے لازم ہو کہ ان پر ایمان لائے اور متبع رہے۔ کعبہ ہی کا ایک شعر یہ بھی ہو۔

يَلِيكُنْ شَاهِدٌ فَخَوَّاعِدْعُوْهُ حَيُّنَ الْعَشِيْرِۃُ تَبْغِي الْحَوْضَ لَا نَا
راے کاش اُس وقت میں موجود ہوتا جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں گے اور قریش دین حق کو ٹھٹھانا چاہیں گے۔

(ابو نعیم نے کعب الاحبار سے روایت کی) جلال الدین سیوطی شافعی المنہب، بہت تحقیق

کے بعد لکھتے ہیں کہ میں نے احادیث صحیحہ اور اقوال سلف میں آدم علیہ السلام سے لے کر مکرہ تک کے ایمان کی تصریح پائی اور مکرہ سے خواجہ عبدالملک رضی اللہ عنہ تک اجدادِ مصلحہ علیہ التمجید والثناء کو ملت ابراہیمی پر پایا۔ ان میں کوئی بہت پرست نہ تھا۔ (سیرۃ الحلبي)

مستند تارخوں میں مندرج ہو کہ نزار، صاحبِ علم ہوئے اور ان سے وہ پانچ قبیلے مشہور ہوئے جنہوں نے تاریخ عرب میں بہت عزت پائی ان پانچوں میں ربیعہ، قضاعہ اور مضر کی نسلیں بکثرت پھیلیں۔ ربیعہ بن نزار کے کئی صاحبزادے تھے جو بڑے بڑے قبائل کے مورث اعلیٰ ہوئے۔ ان میں بنو حنیلہ، بنو دائل، بنو بکر بن دائل، بنو عقیس اور بنو تغلب نے بہت شہرت پائی خصوصاً بنو قضاعہ نے بڑی ترقی کی۔ مضر بن نزار کی نسل سب سے سوا پھیلی اس نے دنیوی اعزاز بھی خوب حاصل کیا۔ ان مختصر آل اسماعیل و آل عدنان بہت بڑھی پھیلی۔ اور نسلیں تو بدویانہ زندگی بسر کرتی تھیں مگر قضاعہ، ربیعہ اور مضر نے ایسی متعدد بڑی بڑی فتوحیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ جو صدیوں تک برقرار رہیں۔ ابنِ خالد نے لکھا ہو کہ حجاز سے لے کر شام و عراق تک بنو قضاعہ کی حکومتیں پھیلی ہوئی تھیں ان میں تنوخ و سلیم نے تو اس درجہ اقتدار حاصل کیا تھا کہ وہ یکے بعد دیگرے تخت شام پر متمکن ہوتے رہے اس سلطنت کے ماسوا بنو بکر اور دومتہ الجندل میں بھی بڑی بڑی ریاستیں فرمانروائی کر رہی تھیں۔ ربیعہ کو سلطنت تو میسر نہ تھی لیکن اقتدار اتنا حاصل تھا کہ تمام قبائل کی گردنیں ان کے سامنے خم رہیں ان کی اذنی مخالفت بھی اعلان جنگ کے مترادف خیال کی جاتی تھی۔ رہے مضر تو ان میں بکر و تغلب کی ریاستیں حجاز میں تھیں اور بنو عامر کی حکومت عراق پر قائم ہو چکی تھی۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد کو نسل بعد نسل دین حنیف کا حامل اور خالص موحد ہونا چاہیے تھا اور چند پشت تک رہیں بھی۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہو کہ انھیں میں سے ایک شخص عمر بن لُحی نے بیت اللہ شریف میں کئی بہت لار کئے۔ اب کیا بھتا۔ ”جَدِيدٌ لَدَيْدٌ“ شدہ شدہ تمام عرب میں یہ دبا چھوٹ پڑی۔ لطف یہ کہ حج و طواف

برابر کرتے رہے اس لپیٹ میں اگر بنی عدنان بھی کچھ قدیم رنگ میں رہے کچھ جدید طرز کے دلدادہ بن گئے۔ جو بہت پرستی سے بچے وہ دیگر مذاہب میں غم ہو کر رہ گئے۔ کتنا کہ میں یہودیت اور ستارہ پرستی گھس بیٹھی۔ قضاعہ اور ربیعہ نصرانیت کے طرفدار ہو گئے۔ بنی تمیم مجوسیت میں جُل مرسے۔ کچھ لوگ دہریت کو اپنا بیٹھے۔ دین حنیف کے پیرو کہیں کہیں نظر آتے تھے اُن کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی۔ اس کفرانِ نعمت کی سزا یہ ملی کہ خدائے غنی و قدوس نے اُن پر بلائے افتراق مُسَلِّط کر دی۔ ذرا دُراسی بات پر قبیلوں میں صدیوں تک برابر جنگ جباری رہنے لگی۔

قریش کے بانی فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ تجارت پیشہ رہے قریش کا خطاب سب سے پہلے فہر کے مورث اعلیٰ نفر کو اُن کی تجارتی حوصلہ مندی کے باعث ملا تھا۔ نصر کی نسل زیادہ تر فہر سے پھیلی اس لیے قریش کا خطاب بھی انھیں کی طرف منتقل ہوا حضرت امین الامتہ ابو عبیدہ ابن الجراح انھیں کی اولاد میں سے تھے۔ اب بنو فہر قریش کہلانے لگے یہ بہت عظیم الشان خاندان تھا جو چھوٹے چھوٹے دس قبیلوں میں بٹا ہوا تھا۔ فہر کے تین لڑکے محارث، حارث اور غالب میں سے پہلے دو کی نسل کچھ زیادہ نہ چلی، اعلانِ نبوت کے وقت غالب ہی کی اولاد غالب تھی۔ اسی لحاظ سے خطیب الانبیا علیہ التمجید والثناء نے اپنے پہلے خطاب میں ”یا اِلَ غَالِبُ“ ہی فرما کر سب کو جمع کیا تھا۔

قریش، شجاعت و سخاوت میں شہرہ آفاق تھے۔ حرم شریف کا احترام، اُقربا پروری، مہل لوانزی اور وفاتے عہد میں عالمگیر شہرت کے مالک تھے۔ کسی کے ماتحت ہو کر رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے انھیں مذہبی پیشوائی حاصل تھا۔ ملت حنیفی کے باعث عرب بھر پر ان کی سیادت مُسَلَّم تھی فہر کی پانچویں پشت میں کلاب بن مرہ کی صُلب سے ایک جوانمرد، مدبر، صاحبِ عزم نور محمدؐ کی کا حامل قُصَیْہ پیدا ہوا اُس نے قریش کی حالت میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا بھی ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ماں نے قبیلہ غزرا

میں عقد ثانی کر لیا۔ ماں کے ساتھ ہی یہ بچہ بھی وہیں پرورش پاتا رہا۔ قصبے اپنی والدہ ماجدہ کی زبانی اپنی خاندانی غنیمت و وجاہت کا حال بہت غور سے سُنا کرتا تھا اور خاموش ہو ہو جاتا تھا جو کہ ہوتے ہی اُس مردِ غیور کی غیر متند طبیعت نے انگڑائی لی اُسے یہ کب گوارا تھا کہ کسی کا دستِ نگر رہ کر بیکسانہ زندگی بسر کرے اور مصافات میں پڑا رہے وہ فوراً مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں والوں نے بھی نہایت محبت سے اس ہونہار کو اپنی آغوشِ عاطفت میں لے لیا۔ طلبِ صادق اور خلوص دل تو نورِ پیشانی کی برکت سے بل ہی رہا تھا اب اللہ تعالیٰ نے نوازا اور ترقی کے دروازے اُس نوجوان پر کھول دیے۔ منٹوئی حرمِ جلیل ابنِ حبشہ خراسانی کے اولادِ زینہ نہ تھی اُس نے اپنی دخترِ نیک اختر سے عقد کر لیا اور جلیل کے انتقال پر قصبے ہی منٹوئی ہوا۔ اُس نے سوچا کہ ہم قریش کے ہوتے ہوئے بنو خزامہ کو تولیتِ حرمِ محترم کا کوئی استحقاق نہیں۔ اس خیال سے قریش و کنانہ نے بھی اتفاق کر لیا جنگ ہوئی اور بنو خزامہ کو حرمِ شریف سے نکال باہر کیا۔ منٹوئی کے بے ہونے کے ساتھ ہی قصبے نے گرد و پیش پر نظر غائر ڈالی سمجھا کہ قریش کی زدہ حالت نے انہیں تتر بتر کر رکھا ہے پس جوشِ حمیت میں بیتاب ہو کر غمِ صمیم کے ساتھ مستعد ہو گیا۔ جو قبائل منتشرانہ طور پر پہاڑوں اور صحراؤں میں آباد تھے انہیں ترغیب دے کر مکہ مکرمہ میں لا بسایا۔ اس اجتماعی زندگی سے جہاں قریش کو فائدہ پہنچا وہاں قصبے کے اقتدار میں بھی چار چاند لگ گئے۔ اب اُس دورِ اندیش نے دارالندوے کی بنائیں مستحکم کیں اور اُس کو اُس عہد کا ایسا فعال اور کارفرما ادارہ بنالیا کہ تمام اہم امور کے مشورے اسی دارالندوے میں ہونے لگے زرقانی کی تصریحات کے مطابق تمام معاشرتی تقریبات کی رسوم بھی اسی عمارت میں ادا کی جاتی تھیں۔ اس سے بھی ممتاز اور یادگار زمانہ کام قصبے نے یہ کیا کہ ایک روز دارالندوے میں قریش کا اجتماع کر کے اُن کے روبرو ایک پُر جوش تقریر کی اور کہا کہ زیارتِ حرمِ شریف کے لیے جو کثیر التعداد مخلوق آتی ہو اُن کی مہمانی قریش کا اولین و اہم فریضہ ہے۔ چاروں طرف سے آخرِ غیر کی تائید دیکھ کر اسی وقت تجاج اور زائرین کے آرام و طعام کے لیے خرچ کی جانے والی ایک مناسب رقم کا تعین

ہو گیا اور میربانی کا فریضہ ادا کرنے کو ہر فردِ بشر تیار ہو گیا۔ قصبے ہی نے مشعرِ حرام تیار کر لیا۔ جس پر حج کے زمانے میں چراغ روشن ہوا کرتے تھے۔ پانی پلانے کو چرمی حوض بنوائے گویا مکہ مکرمہ میں قصبے نے ایک چھوٹی سی جمہوریت قائم کر لی تھی۔ یہ پہلا شخص ہے جس کی اطاعت تمام قبائل عرب نے قبول کی اور یہی پہلا دن تھا جبکہ حجاز کو سیاسی اہمیت حاصل ہوئی قصبے حاملِ نور محمدؐ ہی نہ صرف رئیسِ اعظم تھا بلکہ دراصل بادشاہ تھا۔ اُس نے قریش کو اقتصادی اتنی ترقی دی کہ کایا بیٹ کر رکھ دی۔

قصبے کے منجملے صاحبزادے عبدمناف نے کچھ ہی دن بعد اپنی ذاتی ہوشمندی اور نور محمدؐ کے حامل ہونے کی برکت سے اتنا اقتدار حاصل کر لیا کہ اب تمام مناصب پر اسی کا قبضہ ہو گیا اور بڑی پر شکوہ زندگی گزارنے لگا۔ عبدمناف کے چھ بیٹوں میں جنابِ ہاشم سب سے زیادہ صاحبِ اثر، وجیبہ اور شجاع تھے ان کا تدبیر و تدبیر دیکھتے ہوئے عبدمناف نے اپنی جان حیات ہی میں اس ہونہار کو سارے مناصب کا اختیار دے دیا تھا۔ تجارت کو فروغ دینے اور قیامِ امن کے سلسلے میں جنابِ ہاشم خلیق کی سرگرمیاں بہت مستحسن اور کامیاب رہیں۔ تجارت میں تدبیر و خوش معاملگی کو فلک الافلاک تک پہنچا دیا تھا۔ قیصرِ روم اور شاہِ حبش کے درباروں میں پہنچے حسنِ صلاحیت اور خوبیِ رسوخ و اثر سے کام لے کر اُن سے اس مضمون کے فرامین حاصل کر لیے تھے کہ قیصر و شاہِ حبش، اپنی حدودِ سلطنت میں عربوں سے محصول نہیں لیں گے۔ ایک طرف تو یہ فرامین حاصل کیے دوسری جانب مختلف قبائل میں دورے کر کے اُن سے یہ معاہدات کیے کہ وہ بدوی، قریش کے کاروانِ تجارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اس کے صلے میں کاروانِ قریش اُن قبائل کی ضروریات کی اشیائے فروختی لے کر خود اُن کے پاس پہنچاتا رہے گا جسے وہ خریدتے رہیں گے۔

جنابِ ہاشم کی خوش تدبیری سے اب جو محصول معاف ہو گیا اور اندرونِ ملک عرب قافلوں کے لگنے کا خطرہ مٹ گیا تو قریش کی تجارت کے پر لگ گئے اور یہ اطمینان ہوا کہ قریش

کے کاروان تجارت، مشرق میں عراق و ایران تک، مغرب میں مصر و حبش تک، شمال میں شام و ایشیائے کوچک تک اور جنوب میں یمن و بحرین تک گھومتے دندناتے اور بے شمار منافع حاصل کرتے رہتے تھے۔ جہاں جاتے اپنی دیانت و خوش معاملگی سے عزت پاتے تھے۔

حضرت ہاشم، حجاج کی میزبانی بڑی سیر چشمی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قحط پڑا تو انھوں نے شور بے میں روٹیاں پھروا کر لوگوں کو کھلائیں۔ اب ہاشم، ہاشم مشہور ہو گئے۔

نبی ہاشمی کے جد امجد جناب ہاشم ابن عبد مناف کو عمر و العلاء بھی کہتے تھے۔ آپ جب اس نور مبارک کے امین قرار پائے تو پیشانی منور اس قرنا بان و درخشاں تھی کہ جب مسجد الحرام میں جاتے تو روشنی نور کی روشنی تخت و فوق میں پھیل جاتی اہل مکہ اس حال کے مشاہدے سے حیران تھے اور جب آپ بطن عاتکہ سے متولد ہوئے تو مانند گیسوئے حضرت اسمعیلؑ دو گیسو سراقہ س پر تھے قبائل عرب آپ کی زیارت کے مشتاق رہتے جس طرف سے آپ کا گزر ہوتا راہ کے درے اور سنگریزے تک بقدرت خدا گویا ہو کر بشارت دیتے کہ عنقریب آپ کی ذریت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو عند اللہ شریف ترین عالم اور گرامی ترین خلق ہو یعنی محمد مصطفیٰ خاتم پیغمبران۔ کبھی جناب ہاشم کو اندھیرے میں جانے کا اتفاق ہوتا تو نور پیشانی سے اُجالا ہو جاتا۔ ان حالات نے کاہنوں کو تشویش میں ڈال رکھا تھا۔ جب عبد مناف کا وقت وفات قریب پہنچا تو انھوں نے بھی جناب ہاشم سے وہی عہد و پیمان لیا جو انبیاء اپنی اولاد سے تفویض نور پاک کی بابت لیتے آئے تھے۔ شاہان وقت آرزو مند تھے کہ ہم اپنی لڑکیاں ہاشم کو دیں لیکن یہ امانت کبریٰ حضرت سلمیٰ کی نصیب کی تھی۔ باؤمراہی ہاشم تجارت کے جیلے قبیلہ بنی النجار میں سلمیٰ کی خواستگاری کو تشریف لے گئے۔ پدر سلمیٰ نے آپ کی سیادت و نجابت سخاوت و شجاعت سن رکھی تھی اب نور پیشانی آنکھوں سے دیکھا تو اس قافلے کی بہت توقیر و خاطر کی دوسرے دن ہاشم اپنے اصحاب کو لباس فاخر سے مزین کر کے زیریں بدنوں میں پہنیں اور خود سروس پر رکھے ہاتھوں میں علم نزار بلند کیے بازار قنینقاع کی طرف خدم و حشم کے ساتھ روانہ ہوئے اثناء راہ میں

علمائے یہود نے جب ہاشم کا جمال و جلال دیکھا تو انھیں ساری علامتیں نور و نیمبر آخر الزماں کی نظر آئیں وہ بہت ملول و گریاں ہوئے۔ اہل شہر کے استفسار پر پوچھ پڑے کہ ہم تو بیت میں پڑھ چکے ہیں اب ظہور ان کا قریب ہو وہ جہاد کریں گے مگر ان کی مدد کو آسمان سے نازل ہوں گے ہماری کتاب میں آپ کا نام "ماحی" ہے۔

جب اس شان و شوکت سے ہاشم بازار میں پہنچے تو پدر سلمیٰ مع اکابر قوم و جماعت یہود جو استقبال کے لیے منتظر کھڑے تھے۔ ہمراہ ہو بیٹے۔ اہل شہر نے شمع جمال ہاشمی پر پروانہ وار ہجوم کر لیا۔ عورتوں کے گردہ میں سلمیٰ ابھی آئی۔ پدر سلمیٰ نے اُس کو دیکھ لیا اور نزدیک جا کر کہا۔ میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ یہ یوسف لقائیری خواستگاری کو آیا ہے۔ بیٹی نے سر جھکا لیا۔ باپ نے اس ادا سے رضامندی معلوم کر لی۔ ہاشم نے وسط شہر شرب میں پہنچ کر ایک جانب عجمیہ حریر سرخ نصب کیا اور گرد ہر پردہ کھینچا شب کو سلمیٰ نے پیامی کی زبانی کہا یا کہ آپ کل اپنا ارادہ میرے باپ پر ظاہر کریں اور مہر جو مانگے اقرار کر لیں میں اپنے مال سے کفالت کروں گی۔ اس کے مطابق دوسرے دن جناب ہاشم اپنے اصحاب سمیت پدر سلمیٰ کے خیمے میں گئے۔ ازراہ عزت جناب ہاشم و مطلب اور ان کے بھائیوں کو صدر نشین کیا گیا۔ مطلب نے اپنی خاندانی شرافت کا خطبہ پڑھتے ہوئے کہا کہ ہم فرزندان لوطی بن غالب ہیں اور نور محمدی حضرت آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے پدر نامدار حضرت عبد منافؑ تک پہنچا اب اُس نور شریف کے امین ہمارے بزرگ برادر جناب ہاشم ہیں مشیت ایزدی نے ہمیں تمھاری طرف بھیجا ہو کہ جناب ہاشم کے لیے تمھارے خاندان کی اُس لڑکی کی خواستگاری کریں جس کے باپ یہ تشریف فرمائے مجلس ہیں۔ سلمیٰ کے باپ اور چچا نے کہا بے شک تجھ ت و کرامت آپ کے خاندان کی خصوصی فضیلت ہو ہم نے آپ کا خطبہ پڑھا اور خواستگاری قبول کی۔ ہمارے خاندان میں ہمیشہ سے مہر گراں کا دستور ہو مطلب نے بعض مہر ایک سو اونٹ سیاہ چشم و سرخ مو دینے کو کہا اور آخری دفعات ہزار انتقال طلا ایک ضروا عبیر و نل جامہ سفید مصری دس جامہ

عراقی دن اوقیہ مشک پاشخ قدح کا نور اور پاشخ لوٹریوں کے اضافے کے ساتھ مہر منظور ہو کر عقد باندھا گیا پھر سلمے نے اس سے دو چند جہیز دیا۔ جناب ہاشم اپنے خیمے میں تشریف لے آئے صبح شایان شال دعوت ولیمہ دی اور مدینہ سے مکے مراجعت فرما ہوئے۔ پہلی رات وہ امانت عظمیٰ سلمے کے سپرد ہوئی اس کے چند روز ہی بعد جناب ہاشم عازم شام ہوئے پہلے تو بیوی صاحبہ کو وصیت فرمائی کہ میں نے وہ امانت تمہیں سونپی ہے جو حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ودیعت فرمائی تھی اور آدمؑ نے باخذ عہد حضرت شیثؑ کے سپرد کی تھی پھر سلسلہ بسلسلہ مجھ تک پہنچی اب میں تم سے عہد لیتا ہوں کہ اس نور کی حفاظت کرنا میرے جانے کے بعد جو فرزند پیدا ہو اس کو جان و ایمان سے زیادہ عزیز رکھنا حتی الامکان اس کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس کے دشمن بہت ہیں بالخصوص یہود کہ انہیں خدا واسطے کی دشمنی ہو۔ اگر اس سفر سے بخیریت میں نہ پلٹوں میری سنانی آئے تو لازم ہو کہ مردانہ دار اس کی کفالت کرو اور جب سن شعور کو پہنچے تو حرم خدایں پہنچا دو اور اس کے چچاؤں سے جلدانہ کرو کہ بیت اللہ ہمارے لیے خانہ عزت و نصرت ہو۔ شوہر کی یہ سب باتیں پاکباز خاتون نے بطیب خاطر قبول کیں اور دردناک دل سے دُعا سے خیریت و واپسی کی۔ اب جناب ہاشم بیت اشرف سے برآمد ہوئے اعترافاً کو جمع کیا اور یہ آخری خطبہ دیا۔ اسے بھائیو ہوت سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں ہیں تم سے نصحت ہو رہا ہوں معلوم نہیں سفر سے کوٹوں یا نہ کوٹوں اس لیے وصیت کیے جاتا ہوں باہم ایک دوسرے پر شفقت رکھنا حرم الہی سے جلدانہ ہونا بادشاہوں اور رئیسوں کا قرب و ذلت و خواری کا سبب ہو۔ دشمن ہماری عزت پر لچائی ہوئی نظروں ڈالتے ہیں اتفاق رکھو اور بھائی مَطلب کو میں تم پر خلیفہ کرتا ہوں کہ وہ میرے نظر میں عزیز ترین خلق ہیں ان کو پیشوا بنائے رکھنا اگر کلید برادری حرم، سقایت زمزم، جد امجد نزار کا علم اور تبرکات انبیاء جو کچھ شرف مجھے ملا ہے یہ سب مطلب کے سپرد رکھو گے تو فیروز مند و سعادت اندوز رہو گے۔ دوسری وصیت یہ کرتا ہوں کہ جو فرزند لُطُن سلمے میں ہو اس کی شان عظیم اور مرتبہ بزرگ ہو گا کسی امر میں میرے

قول کی مخالفت نہ کرنا، سب نے ”سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا“ کہا۔ صبح جناب ہاشم ملک شام کو روانہ ہو گئے جب منزل مقصود پر پہنچے اسباب تجارت فروخت کیا متاع مناسب خریدی اور فقہ دہلویا کے کرپٹنا چاہا کہ اچانک بیمار ہو گئے رفیقان قافلہ بچھڑ گئے شدت مرض میں غلاموں اور چند لیس ماندہ رفیقوں سے فرمایا میں علامت مرگ مشاہدہ کرتا ہوں۔ تم لوگ مینے پہنچو تو میرا سلام سلمے سے کہنا اور تعزیت کرنا کوئی غم مجھے بخیر غم فرزند نہیں۔ پھر مکے چلے جانا۔ دو روز آٹار مرگ سب پر ظاہر ہوئے فرمایا ذرا مجھے بٹھاؤ، دوات فم اور کاغذ لاؤ۔ بعد حمد خدا لکھا کہ یہ عہد ذلیل اُس وقت یہ تحریر کر رہا ہے جبکہ رخت سفر اس عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف باندھا جا رہا ہو۔ کشاکش موت سے کسی شتفس کو چارہ نہیں! میں نے اپنا مال تمہیں بھیجا ہے مسواویا نہ تقسیم کر لینا اور جو مکر تم سے دور ہے اور نور عزت و شرف اُس کے ساتھ ہو سلمے اُس کو فراموش نہ کرنا میں وصیت کرتا ہوں کہ اُس کے فرزند کے حق میں احترام مرعی رکھنا اور میرا پیام سلمے کو پہنچا کر کہنا کہ آہ میں تیرے قرب سے سیر اور دیدار فرزند سے متمتع نہ ہو سکا۔ قیامت تک سلام اور رحمت خدا تم پر ہو۔ نامہ لپیٹا اور مہر کر کے ہمراہیوں کے سپرد کیا پھر کہا مجھے لٹا دو۔ لیٹ کر آسمان کی طرف نظر کی اور کہا پروردگار! بحق نور مصطفیٰ جس کا مجھے شرف بخشا تھا مجھ سے مڈا کر یہ کہا اور باسانی عالم بقا کو رحلت فرما ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ رفیقوں نے بخوبی غسل و کفن دے کر بعض مواضع شام میں دفن دیا اور جانب مکہ روانہ ہوئے جب مدینہ طیبہ میں آئے تو صدائے وادشاہ بلند کی زن و مرد کا جمع ہو گیا سلمے اور پیدری سلمی نے غم جناب ہاشم میں جامے چاک کیے سلمے نے بین کیے کہ وادشاہ میری عزت اور آپ کے فرزند کی کفالت اب کون کرے گا۔ پھر وصی جناب ہاشم سے کہا کہ مکے جا کر مطلب سے سلام کے بعد کہنا کہ میں تمہارے بھائی کے میثاق پر قائم ہوں ان کے بعد مجھ پر اور مرد حرام ہو۔ جب اموال و غلامان ہاشم مکے پہنچے ہیں اور خبر موت جو انمرگ پھیلی ہے تو زنان مکہ نے بال کھول دیے کہ بیان چاک کیے اور مراسم تعزیت اس درد دل سے ادا کیے کہ زمین غرق گئی

آسمان زودیا۔ اب وصیت نامہ کھلا اور مصیبت داندوہ تازہ ہوا بہوجب وصیت مطلب کو پیشوا بنایا علم اکرم نزار، کلید ستیافت زمزم، مہانداری حجاج، کمان اسماعیل، پیر ابن ابراہیم، خاتم نوح، نقیلین شہید اور تمام تبرکات انبیا علیہم السلام مطلب کے سپرد کیے۔

حضرت ہاشم مجسم اخلاق اور سر پا اکرام تھے ہر روز کچے میں آکے سات طواف کرتے اور پردہ ہائے کعبہ میں پلٹتے، مہمان کی بید عزت کرتے، ننگوں کو کپڑا پہناتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، محتاجوں اور پریشانوں کی حاجت روائی و تسکین خاطر کرتے، قرض داروں کے قرضے ادا کرتے۔ جو کھانا آدمیوں سے بچ رہتا وہ جانوروں اور پرندوں کو ڈلاتے، ان خدا داد فضائل و خصائل کی بدولت آپ کو بادشاہ مکہ سب نے تسلیم کر لیا تھا تمام انتظامی امور آپ کی زبان سے ہوتے اور سب ذمہ داری آپ پر تھی۔ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھتے تو کعبہ معظمہ کے پاس لوگوں کو جمع کر کے ایسا خطبہ ارشاد فرماتے ”ایہا الناس ۹ یہ واقعہ ہی کہ تم ماں یا فتگاں خدا اور ہمسایہ خانہ کبریا ہوا ب بیٹ اللہ کی زیارت کو مخلوق آئے گی یہ لوگ خدا کے مہمان ہیں لازم ہے کہ ان مہمانوں کو آوروں سے بزرگتر جانو حق تعالیٰ نے اس کرامت میں تمہیں مخصوص کیا ہے جو حاجی زویلہ و مؤگردا لود اطراف عالم سے آئیں ان کو مہمان خدا ہونے کی حیثیت سے محترم رکھو خدا تمہیں محترم رکھے گا“ آپ کی تقریر دلپذیر سے متاثر ہو کر اکابر قریش زیادہ سے زیادہ مالی خدمت کرتے آپ چمڑے کے حوض بنا کر ان میں آب زمزم بھرواتے۔ ساتویں ذی الحجہ سے حاجیوں کی ضیافت شروع ہوتی مٹی و عرفات میں کھانا بھجوا جاتا۔

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ شدید قحط کے باعث کوئی چیز میسر نہ آئی۔ عرب کو اونٹ بہت عزیز نہ ہوتا ہی جناب ہاشم نے اپنی عزیز ترین دولت شام میں بکوا کر اس رقم سے حاجیوں کی دعوت کا انتظام کیا اس قربانی سے محض حجاج بہرہ اندوز ہوئے آپ نے ایک شب کا کھانا بھی اپنے لیے نہ رکھا۔ اس داد و دہش کے شہرے نے شاہ حبشہ و قیصر روم سے یہ لکھا

دیا کہ ہم آپ کی خدمت میں لڑکی پیش کریں آپ نے اس تحسین کا شکریہ تحریر کرتے ہوئے اپنے کفو کی لڑکی لینا لکھ بھیجا۔

سنئے کا جب وقت وضع حمل قریب ہوا تو اور عورتوں کی سی بے چینی آپ کو نہیں ہوئی اور ایک آواز غیبی سنائی دی اے زینت زنان بنی الحجارہ عام نگاہوں سے اپنے فرزند را جند کو چھپا لینا کہ خاصان خدا اس کی زیارت سے شرف یاب ہوں گے۔ باتف کی صدا سنتے ہی سلمیٰ نے دروازے بند کر کے پردے ڈال لیے اور کسی کو اپنے حال کی خبر نہ کی۔ یک بہ یک ایک حجاب نور آسمان سے زمین تک حائل ہو گیا اور شبیبہ النہد پیشانی میں نور محمدی لیے جلوہ گر ہوئے ایک ساعت کے بعد متبسم ہوئے ماں نے گود میں لیا تو سر میں ایک بال سفید نظر آیا یہی وجہ تسمیہ قرار پائی۔ (عامر نام شبیبہ النہد لقب)

ہدایت غیبی کے مطابق ایک ماہ تک اپنے جگر پارے کو مادر شفقت نے کسی کو نہ دکھایا۔ آخر زنان قبیلہ پر یہ بات کھلی سب مبارک باد کو آئیں۔ دو ماہ کے ہوئے تھے کہ پانچویں ایہ جب عمر شریف سات برس کی ہوئی تو نو جوانوں کی سی شوکت و صولت چہرے سے آشکارا تھی۔ حسن اتفاق سے قبیلہ بنی الحارث کا ایک حاجمند مدینے آ نکلا اور شبیبہ النہد کے حسن صورت و خوبی سیرت کو دیکھ کر ششدر رہ گیا پھر بولانا ہے نصیب اس شہر کے جس میں ایسا چاند روشن ہو۔

آپ نے فرمایا میں شبیبہ النہد ابن ہاشم ابن عبد مناف ہوں میں ہی فرزند صاحب زمزم و صفا اور وارث تبرکات انبیا ہوں، باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا چچاؤں نے یہ بے اعتنائی برتی کہ والدہ سمیت یہاں چھوڑ رکھا ہو۔ تمہارا کہاں سے آنا ہوا؟ پیر مرد نے کہا مکے سے حاضر ہوا ہوں، فرمایا جب واپس وطن پہنچو اور فرزند ان عبد مناف سے ملاقات ہو تو کہنا ”ایک طفل یتیم کا پیام لایا ہوں جس کا باپ انتقال کر گیا اور چچاؤں نے اب تک خبر نہ لی۔ اے یادگار ابن عبد مناف؟ افسوس کہ تم نے بہت جلد جناب ہاشم کی وصیت بھلا دی۔ اور اس

کی امانت فراموش کی میں اب تک مروج ہوئے مکہ سے تمھاری خوشبو سونگھتا اور آرزوئے ملاقات میں بیتاب ہوں، پیر مرد یہ پیام سن کر رونا ہوا کتے روانہ ہوا اور مجلس اولاد عبد مناف میں پہنچ کر پہلے طفل یتیم کا ہدیہ سلام پیش کیا پھر کہا اے اکابر و اشراف قریش اور اے فرزندان عبد مناف تم اپنی عزت سے غافل ہو گئے۔ تم نے اپنا چراغ ہدایت اوروں کے گھروں میں روشن کیا وہ چونک کر پوچھنے لگے۔ پیر مرد نے اب لفظ بہ لفظ پیغام شہادتہ الخمد کہہ سنایا اولاد عبد مناف نے خجالت سے سر نیچے کر لیے اور کہا ہمیں کیا خبر تھی کہ وہ بچہ اس مرتبہ کا ہوگا۔ پیر مرد نے کہا بخدا اس کی فصاحت کے سامنے عرب گونگے ہیں اور سنجیدگی کے روبرو عقلائے زمانہ ہیچ۔ وہ نور دیدہ حسن و جمال خورشید فضل و کمال ہی۔ مطلب کوتاہ نہ رہی اسی دن تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر تنہا مدینہ روانہ ہوئے اور شتائی سے سفر طے کر کے جلد ہی منزل مقصود پر پہنچ گئے خوش قسمتی سے سامنے وہ بچہ نظر پڑا جسے نور محمدی نے پہچنوا دیا مطلب نے سواری بٹھائی اور دوڑ کر بچے سے لپٹ گئے۔ بچے نے پوچھا آپ کون بزرگ ہیں کہ آپ کی طرف میرا دل مائل ہوا جاتا ہو۔ مطلب نے اپنا نام و نشان بتایا اور بھتیجے نے رو کر اپنا حال سنایا وہ نالہ کنان ہوئے کہ اے میرے بھائی کی یادگار آذر امیر اکلجی ٹھنڈا کر دے اور یہ گریہ زار ہوئے کہ میرے چھوٹے باپ کیا حق شفقت اسی کو کہتے ہیں کہ آج سات برس میں سدھ لی ہو دونوں لپٹ کر خوب روئے۔ مطلب نے اپنے تغافل کا عذر کر کے پوچھا جان عم؟ اب یہاں رہو گے، یا ہمارے ساتھ چلو گے؟ شہینہ الخمد نے کہا جلد چلیے کہیں اوس و خزرج یا یہود کو پتہ چل جائے اور وقت نکل جائے۔ مطلب نے کہا مجھے اور کسی دوست دشمن کا ڈر نہیں صرف تمھاری والدہ کی اجازت ضرور سمجھتا ہوں یہ کہا اور بھتیجے کو اونٹ پر آگے بٹھایا آپ پیچھے بیٹھے۔ یہود کو خبر ہوئی کہ ایک اجنبی اس حامل نور محمدی کو کہیں لیے جاتا ہو تو وہ گھات میں ۷۰ زرہ پوش لے کر آگے شہینہ الخمد نے کہا بچا دوسرا سنو مطلب نے کہا بیٹا تمھارا نور پشیمان جلد بچاؤں گا بتا دیکھا انھوں نے کہا اچھا تو چہرہ چھپا دو مطلب نے چادر کی چاکرہ کے چہرے پر ڈال دیں مگر وہ

فروریسا ہی روشن رہا۔ جب یہود کو ارادہ بد پر تھا ہوا یا تو چچا بھتیجا اونٹ سے نیچے اتر آئے مطلب مقابلے پر ڈٹ گئے اور شہینہ الخمد نے جناب باری میں یوں دعا شروع کی اے پروردگار بحق شفیع روز جزا اس نور کے صدقے سے جو تو نے مجھے بخشا ہو دشمنوں کے گزند سے ہمیں محفوظ فرما۔ ناکاہ گرد و غبار دُور سے ظاہر ہوا گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور ہتھیاروں کی کھکھڑاہٹ گوش زد ہونے لگی اور ان کی آن میں سُلَمے پدر سمیت چاکر سو شجاعان اوس و خزرج کو لیے آپہنچی لاطیہ سپر وہیبہ مقابلے پر بڑھ چکا تھا اسے مطلب کی تلوار نے دواور لقیہ کو آنیوالی فوج نے ختم کیا۔ مطلب کو بیچان کر سُلَمے نے کہا، جناب بچے کو کہاں لیے جاتے ہیں؟ مطلب نے کہا آپ اجازت دیں تو آپ سے زیادہ اس کی عزت میں کروں اُمید ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو صاحب حرَم اور پیشوائے معمم کرے سُلَمے نے خوش آمدید کہہ کر شکوہ کیا کہ اپنے آنے کی یہیں خبر کیوں نہ کی پھر کہا یہ مجبوری ہو کہ بچے کا باپ وصیت کر گیا ہو کہ اس کو جَدانہ کروں۔ پدر سُلَمے نے نامہ مرحوم یاد دلا کر بیٹی سے کہا اور ایسی ہی وصیت چچاؤں کے باب میں ہو پھر اب مناسب یہ ہوگا کہ بچے پر تم دونوں حصر رکھ دو ماں نے کہا بیٹا کہو ہمارے پاس رہو گے یا چچا جان کے ہمراہ جاؤ گے شہینہ الخمد نے سر جھکا لیا آنسو گرائے اور کہا۔ مادر مہربان آپ کی مرضی کے خلاف کرتا ہوا ڈر تا ضرور ہوں لیکن میرا جی چاہتا ہو کہ حرَم محترم کی مجاوری کروں اگر آپ بھی اس کی اجازت فرما دیں تو میرے اس نیک ارادے میں برکت شامل ہو جائے۔ ماں نے چھاتی سے لگا کر کہا اے نخت جگر میں نے اپنی محبت کو تیری نیک خواہش پر قربان کیا۔ لیکن مجھے نہ بھول جانا اور اپنی خیریت سے نہ ترسانا پھر دیور کے ہاتھ میں بچے کا ہاتھ دے کر اشکبار ہوتے ہوئے کہا اے فرزند عبد مناف، لو جو امانت تمھارے بھائی نے میرے سپرد کی تھی وہ امانت یہ سات برس کی جان میں نے تمھارے سپرد کی۔ خدا حافظ۔ اس کی حفاظت کو لازم سمجھو اور جب شادی کے لائق ہو تو عورت کے عز و شرف کی برتری ملحوظ رہے کہ یہ نور اب تک اسی طرح منتقل ہوتا چلا آ رہا ہو۔ نانا نے بھی نواسے کو پیار کیا گو میں لیا اور آغوش عم بزرگ میں

دے کر گویا یہ کہا ہے
سپر دم بتو مایہ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را
مطلب نے کہا میں بھی ان امور سے بے خبر نہیں اور نازیبست آپ کے اس احسان کا شکر گزار رہوں گا۔

القصة بختیجہ کو ساتھ لیے ہوئے مطلب کے پہنچے۔ جب آفتاب جمال محمدی اطراف مکہ سے طالع ہوا اور اُس کے برتوں نے دامن ابوقبیس روشن کیا تو اہل مکہ حیرت و مسترت میں اپنے گھروں سے نکل آئے اور کہنے لگے ہذا عبدالمطلب! مطلب نے فوراً جواب دیا وَیْحَکُمُ اِنَّمَا ابْنُ اَخِي شَيْبَةُ (ابن سعد) ذکر عبدالمطلب) بس پھر کیا تھا سب کے زباں زو آپ کا نام نامی عبدالمطلب ہو گیا۔ مطلب نے اپنے مکان میں ایک مدت تک آپ کی پوشیدہ تربیت کی۔ اور شیبۃ الحمد نے اس احسان کے شکر یہ میں ہمیشہ اپنے آپ کو عبدالمطلب کہوایا۔ غزوہ حنین میں الشیخ العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تزلزل برمشکل میں اُس نور کی برکت سے سہولت حاصل کرتے، ہر بلا میں اُس کے طفیل عافیت ملنے کو طوطا شہید کے موقع پر وسیلہ بناتے، حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ دفع فرماتا۔ اس قسم کی کرامتیں حضرت عبدالمطلب سے شبانہ روز ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

جب سن رشد کو پہنچے تو شان امارت مکہ کے مالک ہوئے۔ مطلب کے بعد آپ کے لیے کعبے کے سامنے مسند بختیجہ جو کسی دوسرے کے واسطے جائز نہ تھی تمام انتظامات انھیں متولی کعبہ کے سپرد تھے۔ اور بزرگوں کے سارے تبرکات آپ کی تحویل میں آگئے صرف زمزم بے پتہ تھا کیونکہ جب بنی جرہم پر قبیلہ خزاعہ کا غلبہ ہوا اور ظالموں نے حرم کو چھیننا چاہا تو بنی جرہم دو آہوئے طلانی اور پانچ شمشیریں چاہ زمزم میں ڈال کر اس کو زمین دوز کر گئے تھے پھر قصی جد عبدالمطلب نے ظالموں کے پنجے سے حرم کو نکالا اور جستجو کی مگر زمزم

کا نشان نہ پایا چونکہ ازل سے یہ شرف حضرت عبدالمطلب کے نصیب میں تھا اس لیے مشیت ایزدی نے اب خواب میں نشان زمزم بتا کر اُسے نکالنے پر آپ کو مامور کیا۔ کاکا کی اہمیت پر نظر کرتے ہوئے حضرت نے اپنی ذات اور ایک بیٹے حارث کا دم کافی نہ سمجھا دعا کی منت مانگی کہ پروردگار! مجھے دس بیٹے عطا کر ان میں سے محبوب ترین کو تیرے نام پر قربان کروں گا۔ دعا مقرون اجابت ہوئی جب دشمنوں فرزند دست و بازو بن گئے تو ان کی اعانت سے آپ نے غیبی نشانہ ہی کے مطابق کام شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ زمزم نمودار ہوا جوش مسترت میں باپ بیٹوں نے تکبیر کہی، نعرہ تکبیر سن کر قریش جمع ہو گئے اور زمزم پر اپنا حق بھی جتانے لگے۔ سر اپا عدل نے فرمایا کہ یہ ہماری محنت کا ثمرہ خدا نے عطا کیا ہو ملکیت کا حق غیر کو کسی طرح نہیں ہو سکتا البتہ بطریق احسان ہم اجازت دیتے ہیں کہ اس چشمہ فیض سے مستفیض سب ہوں۔ اس کی مالک میری اولاد قیامت تک رہے گی۔ جب چاروں طرف کی مٹی صاف کی تو باپ بچوں شمشیر اور دونوں آہوان طلانی بھی برآمد ہوئے آپ نے یہ بھی تبرکات میں شامل کیں۔

جناب امام رضا علیہ السلام سے ابن فضال نے روایت کی ہو کہ کسی نے پوچھا یَا اَبْنَ رَسُولِ اللّٰهِ؟ حدیث نبوی اَنَا ابْنُ ذَرِیَّتِہِمْ کے کیا معنی ہیں؟ اُس جناب نے براہ شفقت فرمایا کہ اول ذریعہ حضرت اسماعیلؑ ہیں۔ اور ثانی حضرت عبداللہ۔ ذریعہ ثانی کا واقعہ یہ ہو کہ حضرت عبدالمطلب نے ممت مانی تھی۔ عطاے زمزم پر ایفائے نذر کی فکر ہوئی بیٹوں سے ذکر آیا تو ہر فرزند کو قربانی حق پر آمادہ پایا۔ ناچار قرعہ اندازی کی تو حضرت عبداللہ کا نام آیا۔ تین مرتبہ قرعہ ڈالنے کے بعد باپ نے فرزند دل بند کا ہاتھ تھاما۔ اور قربانی کے لیے صفا و مردہ کامیاب تجویز۔ اکابر قریش نے آگاہی پاتے ہی شور مچایا اور اس کا خیر میں حائل ہوئے بیت الشرف میں اطلاع پہنچی تو بنی بیوں نے بین و بکا شروع کر دیے۔ اس گھٹی کو دختر جناب عبدالمطلب بی بی عاتکہ نے اپنی دانائی سے یوں سلجھایا کہ عبداللہ کے مقابلے پر عبدالمطلب سے دس اونٹوں پر قرعہ ڈلوایا اور اسی طرح دس دس کا اضافہ ہوتا رہا جب ستوا اونٹوں پر قرعہ ڈالا تو بجائے نام

عبداللہ کے شہزادوں کے نام پر قرعہ پٹا مکر اس پر اطمینان کر کے درمیان صفاد مرودہ اونٹ قربان کیے گئے اور حضرت عبداللہ کو لوگ ہاتھ خوش خوشی اٹھالے گئے۔ حضرت عبدالملک نے خانہ خدا میں جا کر شکرانے کے سجدے ادا کیے۔

دوسری معتبر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبدالملک کی بی بیوں میں سے بی بی فاطمہ کے بطن سے حضرت عمران (ابوطالب) حضرت عبداللہ (پر بزرگوار حضور) اور ایک دختر حکیم ام بیضا جڑواں پیدا تھے۔ اب حضرت کا طالع اقبال ثریا سے تا بعرش علایا بان و درخشا تھا حسن سلیقہ نے دنیا بھر کو خانہ کعبہ کے سامنے جھکا رکھا تھا اور حسن اخلاق و حسن اکرام نے ایک عالم کے لیے خوان تواضع خلیلی بچھا رکھا تھا۔

۲۹۔ اصحابِ فیل کا ذکر

اس عروج و تسخیر کو دیکھ کر ابرہہ بن الصباح شاہ حبشہ کو آتش حسد نے شعلہ جوالہ بنا دیا۔ پہلے تو اس نے خانہ کعبہ کے مقابل ایک دبیر بنا کر لوگوں کو رجوع کرنا چاہا اور جب یہ دروغ بے فروغ رہا تو کعبہ کے ڈھانے کی ٹھان لی۔ لشکر فیل ایسے اقصائے مکہ تک پہنچا۔ لشکریوں نے غریبوں کے اونٹ پکڑ پکڑ کر استعمال کرنے شروع کیے اہل مکہ پریشان تھے کہ حضرت عبدالملک کا چرواہا بھی روتا ہوا آیا حضرت نے بے خوف بادشاہ مخالف کی طرف تن تنہا قصد فرمایا جب آپ داخل لشکر ابرہہ ہوئے دیکھا کہ وہ ایک مکلف تخت پر بیٹھا ہو نزدیک پہنچ کر دعا دی۔ اس نے بے تامل سلام کیا اور پہلی ہی نظر میں آپ کے نور کی ضیا اور مہابت وقار کی جلالتنا مرعوب کیا کہ بیتا بانہ اسم مبارک دریافت کیا اور ساتھ ہی یہ بھی گزارش کی کہ آپ کے بزرگوں میں بھی کوئی ایسا نورانی بزرگ ہوا ہو؟ جناب نے اپنا اسم لکھی لے کر فرمایا۔ ہاں میرے تمام اسلاف اس نور و وقار کے حامل ہوتے آئے ہیں بادشاہ بے اختیار یہ کہتا ہوا اٹھا کہ بے شک آپ کو یہ فخر و شرف سزاوار ہو یقیناً آپ اپنی قوم کے

سید ہیں اور جناب کو تخت پر ساتھ بٹھا کر بیٹھا تکلیف فرمائی کی وجہ دریافت کی فرمایا تقریب تو یہ نکلی ہو کہ شاہی عملہ ہمارے اونٹ پکڑ لایا ہو انھیں چھڑوانے آنا پڑا اور حقیقت یہ ہو کہ اپنا فرض منصب کہ ہدایت و ہمدردی خلق ہو ادا کرنے آیا ہوں اسے بادشاہ؟ خانہ کعبہ کسی بادشاہ یا لگا کا گھر نہیں ہو خدا کے کون و مکاں سے منسوب ہو اس نسبت سے عام مخلوق پر اور خاص اشرف المخلوقات (انسان) پر اس گھر کا احترام واجب ہو جو شخص بیت اللہ کی بے حرمتی کا غلط ارادہ کرے اس کو پہلے صحیح دماغ سے یہ سوچ لینا چاہیے کہ مقابلہ کس قوی القہار شدید العقاب سریع الحساب سے ہو؟

ابرہہ یہ ہدایت سن کر سن ہو گیا پھر ایک فوجی افسر کے ساتھ آپ کو بہ تکریم نصرت کر کے ہدایت کی کہ جناب بزرگوار کی نشاندہی سے آپ کے سب اونٹ چھوڑ دیے جائیں۔ اور آپ کے غلام کے حوالے کر دیے جائیں۔ جب حضرت اپنے اونٹوں کو لوٹے ہوئے شہر میں آئے تو اہل شہر نے گلہ مندی کی کہ اگر اونٹوں کی جگہ آپ کعبۃ اللہ کو بچا لیتے تو کیا اچھا ہوتا فرمایا اپنی اپنی ملک کا ہر مالک خیال کرتا ہو میں نے عارضی مالک شتر ہوتے ہوئے اپنی ملک چھڑا لیا تو کیا مالک الملک لا شریک لہ اپنی حقیقی ملک کو نہ بچالے گا؟

دوسرے دن جناب کا فرمانا سب کے پیش نظر تھا۔ ابرہہ کا لشکر جب کعبہ کے سامنے پہنچا ہو تو فیل محمود نے جھک کر خاک بوسی کی۔ سجدے میں سر رکھ دیا۔ بعض نیک نفس افسروں نے بادشاہ کی توجہ اس طرف منعطف کرائی جواب ملا کہ میں اس گھر کے انہدام کی قسم کھا چکا ہوں اب نہ میں کسی کی سفارش مانوں نہ کسی برہان پر ایمان لاؤں۔ ادھر کفر کا یہ زور تھا اور ادھر منوئی کعبہ کے ساتھ بالائے ابوقیس اہل شہر کی گریہ و زاری کا شور۔ جب حامل نور محمدی کی زبان پر تھکے و زاری یہ دعا جاری ہوئی۔ بار آکھا یہ تیرا گھر ہو اور ہم سب کے سب تیرے عیال۔ حرم پر رحم اور ہم پر کرم فرما۔ تو

”اجابت از در حق بہر استقبال می آمد“

اور ہاتھ نیبی کی صدا فضا میں گونجی کہ اے جد حبیب کبریا! اس نور کی برکت سے تو اپنی مراد کو پہنچا۔ یہ تسکین پاکر آپ نے مضطرب الحال قوم کو مطمئن کیا اور فرمایا دیکھو قدرت الہی کس طرح انتقام لیتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر کوہ جُشہ ہاتھی پر ایک پر کاہ برابر پرند (ابابیل) مسلط ہوا اور اپنے پنجوں اور چونچ سے تین تین سنگریز سے ہاتھیوں پر گرائے جس کے اثر سے ہاتھی پیٹھے چٹخے اور پانی ہنک رہے گئے۔

آنحضرتؐ کے جد امجد جناب عبدالمطلب کو بشارات کے ذریعہ بارہا جو مژدے ملے اُن میں سے دو یہ ہیں۔

(۱) بسند معتبر اک ابو طالب سے ابن بابویہ نے روایت کی ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ

۳۰۔ خواجہ عبدالمطلب کا عجیب خواب

ایک رات میں حجرہ اسماعیل میں سو رہا تھا۔ کہ عجیب خواب دیکھ کر چونکا اور مکان کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں ایک کاہن نے میرا چہرہ دیکھ کر پوچھا کہ اے بزرگ عرب آج رنگ چہرہ کیوں متغیر ہو گیا کوئی حادثہ پیش آیا؟ کہا ایک عجیب خواب دیکھا ہو کہ میری پشت سے ایک درخت اگا اور اس قدر بلند ہوا کہ اُس کی چوٹی آسمان تک پہنچی اور شاخیں مشرق و مغرب پھیل گئیں پھر اُس سے ایک نور جلوہ گر ہوا۔ جس کی تجلی نور آفتاب سے بھی افروز تھی۔ میں نے دیکھا کہ عرب و عجم اُس درخت کو سجدے کر رہے ہیں اُس نور کی عظمت بڑھتی جاتی ہو۔ قریش کا ایک گروہ اُس درخت کی بیخ کنی کے ارادے سے بڑھا۔ نزدیک پہنچتے ہی ایک شکیل جمل جوان نے نمودار ہو کر اُس گروہ کی آنکھیں کھال لیں۔ اور سب کی کمریں توڑ دیں میں نے بھی ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ ایک شاخ پکڑ لوں۔ اُس جوان نے مجھے آگاہ کیا کہ آپ کا حصہ اس میں نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ درخت تو میرا ہی ہوا! پھر میرا حصہ کیوں نہیں اُس نے جواب دیا

کہ اس درخت میں اُنھیں کا حصہ ہو جو اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔ میں چونک اٹھا۔ میرا خواب سن کر اُس کاہن کا چہرہ متغیر ہو گیا اور بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کے صلب سے ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ جس کی پیغمبری مشرق و مغرب زمین اور آسمان میں پھیل جائے گی۔ عبدالمطلب کہتے ہیں میرے گمان میں اس کی تعبیر ابو طالب رہا۔ لیکن جب حضورؐ کی ولادت مبارک ہوئی اور انوار صداقت و امانت روز افزوں نے عرب کو چھلایا تو مرقی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب نے علی الاعلان اپنے پدر بزرگوار کا یہ خواب اور اُن کی تعبیر مظلونہ بیان کر کے اہل عرب سے کہا کہ وہ درخت یہ ابوالقاسم ہے۔

۳۱۔ خواجہ عبد اللہؑ کی ولادت باکر امت

یہی راوی بسند معتبر عبد اللہؑ سے اور وہ اپنے باپ عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ عبدالمطلب کے گھر عبد اللہؑ پیدا ہوئے تو اُن کے چہرے سے ایک نور مثل نور آفتاب چمکتا دیکھا۔ اُس وقت والد بزرگوار نے فرمایا کہ اس فرزند کی شان و شوکت عظیم ہوگی۔ اور پھر ایک رات خواب میں دیکھا کہ عبد اللہؑ کے پیرہ بیٹی سے ایک مرغ سفید باہر آیا اُس نے مشرق و مغرب میں پرواز کی اور خانہ کعبہ پر آ بیٹھا۔ تمام قریش نے اُس کو سجدہ کیا میں حیرت زدہ اُس مرغ کو دیکھ ہی رہا تھا۔ کہ ناگاہ اُس سے ایک ایسا نور بلند ہوا جس نے مشرق و مغرب زمین آسمان سب کو گھیر لیا۔ بیدار ہو کر میں نے بنی مخزوم کی ایک کاہنہ سے اپنا خواب بیان کیا۔ اُس نے کہا۔ عباس اگر تمہارا خواب سچ ہو تو صلب عبد اللہؑ سے ضرور ایک ایسا فرزند پیدا ہو نیوالا ہو جس کے تابع مشرق و مغرب ہوں یہ تعبیر سن کر میں ہمیشہ مجھائی عبد اللہؑ کے حالات دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ اُن کا عقد نکاح بی بی آمنہؓ سے ہوا۔ جب عبد اللہؑ کو رحمت حق نے اپنی آغوش میں لے لیا اور بطن مادر سے اُس نور کا ظہور ہوا میں نے آپ کی چشمان مبارک کے درمیان اُسی نور کو ساطع دیکھا اور جب گو د میں لیا تو مشک

کی خوشبو سے ہوا آپ معطر تھے۔

خواجہ عبداللہ کا عقد اولیہ

یہودان شام کو نور محمدی سے ہمیشہ عداوت رہی ہو اور وہ حامل نور کے ہمیشہ درپے قتل ایدار رہے ہیں۔ جب حضرت عبداللہ حامل نور محمدی کے کمالات عالم آشکار ہوئے۔ تو یہود نا بہود پھر اپنے دیرینہ حسد کے جذبے میں اسی ارادہ بدرتیار ہوئے۔ صاحب حیات القلوب نے اس کی تفصیل تحریر کرتے ہوئے لکھا ہو کہ شام سے چل کر اقصائے مکہ میں وہ یہود اٹھیرے اور حضرت عبداللہ کی فکر میں لگے رہے لیکن حضرت عبداللہ بھی فرزند دل بند کو تنہا نہیں چھوڑتے تھے۔ شکار میں بھی بیٹے کے ساتھ رہتے تھے۔ سوء اتفاق ایک بار حضرت عبداللہ تنہا شکار کو گئے یہود کے جاسوس نے اُس گروہ کو خبر کی اور وہ چوڑھ دوڑے۔ حضرت عبداللہ بھی اُن کے تیور ناڑ گئے۔ اور پتھر برسائے لگے۔ اس شدید حملے کی وہ پلید تاب نہ لاسکے اور مکاروں نے کہا کہ ہم تو ایک دشمن کے شبہ میں اس طرف آنکلتے تھے ورنہ آپ سے ہمیں کوئی پرہاش نہیں ہو۔ حضرت عبداللہ کو اُن کی مکاری اور بزدلی پر ہنسی آگئی۔ کمان کا نہرے پر لگالی۔ اُن سب نے آپ کے چاروں طرف گھیر ادے لیا اور جم کر حملہ کیا عبداللہ تنہا نے اپنے شیرانہ حملوں سے اُن بزدلوں کا ایک بڑا حصہ ہلاک کیا مگر آپ بھی اس قدر زخمی ہوئے کہ پشت زمین سے فرش زمین پر آ رہے۔ اس حالت میں وہ مرعوب گروہ دور سے آپ پر پتھر برسائے سارے ہاتھ خوف کے مارے کوئی قریب نہیں آتا تھا حافظ حقیقی نے اپنی تائید رونما کی وہب بن عبد مناف زہری اتفاق سے اُس طرف آنکلتے اور دشمنوں کی کثرت دیکھ کر گھوڑا اڑائے ہوئے حرم تک پہنچے بنی ہاشم کو اس حال سے آگاہ کیا۔ یہاں سے تمام بنی ہاشم شمشیریں علم کیے اسپان بے زین پر سوار ہو کر اُن کی آن میں موقع پر پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا تھا کہ اُنھوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔ اور یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ زخمی فرزند کو اٹھا

کہ حضرت عبداللہ مطلب مکان پر لوٹ آئے علاج سے خدانے جلد شفاء عطا فرمائی۔ وہب جب اپنے گھر پہنچے تو بیوی سے کہا کہ میں نے کوئی شجاع شجاعان عرب میں عبداللہ ابن عبداللہ سے بہتر نہ دیکھا اور نہ صرف شجاع بلکہ حسین و جمیل خلیق و کردار بھی۔ جس وقت وہ تنہا یہود سے جنگ کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ تائید آسمانی نے نصرت کی بیشک وہ فوج ملائکہ تھی۔ اُسی وقت سے میری خواہش دلی یہ ہو کہ اپنی دختر نیک اختر عبداللہ کے عقد نکاح سے مشرف ہو۔ بیوی نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اطراف کے رئیسوں کے درخواستیں تو وہاں منظور نہیں ہیں ہم کس شمار قطار میں ہیں۔ وہب نے کہا مجھے ابید بندھتی ہو بنی ہاشم کو یکم النفس لوگ ہیں اور میں نے ایک ایسی خدمت کی ہو کہ جس کا اجر اگر میں مانگوں تو عبداللہ مطلب ضرور دیں گے۔ بیوی نے کہا کہ اگر تمھارا دل گواہی دیتا ہو تو چشم مارو شن و دل ماشاد۔ اس سے بہتر اور کوئی رشتہ اپنے لیے ہو نہیں سکتا۔ شوہر نے کہا لڑکی کا زیادہ حق ما پر ہونا ہو۔ اس لیے تم خانہ عبداللہ مطلب میں جا کر اس کی ابتدا کرو۔ برہ زوجہ وہب خوش خوش آٹھیں اور عبداللہ مطلب کے گھر پہنچیں۔ صاحب خانہ نے تواضع کی مستورات نے پوچھا آج کدھر تکلیف کی وہ بولی میں ایک حاجت لے کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ جناب فاطمہ نے کہا بی بی تمھارے شوہر کا ہم پر بڑا حق ہو اُس نے ہمارے بچے کی جان بچائی۔ وقت پر ہمیں اطلاع دی ہمارے لائق جو کام ہو بے تکلف کہو۔ برہ نے کہا میرے شوہر ہی نے آپ کی خدمت میں مجھے اس لیے بھیجا ہو کہ میں اپنی دختر طاہرہ آمنہ کو آپ کے اُسی فرزند اشجع العرب کی خدمت میں پیش کر دوں۔ ماں باپ نے عبداللہ کی طرف دیکھا اُنھوں نے سر جھکالیا۔ عبداللہ نے کہا بیٹا اگرچہ لڑکیاں تو اور رئیس بھی دینے کے لیے تیار ہیں لیکن بی بی اپنی عزیزوں میں سے ہو اور باعتبار عقل و طہارت و بلحاظ عفت و ذہانت و بنظر کمال حسن و جمال مکے بھر میں اس لڑکی کی مثال نہیں ہو۔ جناب فاطمہ مادر عبداللہ نے بیٹے کی انعاموشی نیم رضا اور شوہر کی کھلم کھلا مرضی دیکھ کر برہ کی درخواست منظور کر لی۔ اور رات ہی کو خواستگار می آمنہ خاتون کے واسطے

مع اولاد عبد المطلب و ہب کے گھر گئیں۔ طرفین کی منظوری کے بعد صبح تمام کنبے میں اطلاع کرا دی۔ سترہ پہر عورات مع نوتہ و ہب کے مکان پر پہنچی۔ حضرت عبد المطلب نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ عقد پڑھا۔ فرمایا کہ میں شکر گزار بندوں کی طرح اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جس نے ہم پر ازل سے یہ انعام فرمایا۔ کہ ہمیں ہمسایگان خانہ متق اور ساکنان حرم بنایا۔ اپنی محبت ہمارے دلوں میں اور ہماری محبت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی اور سارے عالم پر ہمیں شرف بخش کر تمام امتوں کی حفاظت و شفاعت کا مختار بنایا مگر حمد ہو اُس خدا کی جس نے ہمارے لیے نکاح حلال کیا اور سفاح حرام۔ صاحبو؟ میرے فرزند عبد اللہ نے آمین نہایت و ہب کی خواستگاری کی ہی آپ اُس سے راضی ہیں؟ و ہب نے کہا کہ میں اور میرا سارا کنبہ بلکہ یہ تمام جمع اس رشتے سے محض راضی ہی نہیں۔ اپنا شرف بھی سمجھتے ہیں۔ ہم سب نے اس عزت افزائی کو قبول کیا۔ حضرت عبد المطلب نے کہا اَیُّهَا الْقَوْمُ؟ گواہ رہنا۔

عقد سے فرصت پا کر حضرت عبد المطلب دہن لیے ہوئے گھر آئے اور تمام اہل مکہ کو چار روز تک دعوت و لبیر دی۔

جناب آفتاب نبوت کا طلوع قریب پہنچا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام کو رتب جلیل عز اسمہ کا حکم ہوا کہ جنت المادئی میں ندا کرو۔ کہ اسباب تقدیر ختم ہوئے۔ ظہور سے پیغمبر بشیر و نذیر سراج منیر سے مقصود کن و کان پورا ہوا۔ اُس نور کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا جو میری امانت اور رحمت کا میرے بندوں پر مختار سے مخلوق پر میری قدرت اس کی بدلت ظاہر ہوگی۔ جو اُسے دوست رکھے گا اُسے بشارت جنت ہی جو اُس سے دشمنی رکھے گا۔ اُسے وعید و دوزخ۔ میں نے تخلیق آدم سے بہت پہلے اُس کی پاکیزہ طینت خلق کی۔ اور جب مخلوق وجود میں آئی تو اُسے مطلع کیا کہ اس کا نام آسمانوں پر احمد ہو زمین پر محمد۔ محشر میں محمود اور بہشتوں میں ابوالقاسم۔ ناموس اکبر کی اس ندائے جانفز پر ملائکہ نے تسبیح و تہلیل تقدیر تکبیر کی۔ صدائیں بلند کیں بہشت کے دروازے کھل گئے۔ دوزخ کے در بند ہوئے اور

عالم بالا میں خوشی و فرحی کے نرانے سنائی دینے لگے۔ اس کے بعد حضرت جبریل کو حکم ہوا کہ اطراف عالم میں یہ بشارت دے دو کہ آج سے آسمانوں پر شیطانوں کا آنا بند۔ اگر انہیں تو تیر شہاب کا نشانہ بنائے جائیں۔

۳۲ حضور سراپا نورؐ کے ابوبن شریفین کا ایمان

۱۔ خواجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب کبھی کسی خالی کوچے سے گزرتے تو سلام کی آوازیں سنتے۔ اور جب کبھی بطحائے کعبہ کا رخ کرتے تو بت اور دھبے ہو ہو کر کہتے۔

”عبد اللہ؟ زہار آپ ہماری طرف نہ آئیں کیونکہ آپ کی پیشانی میں وہ نور چمک رہا ہو جو ہماری ہلاکت کا سبب ہو“ اب کون سی عقل باور کسے گی کہ خواجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان بتوں کو جو ان کے سامنے سرنگول ہو رہے ہیں کسی عزت کے قابل سمجھیں گے چہ جائیکہ پرستش کے لائق!۔

شادی کے دوسرے دن سے یہ باتیں ہوتی دیکھ کر خواجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ والد بزرگوار کے سامنے گھٹنوں میں سر دے کر آ بیٹھے اور افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ”اس شادی سے وہ کرامت جاتی رہی“ خواجہ عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بڑی شفقت سے فرمایا بیٹے وہ کرامت تمہاری نہ تھی بلکہ اُس نور کی تھی جو تمہاری پیشانی میں چمک دمک رہا تھا۔ اب اُس نور کی حاملہ تمہاری بیوی ہو گئی اس لیے وہ کرامت بھی اُدھر ہی منتقل ہو گئی ایسے سن کر آپ کی دلچسپی ہوئی مگر یہ سوچ کر کہ اور کسی پر یہ راز نہ کھلنے پائے۔ آپ نے حسب معمول تجارت شام کا قصد کیا۔ اور واپسی پر بیثرب (مدینہ منورہ) آئے ہوئے خدا کو پیار سے ہو گئے۔

۲۔ یہ سنائی آئی تو نبی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرط غم سے دوپٹہ منہ میں ڈال کر لبٹ گئیں روتے روتے آنکھ لگ گئی کیا دیکھتی ہیں کہ ایک دراز قامت سفید پوش بزرگ نسل سے دے کر کہہ رہے ہیں کہ اس بچے کو کسی کی کفالت میں نہیں بلکہ خود خدا نے تعالیٰ اپنی حمایت میں

رکھنے والا ہی۔ جب پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھنا چونکہ اٹھیں اور یہ خواب اپنے بزرگ مرنے والی حضرت خواجہ عبدالملک رضی اللہ عنہ کو کہہ سنایا۔ خواجہ صاحب نے یہ تو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ ”خواب بہت مبارک ہو“ مگر دل میں سوچنے لگے کہ محمد تو خدائے تعالیٰ ہی۔ یہ نام کسی مخلوق کا کیسے ہو سکتا ہو۔

۳۳۔ ظہور نور قدسی

غرض ہر شب ایک بزرگ صورت یہی بشارت دے دے جاتی تھی تا آنکہ پورے دن ہوئے واقعہ قبل سے ۵۵ دن بعد، پیر کے دن، جبکہ آفتاب بروج حمل میں تھا۔ صبح صادق کے وقت اُس نور کے آثار ظہور ظاہر ہونے لگے۔ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو اپنے مسکن سے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ سارا عالم اُس نور کی برکت سے روشن و متور ہو گیا۔ آسمان سے ستارے اتنے قریب لٹک آئے تھے کہ گمان ہوتا تھا زمین حرم پر گھر پڑیں گے۔ پھر معلوم ہوا کہ اصنام روئے زمین سرنگوں ہو گئے۔ آتش کدہ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا یکایک سرد ہو کر رہ گیا۔

حضور کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے پیاس معلوم ہوئی تھی کہ میرے گھر کا دروازہ کھلا اور ایک اُمر و شکل پانی کا کٹورہ لیے ہوئے آئی میں نے تین سانس میں پھر پھر کر پانی خوب سیر ہو کر پیا پھر وہ شکل لطیف، میرے ہاتھ سے کٹورہ لے کر مجھے پیٹھ کیے بغیر پہنچی کہنی ہوئی میرے مکان کے دروازے کی سمت چلی۔ اظہر یا سید المرسلین! اظہر یا خاتم النبیین! اظہر یا شفیع المذنبین! اظہر یا رحمۃ للعالمین! صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیک کہ دروازے سے برآمد ہونا تھا کہ فظہر محمدؐ۔

ف۔ ناموس اکبر کی زبانی شہادت ربانی سے منکشف ہوا کہ اُس نور مکرم سے ظہور کی تمنا کی جارہی ہو جو یہ چاروں مناصب جمیل خدائے جلیل سے حاصل کر چکا ہو۔ اور دوسری شہادت

فظہر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی اسی ظہور نور کی خبر معتبر ہو۔ تیسری شہادت آپ کے جد امجد خواجہ عبدالملک رضی اللہ عنہ منقول کعبہ یوں ادا فرماتے ہیں کہ میں حسب معمول پچھلی رات کو کعبۃ اللہ شریف میں عبادت کر کے مراقبے میں مصروف تھا کہ خوف کعبۃ اللہ زاد شرفہا سے آواز سنی کہ عبدالملک گھر جاؤ۔ اور پوچھے کہ کا نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجویز کرنا۔ جو بھٹی شہادت خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ مکان پر آئے تو بیٹی (بی بی صفیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عاص کی ماں یہ سوچ کر اپنے اپنے مکان سے چلی تھیں کہ بی بی آمنہ خاتون (رضی اللہ عنہا) پورے دن میں اگر ہماری خدمتوں کی ضرورت ہو تو رہے نصیب اگر کچھ دیر دیکھی تو ہم دونوں صحن خانہ میں بیٹھ گئیں۔ یکایک ایک حجاب ہمارے اور بی بی آمنہ خاتون (رضی اللہ عنہا) کے درمیان حائل ہو گیا۔ اُس حجاب کے اٹھنے پر میں نے دیکھا کہ ناف بریدہ، مختون، نو نہال، فرش پر ہو۔ سمجھی کہ پہلا بچہ ہو آمنہ بی شاید سنبھال نہ سکیں بڑھ کر اٹھنا چاہا تو وہ معصوم میرے ہاتھوں کی طاقت سے اٹھ نہ سکے۔ میں نے بیٹ کڈائی پر غور کیا تو اباجان؟ یہ تو بالکل آپ کی طرح سر بسجود نظر آئے اور لب نازک بھی ملتے دیکھے۔ میں نے جھک کر کان لگایا تو یہ دعا کرتے سنا۔ ”رَبِّ هَبْ لِي اَمْتًا“ آخر یہ آپ ہی اٹھ بیٹھے اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جب میں نے گود میں لے لیا تو اپنی ماں کی طرف جھکے میں نے فوراً آمنہ بی کی گود میں دے دیا۔ اس تیسری اور چوتھی شہادت سے ثابت ہوا کہ ”محمدؐ“ نام کعبہ سے ملا۔ اور مولود محمود پیدا ہوئی عارف باللہ ہو نیز اپنی محبوب ذات کا بھی عارف ہو اور شفیع و صاحب امت بھی ہے۔

سید الکونین و ختم المرسلین آخر آمد بود فخر ادا لیں

۳۴۔ رضاعت معصوم

عالم ناسوت کے رشتے کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا نے تین دن

تک اس نور بشہ ظہور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا پھر حضرت ثوبیہ آزاد کردہ ابی لہب نے پھر حضرت حلیمہ سعدیہ خواجہ صاحب کی اجازت سے اپنے یہاں لے گئیں اور رضاعت کی خدمت انجام دیتی رہیں۔ حلیمہ سعدیہ کا بیان ہے کہ میری سواری کا دراز گوش اتنا دبلا و نحیف تھا کہ قافلے والے مجھ سے بہت پہلے مکہ مکرمہ آکر پہنچے لے لے گئے۔ میں اخیر میں پہنچی تو میری پیٹیم پایا مجھے دیکھ کر وہ معصوم مسکرایا۔ میں نے گود میں لیا اور باتیں چھاتی دی معصوم نے اس کا دودھ شہیا پیر میں نے سیدھی چھاتی منہ سے لگا لی تو ہمیشہ اسی چھاتی کا دودھ نوش فرمایا کیسے اور باتیں چھاتی اپنے رضاعی بھائی کے پیٹے پھوڑے رکھی۔ واپسی میں خاوند کے کہنے سے خواجہ صاحب کو دکھانے کے لیے میں سوار ہو گئی اب معصوم کی یہ برکت دیکھی کہ میری سواری سب قافلے سے آگے چل رہی تھی۔ جائے سکونت پر آئے تو برکتیں ہی برکتیں دیکھتی رہی۔

۳۵۔ اعجاز نور شریف

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کبھی کبھی مکہ مکرمہ سے جا جا کر دیکھ آیا کرتا تھا۔ ایک رات میں پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ چودھویں کا چاند روتے منور کے سامنے ماند ہو پشانی النور چوم کر میں پکٹ آیا۔ حضور پر نور عمر عالم ناسوت کے تیسرے سال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوحنان عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی ایک ہونہار فرزند عطا فرمایا۔ نہالچے میں بیٹے خواجہ صاحب کی خدمت بابرکت میں لائے۔ حضرت خواجہ عبد المطلب نے بچے کی گنہ گشت ابو بکر کی اور نام عبد اللعبد لکھا۔ اور دعا کی کہ رَبِّ الْعِزَّتِ اس بچے کو نیک سیرت کرے۔ روادا نے خادم کعبہ بنایا اور پوتے نے عبد اللہ بنا کر خدار سیدہ کیا۔

ف۔ بکڑ کے معنی سردار کے ہیں۔ عاقبت اندیشی دیکھیے کہ ہر صحابی حضور امت کی نظر میں سردار ہی اور ان سب سرداروں کے سردار حضرت ابو بکر رضی عنہ ہیں۔

آخر مسکن دائی حلیمہ سے واپسی ہوئی۔ اور چھٹا برس لگا تھا کہ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اپنے میکے (یشرب) تشریف لے گئیں۔ نخیال والے بھی نورانی فیض سے متاثر ہوئے۔ ٹوٹتے ہوئے مقام ابواپر کچھ آثار دیکھتے ہوئے بی بی آمنہ (کھلائی) سے فرمایا درامیرے لل کو تولاؤ اور چھ برس کی جان کو اپنی گود میں بٹھا کر سہا کر کیا۔ اور مشرودہ دیا کہ ہم نے جس قدر مشاہدہ تمھاری نسبت کیسے ہیں وہ جب عالم آشکار ہوں گے تو تم اس عالم میں بھی ایک نمایاں شخصیت ہو گے پیارے منے؟ ہماری یہ وصیت ہمیشہ یاد رکھنا کہ یہ بت بڑے گندے ہیں۔ کبھی ان کے پاس نہ پھٹکنا۔ عالم کو امن دلانے والی معطرہ رضی اللہ عنہا کا یہ عقیدہ منہ سے بول رہا ہو کہ وہ خاتون بھی اپنے شوہر خواجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی طرح بت پرستی سے بری بلکہ بیزار تھیں۔ (اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ان پر ہوں۔)

ابو بن شریفین کی وفات کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جد امی خواجہ عبد المطلب کی مجازت میں

امّ لیمن نے مکہ مکرمہ پہنچ کر پوتے کو دادا کی گود میں لا بٹھایا۔ اور وفات حضرت آمنہ خاتون کا سب حال کہ سنایا۔ اب خواجہ صاحب نے شفقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ جو مسند خانہ کعبہ کے سامنے متولی کعبہ کے لیے بچھا کرتی تھی اس پر وہ سید المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہو گئے محافظ نے پاس آکر کہا اس مسند پر تو صرف خواجہ صاحب بیٹھا کرتے ہیں ان کی اولاد تک اس کے ارد گرد بیٹھتی ہو تم کیسے بیٹھے؟ یہی مذکور تھا کہ خواجہ صاحب تشریف لے آئے اور فرمایا میرے بچے کو کس نے کیا کہا ہو؟ اور محافظ کی زبانی کیفیت سن کر فرمایا۔ سب حاضرین سن لیں کہ اس مسند کا حقیقی وارث یہی فرزند ارجمند ہو آئندہ اسے کوئی کچھ نہ کہے۔ یہ کہا اور پوتے کو گود میں لے کر مسند پر بیٹھ گئے۔ ۸ برس کی عمر تشریف ہوئی تھی کہ دادا صاحب بھی دارغ خدائی دے گئے۔ جنتہ المعلیٰ تک وہ خراب و جد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اشکبار جنازے کے ساتھ گئے۔ اسے پھر حضرت

ابوطالبؑ دستمال سے آنحضرتؐ کے آنسو پونچھتے گئے۔ باپ کو بلند حصے پر دفن کیا اور بھتیجے کو اپنے گھر لائے۔ اپنی وفات سے پہلے خواجہ صاحبؑ نے بیٹوں پر نظر ڈالی تھی اور صاف صاف بتا دیا تھا کہ ابولہب غصّہ ناک اور بیوی کا غلام ہی عباسؑ سو خوار اور تنگدل ہو۔ حمزہؑ شکاری اور بے پروا ہو۔ اب ایک عمر ان (ابوطالبؑ) ہی ایسا گنبد پرور۔ سید چشم جلال الطبع کریم النفس نظر آتا ہی اس کے ماں جانے کی گرانمایہ امانت اسی کے سپرد کیے جاتا ہوں ۸۲ برس کے بزرگ نے ۸ برس کے پوتے کا ہاتھ حضرت ابوطالبؑ کے ہاتھ میں دے کر تاکید کی کہ خیر میں جاننے والوں نے خوب پہچان لیا ہو کہ یہی معصوم، پیغمبر آخر الزماں ہو۔ تم کو جیسے کہ میری طرح ان کی قدر و منزلت سے ہوشیار رہو۔ ان کی محبت کو اپنا ایمان سمجھو اور خدمت کو اسلام۔ فاطمہ بنت اسد ہاشمیہ بھی دل کے کانوں سے سُن لے۔ اچھا خدا کے حوالے رشومبر کے ساتھ گھریں آتا ہوا اُس نعمت عظمیٰ کو دیکھا تو بنت اسد نہال ہو گئیں اور ماں ہی نہیں بلکہ ساری عمر ایک محبت بھری خادمہ بن کر اپنی اولاد سے سوا چاہا اور دلداری و دلجوئی کی ہر ممکن کوشش سے کبھی دریغ نہ کیا۔

۳۶۔ چچی چچا کی مشفقانہ خدمتیں

عمر ناسوتی کا نوواں سال لگا تھا کہ نورُ من نور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ عمران کو تخیل گاہ رحمت بنایا وہی خواجہ عبد المطلبؑ تو اپنے فرائض ادا کرنے پر کمر بستہ تھے ہی مگر اسرار معاشرت کے شناسا حضرات خوب جانتے ہیں کہ مزد کتنی دیر مکان میں رہتا ہو گھر، تو گھر والی کا ہوتا ہو وہ اگر صلیبی اولاد کی طرف سے مزد کے کان بھرتی رہے تو مزد و اپنا دماغی توازن برقرار نہیں رکھ سکتا! اس لحاظ سے حضور پاکؐ کی چچی (فاطمہ بنت اسد) کی مادرانہ شفقت اور خادمانہ صلاحیت کو جناب ابوطالبؑ کے ایفاۓ عہد وادائے وصیت پدری میں خاص دخل رہا۔

اُس معظّمہ نے دو وقتہ معمول کر لیا تھا کہ کھانا پکنے کے بعد نہایت مستحضر، نرم و گرم توری روٹی، عمدہ سالن، کچھ شیرینی، اور تازہ پھل، ٹھنڈا پانی لے کر پاس آ بیٹھتیں اور معصوم بھتیجے کو بڑے پیار سے کھلائیں پلائیں تھیں۔ پہلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا بھی کر چچی اُمّال؟ میں تو آپ کھا پی لیتا ہوں آپ گھر کا اور کام کاج دیکھیں! وہ نمناک آنکھوں سے بھولا بھالا چہرہ دیکھ کر سر مبارک پر ہاتھ رکھ کے بولیں۔ ہاں بیٹا سچ ہی لیکن میں اگر اپنے بچوں میں مشغول ہو جاؤں اور تمہیں اُمّہ بنی ضیاء آئیں تو میں نے خدمت کا حق کہاں ادا کیا۔

۳۷۔ آنحضرتؐ سال کا اعجاز

حضرت فاطمہ بنت اسد ہاشمیہؑ نے یہ اہتمام بھی کیا تھا کہ روزانہ زنانے مکان سے پیارے بھتیجے کو مردانے وسیع صحن میں ساتھ لائیں وہاں دُش بارہ قریش کے ہم عمر بچوں کو بلوائتیں۔ مردانے وسیع صحن میں چھوٹا سا نخلستان تھا۔ خادمہ ساتھ ہوتی جو لمبے بانس سے پکی پکی کھجوریں بھڑاتی سب بچے چن لیتے اور ناشتہ کرتے۔ حضور پاکؐ کو چچی صاحبہ صاف کر کے کھجوریں دیتیں۔ ایک دن وہ معظّمہ گھر کے کسی کام میں ایسی مصروف ہوئیں کہ ادھر آنا یاد نہ رہا۔ بچوں نے مقررہ وقت پر ناشتہ طلب کیا ان کے بیجا اصرار پر جناب معجزہ ناصی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درختوں کی طرف دیکھا اور کچھ زیر لب فرمایا فوراً نخلستان کے بار آور تناور درخت جھک پڑے دست رحمت کا چھوٹا تھا کہ خام خرے بھی پختہ ہو گئے۔ غرض سب ساتھیوں کے دامن طلب بھر دیے۔ اور اشارہ پاتے ہی نخل تن گر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن جو صاحب خانہ تشریف لائیں تو بچوں نے کہنا شروع کیا۔ چچی اُمّال؟ آپ تو گئے چنے دانے دیتی ہیں، ہم تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کریم ہاتھوں سے کھجوریں لیں گے۔ آنکھوں نے کہا اچھا ہم بھی دیکھیں۔ جب کل کا سا اعجاز آج بھی نظر آیا تو

وہ معظمہ حیرت زدہ ہو کر بلائیں لینے لگیں۔ اور جب شعور دوپہر کو کھانا کھانے آئے تو یہ ماجرا بڑی حیرت سے بیان کیا۔ حضرت ابوطالبؑ نے کہا اُنہیہ ایہ کیا بات ہو ان سے تو پیغمبر اندھے بٹے معجزے ظاہر ہونے والے ہیں۔ اب حضرت فاطمہ بنت اسلم کی شفقت، عقیدہ تمنی میں تبدیل ہو گئی۔

نورِ سال کا اعجاز

گھر میں یہ مذکور تھا کہ دروازے پر آدمیوں کا جھوم آ جمع ہوا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بارش کی ٹھیکلے آئے ہیں سب جمع سے صلا بند تھے کہ پہلے ہم ایسے ہولناک وقت خواجہ صاحبؑ کی خدمت میں دعا کے واسطے آیا کرتے تھے۔ اب تم اس کتبے میں بٹے ہو ہمارے لیے دعا کرو حضرت ابوطالبؑ نے سب کی تسلی کی اور کہا تمہاری نظر میں تو میں بڑا ہوں مگر میرے نزدیک جو عند اللہ بڑا ہو اُس کو میں ساتھ لیے چلتا ہوں۔ سب کعبے کے صحن میں آ جمع ہوئے۔ حضرت ابوطالبؑ نے نعت شریف میں پہلے یہ اشعار پڑھے اور

حضرت ابوطالبؑ کی نعت سرائی اور ایمان قلبی کی جھلک

اِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ
فَانْ حَصَلَتْ اَشْرَافُ عَيْدِهَا
فَانْ فُخِرَتْ يَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا
هُوَ الْمُصْطَفَى فَاِنَّ سِرَّهَا وَكُنْهَا

راگہ کسی دن تمام قریش جمع ہو کر فخر و مباہات کرنے لگیں تو عبد مناف کی اولاد ان سب میں بہترین اور فضائل کی روح رواں ہوگی۔ پھر اگر بنی عبد مناف کے شرفا جمع ہوں تو ان میں صاحبان شرف اور قدیمی فضل و کرم والے سب خاندان ہاشم سے ہوں گے۔ اور بنی ہاشم کے اشرف کسی دن فخر کرنے لگیں تو ان سب میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ ہیں

جوان کے خالص ترین و بہترین لوگوں میں بھی برگزیدہ ترین ہیں۔

حضرت ابوطالبؑ پہلے نعت خوان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں بکتی بھی اور واقعی نعت شریف پیش کر رہے ہیں کہ تمام قریش میں بنی عبد مناف اور تمام بنی عبد مناف میں بنی ہاشم افضل ترین انسان ہیں اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا کے سر پر ہوئے اور برگزیدہ آنحضرتؐ ہیں۔ یعنی نعت سرا، حبیب کبریا کو محمد ابن عبد اللہ کی نظر سے نہیں دیکھ رہا ہو بلکہ محمد رسول اللہ کی شان سے سراہ رہا ہو جو شخص آنحضرتؐ کو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مانتا ہو اُس کے مومن حقیقی اور مسلم واقعی ہونے میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔

(از مآلح رسول مکتبہ تعارف اسلام شنگھائی)

اور حضورؐ پر نور سے کہا اللہ کے پیارے معصوم دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیے۔ ہم سب آمین کہیں گے۔ معصوم کے مننے ہاتھ اٹھنے تھے کہ نبیؐ بنی بوندیاں بادل سے برسنے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش سے جل تھل ہو گئے۔ یہاں تک کہ چھانے بھتے کو کا ندھے پر بٹھالیا اور اس شان سے گھر چلے۔

انسانوں سے نبات و حیوان پر معجزانہ کرم

اس کے کچھ دن بعد حضورؐ سر پالو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشفقہ چچی اماں کے ذریعے اپنے شفیق چچا سے کہوایا کہ مجھے جو والد مرحوم کے ورثے میں بکریاں ملی ہیں انھیں اب میں خود چرا لایا کروں۔ یہی سنت انبیاء علیہم السلام یہی ہو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم صاحب کتاب پیغمبر نے بھی یہ سنت ادا کی ہو۔ فرق اتنا ہو کہ کلیم اللہؐ نے کئی سال اپنے خسر (حضرت شعیبؑ) کی بکریاں چرا کر اپنی بیوی صاحبہ کا مہر ادا کیا اور حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بکریاں چرائیں۔ اور اس شان رحمۃ اللعالمین سے کہ حیوان کی خاطر نبات پر دست اندازی نہیں کی بلکہ ہوا کے جھونکے حکم الہی جو پکے پکے پتے جھڑا دیتے وہ اور زمین کا

سبزہ جانوروں کی خدا ساز خوراک تھی اس کو کمانہ عدل پر نثار دودھا اتنا کہ محلے کی بڑی بوڑھی خاتونوں نے منت سماجت کر کے اپنی بکریاں بھی اسی محسن خلق کے سپرد کیں اور بے نیاز کائنات نے بے مزد و اجر ان کی بھی شکم پرسی کر دی۔ تجارت اور شادی کے حالات آگے آئیں گے۔

شفیق چچی کو خدمات کا پہلا صلہ (مولود کعبہ)

۲۹ ویں برس حضرت فاطمہ بنت اسدؓ نے اپنے شوہر سے ذکر کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بڑا ہی سعادت مند اور باجوا ہو جن دنوں میں یہاں رہتا ہو تو روزانہ اپنے بزرگوں کی طرح پچھلی رات بیت اللہ شریف جاتا اور دن نکلے آتا ہو پہلے مجھے سلام کرنے آتا پھر بال بچوں میں جاتا ہو۔ کیا اچھا ہوتا جو ایسا ہی سعید الفطرت بچہ رب کعبہ مجھے بھی عطا فرماتا حضرت ابوطالبؓ نے کہا یہ بات تو انھیں کے بس کی ہو۔ وہ ننھا کر کہنا نہ ٹالیں گے اور ان کا کہنا رب کعبہ نہ ٹالے گا۔ دوسرے دن کعبۃ اللہ سے حضور پر نورؐ پلٹے تو چچی نے سلام لیتے ہوئے دعا دی اور بلائیں لے کر اپنی تمنا سے دلی ظاہر کی۔ سن کر ذرا تامل کیا اور فرمایا چچی اماں؟ مجھ سا دوسرا نوحہ اسے لایمختلف المیعاد اب خلق نہیں فرمائے گا۔ ہاں میں اس رب کریم سے عرض کروں گا وہ ضرور تم کو بھی ایسا فرزند ارجمند عطا فرمائے گا جو اس کے دین کے کاموں میں میرا ہاتھ بٹائے گا۔ چنانچہ سال بھر بعد مولود کعبہ عطا فرمایا جو خویش رسول اللہؐ کہلایا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاءؐ ہوئے اور مولانا علی کرم اللہ وجہہ خاتم الخلفاء۔ مؤمنانہ خدمتوں کا ایک صلہ تو یہ ملا اور دوسرا صلہ

دوسرا صلہ وفات جناب فاطمہ بنت اسدؓ پر

یہ کہ آخر وقت خود بدولت چچی کے سامنے آ بیٹھے۔ آنکھوں سے رحمت اور زبان سے شارت برساتے رہے۔ اس خوش نصیب خاتون کا لقاؤں رب پر نظر جمائے خاتمہ بالخیر

افس و کفن سے فرصت پا کر فرمایا میری جاں نثار چچی کی بعلی قبر کون کھودے گا۔ حضرت طلحہؓ نے یہ خدمت انجام دی۔ خود بدولت اندر اترے، لیٹے، پہلو بدلے ہر باہر تشریف لاکر گورکن کو جہز اک اللہ فرمایا۔ آج رسالت کی آنکھیں دیکھنے والے مدینہ منورہ میں کم نہ تھے کسی بابصیرت مقرب نے بادب یہ معروضہ پیش کیا حضور باقی و آتی؟ جو نگاہ عالم پناہ، شہادت و سنگاہ، ازل ابد کی پہنائی محشم زدن میں ناپ لے وہ قبر کی محدوزین یک نظر نہ دیکھ سکے!

آخر کیا بھید ہو؟ محبت اور قدر دانی کا ایک دریا تھا کہ وہیں مارنے لگا ذرا طبعیت طہر کر فرمایا۔ صاحبو؟ اس پاکیزہ اخلاق چچی کی مشفقانہ خدمت گزاری نے ماں کی یاد بھلا گئی تھی جیسے جی مجھے آرام پہنچانے میں کسر نہ رکھی اب آخر خدمت کا موقع آیا۔ سنو! فشتار قبر سے معصومین کے سوا کوئی محفوظ نہیں۔ اب ایک معصوم کا بدن مس ہو گیا ہو تا قیامت قبر کے پہلوئس سے مس نہ ہوں گے۔ اوپر گور چکا ہو کہ قریش جب دعائے بارش کی التجا لے کر اس مطلبی سردار کے دروازے پر آئے تو اس کی ایمانداری نے اپنی عزت مسلمہ قوم، قربان کی اور سب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ظاہر کر کے کعبے میں لائے، تصدیقہ نعتیہ پڑھا، اور دعا کے لیے التماس کی۔ بارش تیز ہونے لگی تو کاندھے پر چڑھا کر گھبراتے رھل جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانِ جس کے پدر نادر نے رسالت محمدیؐ کو صدیقانہ انداز سے بہ عالم طفلی یوں روشناس خلق کرایا اس کے سپر کرار غیر فرار کی امامت کو اسجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی خانہ خدا میں دوش اقدس پر چڑھا کر عالم آشکار فرمایا۔ اس کے نبیرہ معصوم یعنی امام حسینؑ علیہ السلام کو بحالت مشغولی نماز کاندھے سے نہ اتارا۔ اور اس کی یوتی زینب علیا کاسرہ محویت تلاوة کے عالم میں خانہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا میں جا کر ڈھانکا۔ حسین علیہا السلام کو کاندھوں پر چڑھا کر عید گاہ لے گئے۔

۳۸۔ صاحبِ اسوۂ حسنۃ صلی اللہ علیہ وسلم تاجرانہ شان میں

عمر شریف کا تیرھواں سال تھا کہ حضرت ابوطالبؑ نے شام کی طرف تجارت کا سفر کرنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچی کے ذریعے ساتھ چلنے کی اجازت چاہی عم بنو زکریا نے اس مبعیثت کو اپنے حق میں خدائی نصرت و برکت کی نیک فال سمجھتے ہوئے خوش خوش ساتھ لیا۔ اسی اثنا میں حضرت ابوقحافہ عثمان بنی رضی اللہ عنہ اپنے بارہ سالہ فرزند اکبر (ابوبکر عبد اللہ بنی) سمیت ہمسفری کو حسب معمول آگئے۔ حضورؐ سر اپا نوڑ کا یہ پہلا سفر تجارت تھا۔ راستے میں عادی و ثمود کے کھنڈر اور یہود کے مسخ ہو جانے کے حالات دیکھنے سُننے میں آئے اور اہل قافلہ نے دھوپ کے وقت سید المصنوعین کے سر پر ابر کا سایہ دیکھا۔ ایک خشک و ریخت قدوم میمنت لزوم کی برکت سے سر سبز ہو کر سایہ افکن ہوا۔ رفتہ رفتہ شام کی سرحد پر شہر بصرہ پہنچے یہاں مناسخ نام کی عیسائی قوم کو آباد پایا۔ یہ جگہ تجارت کی بڑی منڈی تھی۔ عرب کا قافلہ نصرانی زمیندانوں کے صومعے کے قریب فروکش ہوا۔

بجیرا راہب کی تصدیق

بجیرا راہب نے دعوت کے بہانے کتاب آسمانی میں لکھی ہوئی پیشگوئی کی تصدیق کی۔ حضرت ابوطالبؑ آنحضرتؐ کو ایک غلام کے ساتھ سامان کی نگرانی پر چھوڑ کر بجیرا کے صومعے میں گئے۔ راہب نے پوچھا اے امیر عرب! کیا کوئی شخص آنے سے باقی رہ گیا ہے اور جواب سن کر اپنے آدمی نگرانی کو بھیجے اور ایک خادم سے کہا۔ دونوں کو دو دروازوں سے اندر لانا۔ دھوپ کا وقت تھا جب ابر کو سایہ جناحے فرق اقدس پر کرتا ہوا دیکھا تو کھانے کے بعد بالاجائے سے نیچے اترا اور ابوطالبؑ کے پاس آ بیٹھا۔ پوچھا یہ کون تو نہال عور شید جمال ہے! انھوں نے بتایا میرا بیٹا ہے۔ راہب منماں ہوا پھر کہا ان کا باپ تو زندہ نہ ہونا چاہیے اب حضرت ابوطالبؑ نے

جتایا کہ میرے ماں جائے کی یادگار ہے۔ میرے پدر بزرگوار مجھے اس کا قبیل قرار دے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ راہب نے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ ان کا کرتہ اٹھا کر مجھے بدن کا وہ مظہر حصہ دکھایا جائے۔ یہ آرزو حضورؐ کی اجازت سے پوری ہوئی تو راہب نے کہا ابر کے سایہ افکن ہونے کے بعد اب مہر نبوت سے میں نے خوب پہچان لیا کہ یہی پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ اے امیر! اگر آپ کو مال پیارا ہو تو شام کا قصد کرو اور اگر بھتیجا عزیز ہو تو سامان تجارت یہیں آونے پونے بیچ کر لوٹ جاؤ کیونکہ یہود نا بہود ان کے تجسس میں ہیں مبادا کوئی ناگوار صورت پیش آئے۔ عاشق محبوب خدا نے وہیں سودا کر لیا اور بفضلہ تعالیٰ حضورؐ کی برکت سے مال اچھے داموں یک گیا۔ ۲۴ سال کی عمر شریف تک حضورؐ لامع النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد سفر تجارت کیے۔ ان سفروں میں حضرت ابوبکرؓ کی ہمراہی و ہم آہنگی نے گونہ و نجس پیدا کر دی تھی۔

سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خدا داد فراست اور طبعی ہمدردی قوم سے تجارت کے پہلو کو جس طرح عیال اللہ کی مستحسن خدمت کا ذریعہ بنالیا تھا اس کا مختصر نقشہ یہ ہے۔

(۱) حضرت ابوطالبؑ اپنے آبائی طریقہ پر مکے سے اذان، پتیر اور کھجور وغیرہ سامان تجارت لیکر یمن جاتے وہاں سے عطر لے کر بصرے ہوتے ہوئے بری بحری راستوں سے شام کے بڑے بڑے شہروں دمشق اور قسطنطنیہ تک پہنچتے پھر وہاں سے تجارتی اشیاء لے کر حجاز واپس ہوتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی طریقہ پسند فرمایا۔ ناپاک اور منشی چیزوں کو کبھی نہ چھوا۔

(۲) اُس وقت کے عرب تاجر، نفع کی رقم، اپنی من مانی خواہشوں پر خرچ کرنے میں آزاد تھے۔ حضرت ابوطالبؑ کا تجزیہ کتبہ پروردی کی حد تک تھا۔ لیکن رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ذاتی مفاد پر قومی ضرورتوں کو ترجیح دی۔ ناسوتی مال باپ کا بھرا پڑا گھر اور بکریاں مذکر، پایا تھا وہی پہلے تجارتی سفر کا قبیل بنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ پہلے سعید القفط

شخص ہیں جو اتباع محمدی سے سعادت اندوز ہوئے۔

(۳) اس بدل و اینثار سے چونکنے والے ہوشمندوں کو تجارت پیشگی کی ترغیب دے کر ہمسفر بنالیا۔ دوچار پھیروں ہی میں اُن کی خستہ حالی مرقہ حالی سے بدل کر رکھ دی۔ اب یہ مایہ دار قوم کے کم مایہ لوگوں کے دستگیر اور طریق خیر کی جانب لانے کے رہنما بنے۔ اس خوشحالی سے مٹاثر برغیو طبع (مثل حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ) اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہونے لگے۔

(۴) بے مایہ افراد سے کاروبار کے پھیلاؤ میں جانی تعاون حاصل کر کے کفایت شعاری کی تربیت دی اور پس انداز رقم کے ذریعے بڑے نفع میں ایسا حصہ دار بنالیا کہ ایک دن ہر حقیر امیر کیہ نظر آنے لگا۔

(۵) ہمسفری سے معذور اُن بڑی بوڑھیوں کو جاٹوں لاجن کا سودا سلف خود بدولت بچپن میں لادیا کرتے تھے اور بے مزد بکریاں چروالایا کرتے تھے۔ ہر بڑھیا آنحضرت کی دیانتدارانہ دردمندی پر ٹھٹھکتی تھی۔ پہلے تجارت کا سود مند ہونا اُن کے دل میں بٹھایا، اپنا تجربہ سنایا پھر پوچھا، کچھ رکھا دھرا ہو؟ ہر فاقہ کش بڑھیا اپنی اٹیبا بچیا یہ کہتی ہوئی لاتی۔ پیارے بیٹے؟ میں نے یہ اپنے گور گڑھے کے لیے لگا رکھا ہو۔ تسلی دی، تشفی کی کہ میں کوشاں ہوں اور خدا کا ساز ہو تم دعا کرو کہ وہ کریم ذات، اس رقم کو المضاعف کر دے۔ ہر موقوفہ کے روپے کی خرید و فروخت کا حساب امین عرب نے الگ الگ رکھا۔ اور جب بڑی بی کے سامنے چوگنی رقم لارکھی تو وہ دعائیں دیتے دیتے کچھ گئی پہلے ہی سودے میں روٹی پر روٹی رکھ کر کھانے لگیں۔ اور دوچار دفعے کے منافع سے تو اور محتاجوں کو سنبھالنے کے لائق ہو گئیں۔

(۶) اب بالکل اپاجوں کی منظم خیر گیری فرمائی اور انھیں سوال کا محتاج نہ رکھا۔ اس طرح بے کاری، ناداری سے جو یہودہ ذہنیت، تنگ ملک و قوم بنی ہوئی تھی باکاری، زر داری سے اُس کی اصلاح کافی حد تک ہو گئی اور زر داروں کی غرض پرستی بھی حق پرستی کے لیے مٹی انگڑا گیا لینے لگی۔ جس قبول خدا ساز سے سید القوم، فخر ملک، مرقی عیال اللہ کی امتیازی شان آجا کر

ہو گئی۔

۳۹ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے خانہ آبادی

۲۵ ویں سال کا آغاز تھا کہ تجارت کی ملکہ، عفت کی حبیبہ، امارت کی عقیلہ، طاہرہ النساء عرب، حضرت خدیجہ الکبریٰ نے اخلاق محمدی کے گرویدہ بھتیجے قسیم کی زبانی اوصاف حمیدہ سن کر آنحضرت کو اپنے کاروبار کا مہتمم بنانا چاہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چچا ابوطالب اور چچو بھئی عاتکہ کی مرضی پاکر منظور فرمایا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے پرانے کارندے بیسروہ اور ایک عزیز خزیمہ ابن حکیم ہمراہ رہے جب بحیرہ راہب کے صومعے کے پاس قافلہ خمبہ زن ہوا تو بحیرہ کی طرح تسطورا راہب نے بھی آنحضرت کا پیغمبر آخر الزماں ہونا ظاہر کیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اس وقت چہل سالہ تھیں (صائب الرائے عند الحكماء) آپ کی دو شادیاں ہو چکی تھیں صاحب اولاد تھیں۔ دوسرے شوہر کے انتقال کے بعد سے اپنا زیادہ وقت توراۃ مقدس پڑھنے اور یاد خدا میں گزارتی تھیں مکے کے رؤسا برابر پیغام نکاح دے رہے تھے۔ مگر اُس مکر کی نفس کا خیال مولا کی طرف لگا ہوا تھا۔ ایک رات خواب میں کیا دیکھتی ہیں کہ چاند نے آسمان سے اتر کر آغوش منور کی اور اُس نور نے تمام دنیا کو روشن کر دیا بحیرہ راہب سے اس کی تعبیر دریافت کرائی معجز نے کہلا بھیجا کہ ”عقربیب پیغمبر آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے عقد کریں گے، اُن پر سب سے پہلے تم ایمان لاؤ گی پھر دنیا بھر میں اُن کے دین کی روشنی پھیل پڑے گی“

قافلے نے نقارے کی آواز سے اپنی آمد مشہور کی اور اس خوش نصیب، نیکدل نے اپنے بالا خانے سے قافلہ سالار کے سر پرابر کو سایہ کرتے دیکھا۔ بیسروہ اور خزیمہ آئے تو انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فراست، دیانت اور خوش معاملگی بیان کی ساتھ ہی یہ بھی کہ سنایا کہ راستے میں ہمارے اونٹ ٹھک کر بیٹھ گئے تھے آپ نے اُن پر ہاتھ پھیرا تو وہ آج

تک تندرست وتوانا ہیں۔ اُس صاحب یقین نے اپنی خاص کینز نفسیہ کی معرفت پیغام نکاح عرض کر لیا۔ ارشاد عالی ہوا یہ بات میرے عم بزرگوار سے کہنی چاہیے۔ حضرت ابوطالبؓ سنتے ہی شاد کام آئے اور خوشی میں ڈوبی ہوئی اجازت دی۔ عقد ہو گیا۔ حضرت ابوطالبؓ ہی نے خطبہ نکاح پڑھا۔ حضور اکرمؐ نے اسی وقت مہر ادا فرمادیا۔ حضرت ابو تحفاؓ نے ظاہر کیا کہ خواجہ عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کچھ پارچہ جات مع (ہزار دینار نقد) ان کے لیے میرے پاس امانت رکھوائی تھی۔ یہ موقع ہو کر میں دادا صاحبؓ کی امانت پوتے کودے دوں۔

صبح حضرت ابوطالبؓ نے حضرت ابو تحفاؓ کی معیت میں بڑا شاندار ولیمہ کیا۔ اس میں حسب ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نہ شراب کے دورچلے اور نہ کوٹلیوں کا ناچ ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ کی شادی اس سے پہلے ہو چکی تھی اپنی خانہ آبادی اور ولیمے کا انتظام حضورؐ نے ان کے سپرد رکھا تھا۔

۴۰. میاں بیوی کی سبق آموز باتیں

محبوب خاندان کے لیے بیوی صاحبہ نے اپنے ہاتھ سے قورمہ بچا کر دسترخوان سجایا۔ اور مرد دل برائے کی خوشی میں بہت فاضلہ لباس زیب تن فرمایا تھا۔ قدر افزائے صنف نازک نے رفیقہ حیات کو ہم طعامی کا شرف بخشا۔ کھانے سے فارغ ہو کر دعا (الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ) پڑھی اور ارشاد فرمایا۔

(مفہوم) آئندہ سالن بیکے تو دو کٹورے پانی بڑھا دیا جایا کرے۔ تمہارے بچین و بیسارو ہمسایہ ہیں۔ مزد ہر وقت گھر میں نہیں رہتے عورتوں کا عورتوں سے کام پڑتا رہتا ہو ایک پیالے سالن کی تواضع ضرورت پڑنے پر بہت کام آتی ہو۔ اور ہاں یہ دوپٹہ کس قیمت کا ہو؟ مؤذبانہ جواب سنا، شو درہم کا! سر ڈھانکنے کے لیے ایک شریف خاتون کو کم سے کم کن داموں کا دوپٹہ کافی ہوگا؟ جی دور درہم کا! اگر شو درہم کے پچاس دوپٹے خرید کے دو اپنے لیے رکھ لو

اور ۴۸ نادار بیویوں کے سر ڈھانک دو تو سوچو عند اللہ کتنی ماجر ہو؟ بجا ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایسا ہی ہوگا (کھڑے ہو کر اور جھک کے دونوں ہاتھوں پر خزانوں کی گنجیاں رکھ کر) یہ بکرۃ حقیر قبول فرما کر مزید عزت بخشیں۔ (گنجیوں پر دست مبارک رکھتے ہوئے) انھیں اپنے ہی پاس رکھو۔ سنو! اب تک تم دنیا کی تجارت بڑے سیلفے سے کرتی رہیں اب اس دار فانی کے مال سے دار باقی کا ابدی عیش خریدنا ہم بتاتے رہیں گے۔ سلام کر کے وہ غلام پیش کیے جو اس وقت جائداد اور باغات سے بھی سو اقدار سچھے جاتے تھے۔ زید ابن حارثہ عیسائی بھی ان میں شامل کھڑے تھے وہ اپنی چشم دید حقیقت یوں بیان کرتے ہیں۔

(مفہوم) بیوی صاحبہ کی زبان سے عَبْدُكَ کا لفظ سن کر اُس قدر دان انسانیت کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے بھڑائی آواز میں فرمایا

(مفہوم) یکے عبد! ہم سب ایک اللہ کے بندے ہیں۔ بہتر ہو کہ ان کا حق خود ارادیت دے کر خدا کی رضا حاصل کرو۔ نیک دل بیوی نے برقت گزارش کی۔

(مفہوم) میرے سر کے تاج، میری جان، مال کے مالک؟ اپنی زبان مبارک سے ان سب کو آزادی کی بشارت سنا کر مجھ پر احسان فرمائیے۔ واللہ شرم باللہ! مجھے اس تجارت میں بڑا نفع ملا کہ دل کی توجہ فانی سے ہٹ کر باقی کی جانب جا لگی۔

خانہ آبادی کے بعد حق تعالیٰ نے اولاد بھی عطا فرمائی۔ بچے تو معصومیت ہی میں خدا کو پیارے ہو ہو گئے بچیاں رہیں چھوٹی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے نسل محمدؐ باقی رہی۔ اب وہ صلح کل، عنایت فرما، ذات گرامی، پوری قوم قریش کی نظر میں بھاری بھر کم تھی۔ بلکہ پاکیزہ اخلاقی کے سبب صادق اور امین کے معززہ انقاب سے متمیز تھی۔

۴۱۔ انجمن تحفظ کا انعقاد

اسی صلح کل انسانیت نواز ذات گرامی کی بدولت تحفظ جان و مال کے لیے ایک انجمن

قائم ہوئی اس کے صدر وہی صادق و امین تھے اور نائب الصدر حضرت ابو بکر عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۴۲ قضیہ حجر اسود کا معجزہ و ما فیصلہ

تین سو سال تھا کہ ایک سیلاب نے دیوار کعبہ گرا دی تھی اس کے ساتھ ہی حجر اسود بہہ کر دور چلا گیا تھا۔ قریش کے اور نو قبیلوں کے تجربہ کار لوگوں کو خورنیزی کا اندیشہ تھا کہ نائب الصدر موجود الوقت نے سب کی توجہ صدر انجمن کی طرف مبذول کرانی چاہی مگر کچھ بڑے بوڑھوں نے نو عمری دیکھتے ہوئے اس تجویز کو درخور اعتنا نہ سمجھا آخر نائب الصدر نے کہا اچھا احضر ہی رکھ لیا جائے۔ قرار پایا کہ جو شخص کل صبح باب بیت اللہ شریف پر کھڑا ملے وہی حکم ہو۔ دوسرے دن صبح حضور پاک کو پایا تو سب نے مجاز وکیل مان لیا۔ ہمدرد قوم نے اپنی خداداد خیر اندیشی کے ذریعے اپنی چادر شریف حجر اسود کے پاس بچھائی اور قبیلوں میں سے ایک ایک نمائندہ لے کر چادر کے کونے اُن کے ہاتھوں میں دے دیے اس طرح اپنی مقررہ جگہ پر حجر اسود لایا گیا اور وکیل کے ہاتھوں سب کی رضامندی سے اپنی مقررہ جگہ پر رکھ دیا گیا۔ یہ فیصلہ دل نشیں دیکھ کر اُن بڑے بوڑھوں نے بھی واشگاف طریقے سے کہہ دیا کہ محمد ابن و صادق ہی نہیں ہمارے پیچیدہ معاملات کو سہل طریقے سے سلجھا دینے کے خدا ساز ہمدرد بھی ہیں۔

۴۳ حرام میں خلوت نشینی

پانچ سال اور تجارت کے فروغ سے قوم کی زدہ حالت سنواری پھر اُس مُقربِ اہلِ ام نے حرام میں عزت نشینی فرمائی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اربعین گزارنے کا حکم ملا تھا اور حضور پاک نے اُس سنت پیغمبری کو پانچ سال فروغ بخشا) پہلے برسوں میں کبھی کبھی دولت کدے میں بھی قدم رنجہ فرماتے رہے لیکن پچھلے سال تو مستقل گوشہ گیری اختیار فرمائی۔

۴۴ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی پُر خلوص خدمت پر منجانب اللہ تعالیٰ سلام

ایک دفعہ یہ اندازہ لگا کر کہ سامان خور و نوش ختم ہو چکا ہوگا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے ایک کاندھے سے ستو کا تھیلا دوسرے کاندھے سے خرما کا تھیلا لٹکایا اور پشت پر پانی کا مشکیزہ رکھا۔ اس سچ دھج سے وہ رئیسہ وقت، خادمہ مصطفیٰ علیہ السلام ۳ میل کا سفر کرنے مکان کے دروازے سے برآمد ہوئیں۔ خادموں اور خادماؤں نے بڑی لجاجت سے کہا بھی کہ سامان ہمیں عنایت کریں آپ پیشوائی فرمائیں۔ لیکن جواب بلا کہ شوہر کی خدمت آپ کعبہ کی عبادت ہی۔ یہ پُر خلوص عقیدت مندی اور ادائے خدمت گزاری دانا بینا خدائے عز و جل قدر داں کو اس درجہ پسند آئی کہ ناموس اکبر کے ذریعے حکم بھیجا کہ خدیجہ! آج خادمہ کی حیثیت سے حرام آ رہی ہیں۔ دہانے پر اُن سے سامان لے لو اور اندر خلوت کدے میں بلا کر بٹھاؤ اور سلام کو۔ جبریل امین نے بھی ایسا ہی سلام پیش کیا۔ سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم حق کی تعمیل بجالائے۔ بیوی صاحبہ نے یہ الغام رب جلیل، اور سلام جبریل سن کر خوشی کے انسو گراٹے اور التماس کی اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہی اُس کو اس بندی نوازی کا شکر ہی جواب سلام ہی اور جبریل فرشتے ہیں۔ بس انہیں نہیں دیکھتی، وہ مجھے دیکھ سکتے ہیں اُن کو جواب میں میرا سلام، حضور پہنچا دیں اور ایمان کی توبہ ہو کہ یہ سب اکرام حضورِ عالی کی خاطر سے ہو لہذا ذات گرامی پر ہزاروں صلوات و سلام بچھا رہوں (علمائے ربانی تک یہ روایت پہنچی تو وہ عیش عیش کراٹھے اور ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ بلیغ نکتہ مختص، پندرہ برس کے فیضان خاص کا آئینہ ہے۔ اس میں اُس برگزیدہ خاتون کی طبع سلیم اور کریمانہ توجہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جھلک رہی ہے)

۴۵ رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام کے مصداق

واللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

صحبت یافتہ طالب طالبات کو رضی اللہ عنہ اور رضی اللہ عنہا کے امتیازی اعزاز سے نوازا ہو۔ اسی لحاظ سے علمائے ربانی نے اہل بیت اطہار کو اس نوازش رب کریم کا مصداق سمجھا، لکھا ہو۔ مگر محققین نے یہ باریک امتیاز بھی مد نظر رکھا ہو کہ برتر و بلند نسبت کا مؤثر لقب اُن کے اسمائے گرامی کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ مثلاً حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا جب عقد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آگئیں تو اب وہ محض صحابیہ ہی نہیں رہیں بلکہ اس سے بالاتر رتبہ اُمّ المؤمنین پر فائز ہو گئیں بنا بریں انھیں اُمّ المؤمنین ہی کہتے، نکلتے ہیں۔ اسی طرح جناب خاتونِ جنت چونکہ آل میں داخل ہیں اس لیے سلام اللہ علیہا کی بجا بحق ہیں۔ یہی حال اُن کی مادرِ گرامی کا ہو۔ سلام حق نے اُن کے نام نامی کے ساتھ اس بلند نسبت کو قائم رکھا۔ حسنین کو بھی علیہما السلام کا استحقاق ہو۔ رہے مولا علیؑ! تو یہ وہ العجا رب العزائم ہستی ہو کہ آپ کا نام اگر آل اطہار کے ساتھ آئے تو علیہ السلام۔ صحابہؓ کے ساتھ ذکر ہو تو فدا عنہ۔ اور اگر خواسج کے مجمع میں نام مبارک لیا جائے تو کریم اللہ وجہہ الکریم کہا جاتا ہو۔

۳۶۱ میں سال پیدائشی رسول کا اظہار رسالت (مکہ مکرمہ میں توجیائی)

پیدائشی نبی اُمّی فداوامی و ابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۳۶۱ میں سال اپنی رسالت سراپا رحمت کا اظہار فرمایا۔ علمائے ظاہر نے سمجھا کہ اب رسول ہوئے۔ اور جبریلؑ کی جسامت دیکھ کر لرزہ براندام ہوئے تھے۔ پھر زور آزمائی کا ایسا بازو دھکھتے ہیں جس کے اعادے سے قلم شائستہ رقم کا سینہ شق ہو جاتا ہو۔ پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ گھر آئے اور بیوی صاحبہ سے فرمایا "وَمَوْلَانِي زَيْلُونِي" آگے جو فقرہ ہو اُس کا مفہوم یہ ہو "شاید میں اب تمھاری دنیا میں نہیں رہوں گا"، مگر باطن کے رازدار روحانیت کے معاملات سے خبردار بتاتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اربعین (چلے) کے صلے میں انوارِ توراۃ شریف لکھی لکھائی پائیں (وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَمْنَاهَا بِعَشْرِ فَنَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ)

لَيْلَةً فِي سَاعَاتِ ۱۳۳۲

حبیب حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ کلیم اللہ سے کچھ مختلف ہو۔ جلوت نور پاک ذات کہ مرقع عالمِ افر و خلق ہیں کسی مطیع سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔

۳۶۲۔ زملونی کا صحیح مفہوم

پھر یہ کیسی کیسی؟ چلے کش حضرات کرام مامورین من الرسول مامورین اللہ کی پنج سالہ خلوت گزینی کے اسرارِ خوب جانتے ہیں کہ اُن حضرات کو قرآن مجید میں "اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَا عَلَالِهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" کی بشارتِ خاص سے شاکر، علیم نے نوازا ہو۔ کہے خلوت نشین کے دل پر اسی اسم پاک یا عزیمت کا اثر پڑتا ہو جس کے ورد میں وہ مشغول رہتا ہو۔ مامور من اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلوت کدہ حرا میں پانچ سال قربِ حضور ذاتِ حق جل شانہ کے آئینہ دار رہے تھے۔ پہلے کی دیکھی ہوئی عالمِ افر کی ایک جسیم مخلوق میں خالق با عظمت کی عظمت کا تصور قلبِ نورانی کو وجد و حال میں سے آیا تھا۔ جبریلؑ امین کی حیرت پر ہدایت ہوئی تھی کہ تمھیں کا فور بہشتی سے خلق کیا ہو۔ ٹھنڈک تمھاری طبیعت میں ہو ذرا اُس گرم گرم سینہ سر اسر گنجینہ و عشقِ آلہی سے لپٹ جاؤ ایسا موقع پھر کبھی میسر نہ آ سکے گا۔ تعمیل حکمِ الہی میں ناموس اکبر طالبانہ شوقِ یسے معانقے کو بڑھے رحمۃ اللعالمینؑ نے آغوش میں لیا سینے سے لگالیا پھر تودہ سرورِ طبع گرمی عشق سے تبدیل ہو گئی۔ اب شریعت کے پابند فرشتے میں عاشقوں کی سی محبت بھی آگئی۔ یہ سب اکرام کبریا یا طفیلِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے "اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ" مقرب بارگاہِ محبوب حقیقی کے دل و داغ پر خیالِ عزت چھایا ہوا تھا۔ مقام کی تبدیلی جگہ بدلنے میں دیکھی بیت الشرف پاک میں قدم رنجہ فرمایا۔ زمملونی سنتے ہی پانزدہ سالہ مقرب مجتہد و محرم مصطفیٰ نے سارا رازِ فہن نشین کر لیا راعاقل تکفیفۃ اُکلا شانہ مشہور ہو۔ کہ یہ حالت

اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصور عظمت ذات سے ہر نہ مشاہدہ صفات سے۔
یا عظیم یا کریم پڑھنے والے۔ شناسائے مشیت و راز دان قدرت باری تعالیٰ
نے پانچویں سال خلوت میں یہ استغاثہ پیش کیا تھا: "یا غیاثی عندک کل کربۃ و
معاذی عندک کل شدۃ و محبب عندک دعا و عوۃ و مؤنس عندک
کل وحشة و یارسخا لی حیث تنقطع حیلتی یا غیاثی" اس پر
محبب الدعوات نے اپنے فیض بے پایاں سے یوں نوازا ہے۔ یہ حال خلوت چاہتا ہے پچیسوں
کو بھی نزدیک جانے سے روکا اور خود بھی اجازت لے کر اپنے چچے بھائی ورقہ ابن نوفل (جو
عالم توریت و انجیل تھے) کے پاس تصدیق حال کو تشریف لے گئیں۔ اور خلوت پسند کو حلاوت
کپڑا اڑھا گئیں۔

ورقہ کی تصدیق رسالت

ورقہ نے حال سن کر بڑی خوش اندازی سے کہا: "بہن؟ یہی وہ پیغمبر آخر الزماں ہیں جن
کے منتظر تمام اہل کتاب ہیں تم جلدی گھر جاؤ اور انھیں سحر میں جانے کی تاکید کرو کہنا یہ وہی
فرشتہ ہے جو حضرات موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے پاس پیغام خدا لایا کرتا تھا۔ یہ جو کچھ کہے
اُسے سنو۔ کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا کہ جب اہل مکہ آپ کو ہجرت قبول کرنے
پر مجبور کر دیں گے۔

۴۸۔ اقرء کانزول اور جبیل امین علیہ السلام کی التسم خوانی

ہیومی صاحبہ کی واپسی پر وہ حال فرو ہو چکا تھا اور ذوق ہمکلامی آمادہ کر رہا تھا کہ صوت
سرمدی سے پھر بشارتیں سنوں۔ ورقہ کی گفتگو حسب حال پانی بستر سے اٹھے اور تشریف
لے جا کر خلوت تکدے کو جلو تکدہ بنایا۔ فرشتے نے ۵ آیتیں پارہ صریح پر لکھی ہوئی پیش کیں اور

کہا اقرء (پڑھیے) فرمایا ما انا بقاری (میں تجھ سے پڑھنے والا نہیں ہوں بلکہ اصل
علم واجب الوجود سے پڑھ کر آیا ہوں امی ہوں۔ تم سب کو پڑھانے والا ہوں) یہ فرما کر
تعلیم یافتہ ذات قدیم نے اقرء کہا۔ آج ناموس اکبر کی التسم خوانی ہوئی ہے
السلام اے امی استاد کل السلام اے صاحب ارشاد کل

تقدیم خلقت اور تعلیم و تربیت اول پر نظر رکھنے والے حضرات کلیدیہ الفضل الممتدہ
کے موافق اپنا حق الیقین بیان کرتے ہیں کہ نبی امی، راز داں حقیقی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ان آیات لانے والے فرشتے سے پڑھوانا عجیب شان برتری ہے جو تلمیذ خدا کے عزیز کے
شایاں ہو (یتلوا علیکم آیاتہ ویذکیرکم) اسی سورۃ میں ایک نورانی انسان کو نماز
ادا کرتے ہوئے دیکھ کر ایک غامض انسان صورت، شیطان سیرت کا نماز گزار کو قریب حضور حق
سے روکنے کی ناکام سعی بیہودہ کرنا بھی آیا ہو۔ اور اخیر میں رکن سجدہ کو قرب ذات پاک کا
ذریعہ ٹھہرایا ہو۔ خلق الانسان علیہ الذبیانہ کے نکتہ سنج ارباب یقین بئاسم
ربک الذی خلق سے خلق اول کی تقریب کی اشارت پاتے ہیں اور عالم نور کی سیر میں
مشغول ہو جاتے ہیں نیز خلق الانسان من علق سے عالم خلق کے فطری نظام
کی تمییز حاصل کر کے کہتے ہیں کہ حدیث تقریری میں حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ
عنہما نے لا بشر (اے نطفہ) ولا مضغۃ ولا علق سے صاف صاف سمجھا
دیا ہو کہ ان حالات یعنی نطفہ مضغۃ اور علقہ سے دور کی نسبت نہیں بلکہ حضور پر نور تو
وہ نورانی نقطہ اول ہیں جس کے فیض سے بعد کے تمام خطوط کھینچے اور تمام نقوش بنے ہیں۔
نور معطی ہو تو لے قاسم انعام خدا جو بنا تجھ سے بنا جس کو ملا تجھ سے ملا

۴۹۔ نورانی نقطہ اول پر وحی کے علاوہ القا بھی ہوتا رہا

بقیہ تین آیات وحی اول میں بشارات ہی بشارات ہیں جن میں رب اکرم کا

بذریعہ لوح و قلم بھی اور بواسطہ لُذنی بھی تعلیم دینے کا اشارہ ہو۔ پہلا کسی ہر دوسرا وہی اور
 فضل۔ اسی دوسرے نظام کا تعلق اپنے جلوہ تام سے رکھا ہو و علمک ما لم تکن
 تعلمہ و کان فضل اللہ علیک عظیمًا پس سب سے بڑا۔ (اس کے شکر کے
 میں محرم اسرار ربانی نے فرمایا ہے کہ عَلِمْتُ عَلَمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ۔)
 اب مکہ مکرمہ زاد شرفیہ میں ۸۶ سورتیں بذریعہ وحی بواسطہ حضرت جبریل علیہ السلام
 نازل ہوتی رہیں۔ اور بے واسطہ ملک بصورت انقا بھی قلب لطیف پر کلام الہی کا نزول
 ہوتا رہا تاکہ یہ رابطہ ذاتی بدستور بے احتیاجی مخلوق کا معلن رہے و اِنَّكَ لَتَلْقٰهُ الْقُرْآنَ
 مِنْ لَدُنْ حٰكِمٍ عَلِيْمٍ۔ ۱۳ س غل ۱۳

۵۔ اسلام کی تعریف و تحقیق

اسلام فطری، قلیل التزیاضت، کثیر المنفعت، سریع التأثير، اور وسیع التنبؤ بہ
 بہت ہی سہل دین ہے۔ جو مسلم حنیف کو مقید پرستی کی قید سے نکال کر مطلق پرست آزاد بنا
 دیتا ہے۔ ہر دوسرا نہیں رہنے دیتا بلکہ یکطرفہ بنا دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا
 الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ ۱۳

ایک سطر آیت میں عبادات و معاملات مع جزا کس خوبی سے بیان فرما دیے
 ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ۔ پھر مومن کو مرد مجاہد بنانا، اسلام کی تاریخ بتانا اور
 حیات مسلم کس طرح گزرے یہ سب کچھ سمجھاتا ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ
 فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ
 وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

لَا فِيهِمُ الْغُلُوبَةُ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْغُلُوبَةِ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْغُلُوبَةِ
 وَالَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْغُلُوبَةِ

ہو ستم میں اگر ضمیر (ہو) خدا کی طرف راجع مانی جائے تو اسلام کو قدیم
 دین ماننا پڑتا ہے۔ اور اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی جانب تسلیم کی جائے تو آل اسمعیل
 ذریعہ اللہ علیہ السلام اور بنی اسرائیل، سب کو بطیب خاطر یہ دین الحق قبول کرنا لازم آتا ہے۔

(کَلَّا أَكْرَأُكَ فِي الْكَافِرِينَ۔)

۵۔ اول الاسلام چار بزرگ

سب سے پہلے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت حقیقہ پر حضرت خدیجہ
 الکبریٰ سلام اللہ علیہا ایمان لائیں۔ ان کے ساتھ ہی زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ آزاد کردہ مسلمان
 ہوئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اباجازت حضرت ابوطالبؓ اسلامی بیعت میں آئے ان کے بعد شام
 کے سفر تجارت سے واپس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اظہار اسلام فرمایا۔

ثُمَّ الْخَلْقُ هُوَ النَّاسُ كَامِسْلَمَانِ هُونَا فَنَاجِيَا هُوَ مَسْلَمَانِ كَامِسْلَمَانِ هُونَا

ان کے بعد چچین کے ہم نشینوں میں سے یہ پانچ بزرگ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔
 عثمان بن عفان (حضور کے بھانجے بطن دُختر ام بیضا ہمیشہ خواجہ عبد اللہ سے پیدا ہوئے)
 زبیر ابن عوام (چھوٹی زاد بھائی) طلحہ ابن عبد اللہ سعد ابن ابی وقاص۔ عبد الرحمن ابن
 عوف۔ دوسرے دن عثمان ابن مظعون ابو عبیدہ ابن الجراح۔ ابوجہلہ بن عبد اللہ اسد مخزومی
 ارقم ابن ارقم۔ جعفر ابن ابی طالب (چچیرے بھائی) ابوذر غفاری یا سرتر سجد ابن زید (حضرت
 عمرؓ کے بہنوئی مع بیوی کے ایمان لائے)

۵۲۔ ورقہ کا جنتی ہونا

چند دنوں بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے

آنحضرتؐ سے بھائی مرحوم کا حال پوچھا اور عرض کی انھوں نے حضور والا کی تصدیق ضرور کی تھی مگر انھیں یہ زمانہ نہیں ملا! فرمایا میں نے قوم الانبیاء میں انھیں سفید کپڑے پہنے دیکھا ہو۔ اگر وقرہ کی نجات نہ ہوتی اور مسلمانوں میں محسوب نہ ہوتا تو وہ سفید لباس میں نظر نہ آتا۔

پہلا وعظ

جب آیہ ”وَإِذْ دُعِيتُمْ تِلْكَ الْأَقْرَبِينَ“ اُتبری تو حضور پاکؐ نے پہلے تو پہاڑ پر چڑھ کر ”يَا آلَ عَالِبٍ“ کی صدا بلند فرمائی جب سب قریش اس صدا پر سامنے جمع ہو گئے تو فرمایا

(مفہوم) اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کی اس جانب ڈاکو آئے ہوئے ہیں۔ تو تم ادھر دیکھ کر یقین کرو گے با صرف میرے کہنے کو باور کرو گے؟ اس لیے کہ میں اُونچی جگہ کھڑا دونوں جانب برابر دیکھ رہا ہوں اور تم صرف سامنے ایک ہی رخ دیکھتے ہو؟ سب مجمع نے متفق اللفظ باواز بلند کہا ہمیں آپ کی ہر بات کا یقین ہو آپ صادق ہیں آپ امین ہیں۔ اس اقرار کے بعد حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دعوت اسلام پیش کی۔ کچھ ایمان لائے اور کچھ منہ پھرتے رہے۔ ابولہب نے کلمہ کھلا مخالفت کی مگر ابولہب نے اس کا منہ بند کر دیا۔

۵۳۔ قریش کی مہمانی بذریعہ جناب علی رضی اللہ عنہ

اب حضورؐ سر پرانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ ایک دعوت ایسی کہیں جس میں کھانا بھی ہو اس کا اہتمام جناب علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمے لیا۔ سب حاضرین نے عمدہ کھانے اور محسن انتظام کی تعریف کی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اسلام کی طرف بلایا۔ کچھ موافق ہوئے کچھ مخالف نکلے۔ مگر اب گھر گھر چرچا پھیل پڑا اور تبلیغ کو اپنے حق میں رحمت خدا سمجھ کر لوگ داخل اسلام ہونے لگے۔

۵۴۔ عتبہ کی زرن، زن، زمین کی پیش کش کو رد فرمانا

ادھر ابو جہل نے اپنی جماعت کو آمادہ فساد کیا تھا کہ عتبہ نامی سردار قریش نے کہا اٹھو میں اس جھگڑے کو طے کیے دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ گرگ باران دیدہ حضورؐ میں حاضر ہوا اور کہا اے محمدؐ! میں خواجہ عبدالمطلبؑ کے وقت کا دیکھنے والا ہوں۔ قوم میں بھڑٹ ڈالنے سے کیا فائدہ! لو اگر تم ہمارے برابر مالدار نہیں ہو تو میں اتنا مال جمع کرادوں کہ ایک نمایاں شخصیت شمار ہونے لگو؟ (زن) اور اگر سن رسیدہ بیوی کی جگہ باکرہ جوان عورتیں چاہو تو چند دوشیزہ آسکتی ہیں (زن) اور اگر عرب کے امیر بننا چاہتے ہو تو گو ہم عرب کسی کے سامنے جھکتے نہیں ہیں مگر اس موقع پر میں تمہیں سارے عرب کا امیر بنوادوں؟ (زمین) حضورؐ پر نورؐ نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا کچھ اور کہنا ہو؟ عتبہ دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے ٹیک کر بیٹھا اور کہا اب کچھ نہیں کہنا معلوم ہوا کہ تمہارے دماغ میں کچھ اور ہی رچا بسا ہی بس ہی ہو سکتا ہی کہ رؤم سے ایک حکیم لاکر اس کا علاج کراؤں۔ فرمایا آپ سن رسیدہ تجربہ کار قریش ہیں اور مجھ پر جو کچھ منجانب اللہ نازل ہوتا ہی وہ سن کر حق و باطل میں خود تصفیہ کر لو۔ یہ فرمایا اور تازہ وحی حم سجدہ کی شروع کی آیتیں خوش الحانی سے تلاوت فرمائی شروع کیں۔ جب عادی ثمود پر بجلی گرنے کا بیان پڑھا تو عتبہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لیے اور بولائیں محمدؐ بس۔ یہ معلوم ہوا کہ یہ بجلی میرے سر پر گری۔ اٹھا اور مجمع قریش میں اگر منتظرین سے کہا میں نے خوب سنا۔ محمدؐ پر جو کلام اُتر رہا ہو وہ نہ تو کہانت ہو نہ شاعری نہ سحر۔ تم سے میرا کہنا یہ ہو کہ انھیں اُن کے حال پر چھوڑے رکھو اور دیکھو کہ اور لوگ کیسے پیش آتے ہیں اگر وہ کسی سے دب گیا تو ہم کہہ دیں گے کہ یہ بچپن کی باتیں نہیں خیر جانے دو۔ اور جو کہیں وہ غالب آگیا تو یہ نوجوان ہمارا فخر ہوگا۔ ابو جہل نے بات کاٹ کے کہا بڑے میاں تم بھی اُن کے جادو کی لپیٹ میں آگئے مجمع منتشر ہو گیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ حضرت صہیبؓ رومیؓ اور حضرت

نخواب ابن ارت وغیر ہم چند نیک مزاج لوگ داخل اسلام ہوئے۔

۵۵۔ حضرت ابوطالبؓ کی محبت محمدیؐ میں استقامت

ایک دن ابوہریرہؓ ایک وفد لیے حضرت ابوطالبؓ کے مردانے مکان میں آیا اور کہا محمدؐ کو آپ ہمیں دے دیجئے اور ان کے بدلے ہم آپ کو ایک توانا کار آمد غلام دیتے ہیں یہ تجارت کے کاموں میں بڑا ہوشیار ہو۔ حضرت ابوطالبؓ نے کہا۔ اسے سردار قریش؟ بھلا ایک اونٹنی سے تو اس کا بچہ مانگ دیکھو! جب وہ حیوان اپنا بچہ کسی اور بچے سے بدلنے کو تیار نہیں تو میں تو انسان ہوں کہ طرح اپنے بچے کو فروغ دے کر تھامے چلا کر سکتا ہوں جاؤ اپنا کام کرو اور اس خیال غام کو مانگ سے نکالو۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارالرقم میں تنفیہ طور پر تبلیغ اسلام فرمایا کرتے تھے (کعبہ کے پاس کی گلی میں یہ مکان تھا)

۵۶۔ حضرت امیر حمزہؓ کا ایمان لانا

اظہار نبوت کے پانچویں برس حضرت امیر حمزہؓ نے ابوہریرہؓ سے بدلہ لیا لیکن حضور پاک کو اس سے خوش نہ دیکھ کر آپ حضور پاک کی تقریر پر تاثیر ہوا ایمان لائے۔ (دیکھو ادب عزیز میں مثنوی مع نثر)

حضرت عمر ابن الخطابؓ کا ایمان لانا

ابوہریرہؓ نے ولید بن مغیرہ، ابوسفیان، ابولہب اور سرداران قریش کو بلا کر کہا امیر حمزہؓ بھی ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ اس پر ابولہب نے کہا کہ پہلے ان کا سر کاٹ لو پھر ان کے طرف داروں کا بھی کچھ انتقام کریں گے۔ ابوہریرہؓ نے باعلان کہا۔ جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لائے گا۔ میں اس کو سنو اونٹ اور چالیس ہزار درہم دوں گا۔ حضرت عمرؓ فوت، شجاعت اور جوانمردی میں اپنے ماموں ابوہریرہؓ سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ یہ سن کر اس ارادے سے وہ چلے راستے

میں نعیم بن عبد السلام نے تیور دیکھ کر پوچھا اور جواب سن کر کہا تم اپنے گھر کی تو خبر لو۔ دیکھو تمہارے بہن بہنوئی اسلام کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں حضرت عمرؓ بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں فاطمہؓ اور سعید ابن زید کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا بے قابو ہو گئے۔ بہن بہنوئی کو جی کھول کر مارا پیٹا۔ فاطمہؓ نے کہا بھائی؟ تم چاہے ہمیں جان سے مار ڈالو ہم تو مسلمان ہو چکے اب کبھی کفر کا رخ نہ کریں گے۔ ان کے دل پر اس فقرے کا بڑا اثر ہوا۔ ورق منگوایا۔ بہن نے کہا میں جس طرح بتاؤں آپ پہلے ہاتھ منہ دھو لو غرض وضو کر کے ورق ہاتھ میں تھمایا۔ وہ پڑھ کر بے اختیار چیخ اٹھے سبحان اللہ! کیا دل نشیں پر تاثیر کلام ہی اس کے کلام الہی ہونے میں کیسے شبہ ہو سکتا ہو۔ اور بہنوئی سے اتنا پتا پوچھ کر سیدھے دارالرقم کو ہو لیے۔ کنواڑ بند پائے دستک دی جو صحابی ہو گئے آتے تھے وہ درازوں میں سے حضرت عمرؓ کو شمشیر بھف دیکھ کر اندیشہ ناک ہوتے۔ لیکن امیر حمزہؓ نے کہا اُنے دو۔ اگر خلوص کے ساتھ آیا ہو تو بہتر ہو ورنہ اُسی کی تلوار سے اُسی کا سر قلم کروں گا۔ دروازہ کھلا حضرت عمرؓ نے قدم اندر رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا دامن جھٹک کر فرمایا عمر؟ کس ارادے سے آئے ہو! عرض کی ایمان لانے کو۔ یہ سن کر حاضرین نے اس جوش سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کتے کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان ہوتے ہی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مُشرک لوگ تولات و غزئی کی پوجا کھٹے بندوں کریں اور ہم مسلمان خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت پوشیدہ کیوں کریں اُسی وقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشوائی میں سب حاضرین کو ساتھ لیے کعبۃ اللہ میں آئے اور وقت ہوا تو باجماعت نماز ادا کی۔ ابوہریرہؓ دوڑ کر خطاب کو بلا لایا کہ تم دھمکا کر عمرؓ کو اس جماعت سے توڑ لو خطابؓ آئے کہا عمرؓ تو دیوانہ ہو گیا ہو کیا تمہارے جادو نے تجھ پر بھی اثر کر دیا۔ یا تیری شامت آئی ہو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے تلوار میان سے لی۔ ابوہریرہؓ تو جان بچا کر بھاگ نکلے۔ لیکن خطابؓ کا وقت آچکا تھا وہ حضرت عمرؓ کے ایک ہی وار میں دلو ہو کر گر پڑا۔

۵۷۔ ہجرت اولیٰ رجبؑ اور نجاشی کی حق پسندی

حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے اس دیرانہ اقدام پر رب العزت نے تو اس بشارت سے نوازا ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ“ اور کفار قریش بڑے جبر بڑے ہوئے۔ اور تو کچھ بس نہ چلا، غریب بے سہارے مسلمان مرد و زن پر ظلم ڈھلنے لگے۔ اس حینق سے نکلنے کی اجازت زبان پاک سے سن کر ۱۵ افراد نے حبشہ (ابی سینیا) کی طرف ہجرت کا قصد کیا۔ ان گیارہ مردوں اور چار خاتونوں میں حضرت عثمان ابن عفانؓ اور حضرت رقیہ بنت رسولؐ خدا بھی شامل تھے۔ اور قافلہ سالاری حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ کو دی گئی تھی۔ یہ قافلہ پیدل جاتے تک آیا اور وہاں سے جہاز میں سوار ہو کر حبشہ جاؤ۔ رفتہ رفتہ ان مصیبت زدوں کی تعداد ۸۳ ہو گئی۔

کفار قریش نے مشورہ کر کے نجاشی کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے اور اپنے وکیلوں کے ذریعے کہوایا کہ مسلمانوں کو اپنی حکومت سے نکال دو۔ انھوں نے اپنے آبائی مذہب پر ایک نئے دین کو ترجیح دی ہو۔ یہ نہ یہودی ہیں نہ نصاریٰ۔ بلکہ گردن زنی ہیں۔ نجاشی نے دونوں فریق کو دربار میں بلوایا۔ کفار مکہ کے وکیل جب دربار شاہی میں آئے تو سجدہ بجالائے۔ مگر مسلمانوں نے صرف سلام پر اکتفا کیا۔ نجاشی عیسائی نے مسلمانوں سے پوچھا تم لوگ نہ تو اپنے آبائی مذہب پر ہو نہ موسائی نہ عیسائی تو پھر آخر تمہارا دین کیا ہو؟

۵۸۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کا خطبہ

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے آگے بڑھ کر جو خطبہ پڑھا اس کا مختصر مفہوم یہ ہے۔ ”اے بادشاہ؟ ہم ایک گمراہ قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ مکر دار کھاتے، اور بدکار بولیں میں مبتلا رہتے تھے۔ ہمسائے سے بدسلوکی کرتے اور کمزور کو ستاتے بلکہ لوٹ لیا کرتے تھے۔

خدا نے رحیم و کریم نے ہمیں سے ایک صادق کو امین کو ہماری رہنمائی پر مقرر فرمایا۔ اس رسول برحقؐ نے ہمیں مقید پرستی سے نکالا اور مطلق پرست بنایا۔ پاک باطن اور نیک کردار کیا۔ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، بڑے کاموں سے بچنا، پاک دامن عورت پر اٹھام لگانے سے پرہیز کرنا، ناسحق خونریزی سے ہاتھ روک لینا، جوڑے اور نشے سے دور رہنا، کمزوروں و معذوروں کی اعانت کرنا سمجھایا۔ ہم نے اس پاک باز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے سب احکام الہی قبول کیے۔ ناسمجھ لوگ باپ دادا کی کورانہ تقلید میں ہمیں ستانے لگے تو ہم یہاں آئے ہیں تاکہ امن سے رہیں۔“

نجاشی نے کہا اس رسولؐ پر جو کلام خدا اترتا ہو اس میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سناؤ! حضرت جعفرؓ نامدار نے نہایت خوش الحانی سے سورہ مریم کی آیتیں پڑھ سنائیں۔ انھیں سن کر نجاشی مع دربار کے بے قرار ہو گیا ان سب پر رقت طاری ہو گئی رسالتوں پارہ شروع کرتے ہوئے ہر نالی قرآن پڑھتا ہو ”وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ“ ۵۷ مائدہ

(اور جب پیچھے عیسائی) اس قرآن مجید کو سنتے ہیں جو رسولؐ پر اتارا گیا ہو تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس حق کے سبب جسے انھوں نے جان لیا، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (حق پسند منکر لوگ صرف متاثر ہی نہیں ہوتے بلکہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو اس حق پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تو ہمارا نام بھی لکھ لے یعنی جن کے یہ شاہد ہیں ہم کو بھی ان کا شاہد بنادے۔) اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس حق پر جو ہمارے پاس آچکا ہو۔ یعنی کتاب اور صاحب کتاب پر یقین نہ کریں اور پھر توقع رکھیں کہ ہم کو ہمارا رب (باغ رضا) میں داخل کرے گا) رومال سے آنسو

پوچھتے نہوئے نجاشی نے مسلمانوں سے کہا تم سب عزت سے یہاں رہو اور کفار قریش کے تحفے رد کر دیے۔

۵۹۔ شعب ابی طالب کے مصائب اور مقاطعہ

حضرت ابوطالب حالات اور قریش کے ارادوں کا بغور مطالعہ کر کے تمام ہاشمیوں کو جمع کیا اور صورت حال سامنے رکھی۔ سب نے اُس بزرگ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ساتھ دینے کا اقرار کیا اس طرح ایک مذہبی مخالفت کی جگہ ایک قومی لڑائی ٹھن گئی۔ بنی ہاشم میں گو مسلمان کم تھے مگر باقضاء جمیعت یہ ایک طرف اور تمام قریش دوسری طرف تھے چونکہ فدائیان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ مبادرات یادوں میں اچانک قریش حضور پاک کو گزند پہنچائیں اس لیے بصلاح ابوطالب اُن کے وسیع میدان میں (جو مکہ مکرمہ زاد شرفناہ کی مشرقی سرحدوں کے ایک تنگ راہ پہاڑی کے درمیان واقع تھا اور جس کو چٹانوں، دیواروں نے شہر سے گونہ علیحدہ کر رکھا تھا اور جس کی ایک راہ کوہ سے آمد و رفت تھی) تمام بنی ہاشم چلے گئے چونکہ یہ حصار کی جگہ مثل ایک مختصر قلعے کی تھی اس لیے اس جگہ کو شعب کہتے ہیں۔

یہ یکم ماہ محرم کا یہ واقعہ ہو جب مخالفوں نے بنی ہاشم کو نہایت اُمن کی جگہ پایا۔ اُن کا قابو چل سکتا تھا اور نہ اُن میں لڑنے کی ہمت رہی تو آپس کی متفقہ رائے سے مقاطعہ کر لیا نہ اُن کے ساتھ خرید و فروخت اشیاء و اجناس کا معاملہ رکھانہ موت زلیبت میں شرکت۔ ایک عہد نامہ مرتب کیا گیا کہ جب تک اہل شعب، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو امانی مکہ کے سپرد نہ کر دیں اُن کے ساتھ یہی برتاؤ رکھا جائے گا۔ یہ عہد نامہ باب کعبہ پر بھی آویزاں کیا گیا اور ایک نقل اس کی ابو جہل کی محافظت میں رکھی گئی۔ اُس حصار سے جو شخص باہر آتا تھا تو مخالفین اسلام اُس کو برا بھلا کہتے بلکہ زد و کوب تک کرتے حتیٰ کہ زمانہ چ میں بھی یہی

تقدیر تھا اُس حالت میں حضرت ابوبکرؓ کہ تمہیں تحفے اپنی خوش تدبیری سے کچھ نہ کچھ غلہ اہل شعب کو چھپ چھپا کر پہنچا دیا کرتے تھے ورنہ نہ تو بازار سے کچھ کھانے کی چیز قیمتا مل سکتی تھی نہ کوئی ظاہر ظہور اُن تک کھانے کی کوئی چیز پہنچا سکتا تھا۔ ابوطالب جس قدر غلہ وغیرہ اپنے ساتھ لوائے گئے تھے جب وہ ختم ہو گیا تو فاقہ کشی کی نوبت پہنچی یہ مصیبت دنوں مہینوں کی نہ تھی بلکہ تین سال برابر انہیں مصائب کو اہل شعب جھیلنے رہے فاقے کے علاوہ یہ بھی اندیشہ لگا رہتا تھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کچھ گزند نہ پہنچائے۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ دشمن خواب گاہ حضورؐ تک جاتے اور اس حال سے حضرت ابوطالب بھی بے خبر نہ تھے وہ اپنے چھوٹے بیٹے علیؓ کو اُس خواب گاہ میں سلا دیتے اور حضورؐ کو علیؓ کی جگہ آرام کراتے۔ آخر کار قریش کے چند سردار اپنے اس کروتوت پر شرمائے اور کہا ہائے ہمارے بچے تو کھائیں پیئیں اور بنی ہاشم بچوں عورتوں سمیت فاقے کریں یہ ظلم تو بالکل ناروا ہو۔ دوسرے دن یہ سردار قریش کے مجمع میں آ بیٹھے اور زہیر بن ابی امیہ نے کہنا شروع کیا

۶۰۔ حضرت ابوطالب کا وثوق اور مقاطعہ قطع

یا معشرہ قریش! کیا یہ بات مناسب ہو کہ ہم لوگ تو اچھی طرح کھائیں پیئیں اور بنی ہاشم جو ہمارے عزیز ہیں فاقہ کشی سے ہلاک ہوں؟ زہیر بن الاسود نے بھی کہا کہ عہد نامہ پر ہم سب ابھی راضی بھی نہ ہونے پائے تھے کہ وہ جھٹ پٹ مکمل سمجھ لیا گیا۔ ہشام بن عمر بن حارث، مطعم بن عدی وغیرہم سب نے پر زور تائید کی۔ ابو جہل بولا، اب یہ واہیات باتیں قابلِ لحاظ نہیں ہو سکتیں۔ عہد نامے پر سب کے دستخط ہو چکے اُسی پر عمل ہو گا۔

یہ گفتگو کعبے کے صحن میں ہو رہی تھی کہ حضرت ابوطالب وہاں آپہنچے اور قریش کو مخاطب کر کے بڑے وثوق کے ساتھ اعلان کیا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آج مجھ سے کہا ہو کہ تمہارے عہد نامے کو دیک چاٹ گئی صرف ”باسمہ سبحانہ“ باقی جو ”حاضرین نے بہت

غور اور دلچسپی سے یہ اعلان سنا اور کہا کہ جسے میں جو عہد نامہ آویزاں کیا گیا تھا اس کا ثواب کہیں نشان باقی نہیں ہوا تو جو نقل ابو جہل کی حفاظت میں رکھوائی گئی تھی اسے منگو کر دیکھنا ہو اگر اعلان کے مطابق نکلے تو پھر ان پر ایمان لے آنا چاہیے۔ اُسی وقت ایک معتقد کو بھیجا گیا صندوق لائی گئی اس کو کھولا تو منق و عن اعلان صحیح نکلا۔ اب تو سب نیک دل لوگ متفق اللفظ ہوئے۔ ہم اس وقوعے سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سچائی اور غیب دانی کے قائل ہو گئے مقاطعہ قطع کیا جائے۔ اظہار نبوت کے دسویں برس م ۶۶۲ء کے حضور پاک سے جملہ بی ہاشم و بنی مطلب کے شعب ابی طالب سے باہر آئے اور موافق دستور مکہ مکرمہ زاد شرفیہا میں (یعنی شہر میں) رونق افروز ہوئے۔

قانون حق سے پڑھ کر آئینوالے رسول برحق نے بضع کے معنی بتائے

اسی سال فارسیوں نے رومیوں پر ملکی فتح پائی۔ یہ سن کر کفار مکہ خوشی سے اچھل پڑے اور کہنے لگے اسی طرح ہم بھی ان اہل کتاب پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار لگی۔ سرداران قریش سے رو برو کیا کہ ہم مسلمان غالب آئیں گے کہ حضرت اللہ ہمیں ہیں۔ ایک سردار نے کہا اس بات پر شرط بدلتے ہو وہ بولے ہاں! غرض تین برس کی مبعاد پر شرط بدلی گئی۔ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ واقعہ اگر عرض کیا۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”الْمَدْعُ غَلَبَتْ الْكَافِرُ وَهُوَ بَضْعٌ يَسِينُ“ تک اللہ تعالیٰ سے قانون حق پڑھ کر آنے والے نے فرمایا ابو بکرؓ تم شرط تو بدلو مگر بضع سبب نہیں ۹ برس تک بولا جاتا ہوا اس لیے مبعاد نو برس کی رکھو۔ (چنانچہ صلح حدیبیہ میں خبر سنی کہ اہل کتاب رومیوں نے آتش پرست فارسیوں پر فتح پائی)

۶۱۔ رفیقہ حیات اور کفیل مجازی کی وفات

مقاطعہ کی سختیاں جھیلنے والی دمساز و نمکسار، سلیقہ مند رفیقہ حیات، اول الاسلام،

طابہ النسائے عرب، حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اپنے پیارے شوہر اور بچپن کو داغ مفارقت دیا۔ اور ع

یکذاغ نیک ناشدہ، داغ و گرنہند

کے مصداق مصائب میں گھرے ہوئے بھتیجے کے مجازی کفیل، جان و آبرو، مال و اولاد نثار کرنے والے بڑے طرفدار چچا حضرت ابوطالب نے اس آسمان و قار کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور جان، جاں آفریں کو سوچی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ایسی رفیقہ حیات تھیں کہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باہر سے گھر تشریف لاتے تو غم غلط ہو جاتے۔ ایسی تسلی بخش باتیں عرض کرتیں کہ مخالفین کی یہودگیوں سے جو صدمات دل پر نازل الم بنے ہوئے ہوتے وہ سب افسردگی پڑمردگی شگفتہ غامضی سے تبدیل ہو جاتی۔ آنحضرت نے اپنی بہت ہی پیاری بیٹی کو یہاں تو فرمایا کہ فاطمہؓ جس طرح تمہاری ماں نے مجھے خوش رکھا تم بھی اپنے شوہر علیؓ کو شاد کام رکھو گی کہ وہ میرا وصی اور خدا کا ولی ہو۔ جب یہ امر مسکم ہو کہ ایمان مابین ہم ورجا ہو۔ اور ہم والے کو وطنِ خاف مقاہرہ دے۔ جنتانہ کی بشارت مخائب حق دی جا رہی ہو تو اب سجا والے کے مژدہ فروس بخش کا کیا کہنا۔ اہل محبت اندازہ لگائیں کہ ورقہ نے صرف نیت خدمت کا اظہار کیا تھا اُسی کی بدولت حضور مہاجر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوم انبیاء میں انھیں اچھا لباس پہنے دیکھا اور جنتی فرمایا پھر حضرت ابوطالب جنھوں نے نیت ارادہ اقدام اور ارتکاب کے تمام مدارج اعلیٰ بحسن و خوبی حضور پسند انجام دیے۔ کریم بندہ نواز نے انھیں کتنی جنتیں عطا فرمائی ہوں گی۔ محبت محبوب خدا ان کا ایمان اور خدمت مخدوم دو جہاں ان کا اسلام ہو۔

کیا جان محمدؐ کے لیے قالب ہیں بیٹے کی طرح آپ اسد غالب ہیں

جذبہ طلب حق نے کہاں پہنچایا وہ طالب حق ہیں کہ ابوطالب ہیں

حدیث شریف اَلْکَرَمُ عَصَحَ مِنْ اَحَبِّ کِی رُو سے تو ایسا مثر شریح ہوتا ہو کہ قدردان،

محب با وفا اور خدمت گزار چچا، اپنے محبوب بھتیجے کے ساتھ فردوس بریں میں نہایت راحت و آرام سے حیات ابدی بسر فرمائیں گے۔

علمائے ربانی رحمہم اللہ علیہم نے حفاظ قرآن کریم کے ماں باپ مزیوں کو شمس و قمر جیسے منور تاجروں سے آراستہ دکھایا ہو اس نسبت سے حضرت ابوطالبؓ اپنے حافظ بھتیجے۔ اپنے حافظ بیٹے۔ اپنی حافظ بہن۔ اور اپنے حافظ پوتوں کے وسیلے، کیسے منور۔ تاج کا سہرا باندھے داخل بہشت بریں ہوں گے محشر سے فردوس اعلیٰ تک نور ہی نور چمکتا ہوگا۔

یا رب لطیف عزم خوش کام حسین
یا رب تصدق رہ و کام حسین

بہ طالب صادق کو عنایت فرما! ایمان ابوطالبؓ و اسلام حسینؓ

درود مندل کو تو یہی بات اطمینان ایمان ابوطالب رضی اللہ عنہ کے واسطے کافی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سال کا نام عامُ المحزن فرمایا جس سال ان دونوں بزرگوں نے وفات پائی۔

جب قریش وق کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے موقع پر فرما دیا کرتے تھے کہ ابوطالبؓ کے زمانے میں قریش دبے رہتے تھے ایسا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ اہل مکہ جب بہت شورش پر اُتر آئے تو توجید پھیلانے والے مامورین اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۶۲۔ مصائب طائف پر صبر جمیل

زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے طائف والوں کو دعوت توجید دی۔ پہلے قبیلہ بنی بکر کو۔ پھر قوم قحطان کو سمجھایا بھجایا مگر ان سنگدلوں کو بھی کتے والوں سے کچھ بیش ہی پایا۔ آخر طائف میں بندہ ثقیف کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں بھی کوئی طالب حق نہ پایا بلکہ ان کمینوں نے کچھ بد معاش کتے پیچھے لگا دیے۔ اتنا پتھراؤ کیا کہ سارا بدن مبارک لہو لہاں ہو گیا۔

ان سفاکیوں پر غضب الہی نازل ہوا۔ حضرت جبریل امین نے بہت ہی عزیمت سے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگلی آفتوں پر ایسے ہی موقع پر عذاب نازل فرماتا رہا ہو اب یہ ملک الجبال میرے ہمراہ بھیجا ہو کہ تحلل کی حد ہو گئی بس اب تو طائف کا پہاڑ ان ظالموں پر رکھوائے دیتا ہوں کہ یہ سب اس بیلن تلے پس کر رہ جائیں! حضورؐ کی مرضی کی دیر ہو۔ فرمایا جبریل؟ مجھے رب جلیل نے جب ادھر بھیجا ہو تو یہ فرما کر کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا حِسْمَةً لِلْعَالَمِينَ مجھ سے توقع بد دعا کی نہ رکھو۔ یوں اُس کے بندے ہیں وہ یَفْعَلُ مَا يَشَاءُ جو چاہے سزا دے۔ میری طرف سے تو درخواست رحم ہی پیش کر دو اور یہ الفاظ لے جاؤ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ قومی کہہ کر ان کو اپنا لیا۔ اور لا یعلم زاد ان کہ لا دعویٰ پیش کر دیا بلکہ شفاعت فرمادی۔ جبریلؑ نے عرض کی اے مَرْبِّیْ عالمین آپ کے طرح کسی نبی کسی رسول کو میں نے تحلل و رحم فرماتے نہیں دیکھا۔ ان موفیوں میں ایک بھی سعید و رشید نہیں۔ فرمایا یہ درست ہو مگر ممکن ان کی آئندہ پشتوں میں کوئی سعادت مند پیدا ہو اور وہ ان کی نجات کے کام کر جائے۔

کتے اوطائف کے بد بخت سفاکوں نے جتنی ایذا میں دیں، ختمی تاب رحمت انتساب کے صبر و تحلل اور رضا بالقضا کو ان سے کہیں زیادہ پایا ہر وقت قوت نافذ بھی منجانب اللہ پہنچی مگر حُجَّتُ الْعَالَمِينَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موفیوں تک کو زحمت دینا گوارا نہ فرمایا بلکہ ”قومی“ کہہ کے انھیں بھی اپنا لیا۔ آخر ایسی ایسی بیاد کی داد دینے وادگر نے مکان سے لامکان میں بلایا اور اس محجر العقول واقعے سے قیامت کی داوگری کا یقین دلایا۔

۶۳۔ معراج شریف (معراج عبیدیت)

لفظ معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں۔ چونکہ سیڑھی سیڑھی اوپر چڑھا جاتا ہے اس لیے اس عروج محمدیؐ کو معراج کہا گیا ہے۔

۵۔ آنکہ آمدہ فلک معراج اُو انبکیا و اولیا محتاج اُو (عقارب)
یہ معراج عبدیت کہلاتی ہے۔ عہد مجرور و روح یا صرف مادے کو نہیں کہتے بلکہ ان دونوں
کا مرکب عہد کہلاتا ہے۔ سہولت فہم عوام کی خاطر اسی قاعدے کو خدائے قدیر و خیر نے بھی مرعی
رکھا۔ اور فرمایا تَبَّحِلْ الَّذِیْ اَسْرَى بِعَبْدٍ ۚ کَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ
الْاَقْصٰی، عبدیت محمدؐ کی یہ سیر، ۲ رجب المرجب کی رات کو کعبۃ اللہ شریف سے شروع
ہوئی۔ اور دُنا فَتَدُلُّیْ فَاَنْ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اُنْکَ رَہِیْ و ہاں فرمایا ”فَاَوْصِلْ اِلَی عَبْدِہٗ
مَا اَوْحٰی“ تو جیسا عہد یہاں سے روانہ ہوا تھا ویسا ہی آخری نقطے پر قائم رہا۔

اللہ سے حضورؐ کی معراج عبدیت کعبے سے جوں کے توں نقلی ہیں گئے
کھولا ہوا راز قرب، یہ قوس تپاک نے مجھک کر بڑھے کہ منزل اوج میں آگئے
قطرے کا جوش دیکھیے، دریا سے جا ملا سب مرتبہ سمٹ کے اک انسر ملی ہیں گئے

لے جانے والا سبحان، صاحب قدرت ہو اس لیے علم و عقل انسانی یہاں عاجز، اور بے چون و چرا
مان لینے میں اپنی سلامتی دیکھتے ہیں۔ براق و ملائکہ کے احتشام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں امام عیسیٰ
بن کر سب برگزیدہ مخلوق پر فضیلت بخشی۔ پھر جو جہاں سے آیا تھا وہیں رہ رہ گیا۔ افلاک پر
انبکیا علیہم السلام سے ملاقات کراتے ہوئے سِدْرۃ الْمُنْتَبٰی تک پہنچ کر حضرت جبریل
امین علیہ السلام بھی عرض رسا ہوئے۔

اگر یکسر مومے برتر پریم فروغ تجلے بسوز و پریم

آج اندازہ ہو کہ نور یوں میں کتنا دم درو رہی۔ یہاں سے وہ جلوہ نور، صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صَدَّائے اَدْنٰی و مَتٰی یا کھٹے سَدِّ کی کشش سے راہ سلوک، منزل قرب و حضور تک طو
کر گئے۔ حجاب عظمت سامنے تھا بقول بیان ویزدانی۔

رُکے شہ نور پرے سے آواز آئی تو پرے میں آئے تھے سے پردا نہیں ہو
باریاب ہونے پر مژدہ سنا۔

۶۔ کہا پھر تو آغوش رحمت میں لے کر جو تیرا نہیں ہو وہ میرا نہیں ہو
راز قوسین کھلا کہ بندے سے جتنا ممکن تھا مجھک کر بڑھا چڑھا اور مولا پر جو واجب
تھا تواضع فرماؤ انوسے ہزار کلام خیر انجام سننے اور اُمت کی بخشش کا واضح وعدہ پا لینے کے
بعد دوسرے راستے سے مثل عیدین کے دید گاہ سے واپسی ہوئی۔ خاکی الاضل اس نورانی
معاظوں کو کیا لگتے۔

میان عاشق و معشوق رمز نیست کہ انا کا تیں را ہم خبر نیست

۱۔ جن حاسدوں کو سلام سے بیر ہو وہ اس بلا شرکت غیرے مقام میں اپنے موسیٰ کو
لا شامل کرتے اور کہتے ہیں کہ واپسی پر ملاقات ہوئی انھوں نے پچاس نمازوں کا فرض ہونا
سن کر کہا مجھے خبر ہو کہ آپ کی اُمت ادا نہ کر سکے گی پھر جابیے کم کرائیے۔ خدائے دانا و بینا نے
ہر چہیرے میں پانچ پانچ نمازیں کم کر دیں یہاں تک کہ بچہ گناہ فرض رہ گیا۔ بھولے بھالے
اس کو حضرت موسیٰ کا احسان قرار دیتے ہیں۔ مگر حقیقت شناسوں نے

الف۔ معراج شریف سے مشایعت کہیں وحی متلو میں جو نہ غیر متلو میں۔ عیدین کی نمازوں
کی واپسی کی بدایت، اس بات کی دلیل ہو کہ جلوہ نور اُس راہ سے مشایعت فرمانہ ہوا
جس سے عازم ہوا تھا۔

ب۔ اگر کسی راہ سے واپسی ہوتی تو شروع میں سِدْرۃ الْمُنْتَبٰی سے ناموس اکبر سا خد
ہوتے اور ہر آسمان پر حضرت انبکیا علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوتیں۔

ج۔ موسیٰ تجربے کی برتری ۵۲ سالہ تجربہ محمدؐ کی پر ثبات کرنے والا، اور خاتم النبیین
کے ساتھ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کو نا تجربہ کار ٹھہرانے والا، صاف موسائی ہو سکتا ہو یہی
لوگ ایسی سوء ادبی کے مرتکب ہوئے ہیں قرآن پاک کا بڑا حصہ ان کی بیہودگیوں پر بیان
کر رہا ہو۔ (اسے موسیٰ؟ یا تو ظاہر ظہور خدا کو دکھاوے ورنہ ہم تو کبھی نہ مانیں
گے۔ البقرہ) بھلا جس خالق فطرت نے قانون دین و سیر میں واشکاف طور سے فرمایا

”وَلَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ وہ اتنی مشقت مالا یطاق میں اُمت مرحومہ کو ڈالے گا؟
سوء ادب کی تشخیص کو یہ امر بخوبی کافی ہو۔ انھیں بے ادبوں نے یہ بھی گھڑنت گھڑی ہو کہ۔

حضرت اُمّ المؤمنین بنت ابی بکرؓ نے حدیث بیان کی اُس مفہوم یہ ہو کہ ”جسم محمدیؐ تو میرے پاس تھا کون کہتا ہو کہ معراج جسمانی تھی“ غور طلب یہ امر ہو کہ معراج مکہ مکرمہ زاد شرفیہا کے قیام مبارک میں واقع ہوئی اور اُمّ المؤمنینؓ کی رخصتی مدینہ منورہ کے قیام میں ہوئی۔ اور غیر رخصتی اُن کے جسم شریف سے جسم لطیف محمدی کا خلق بالطبع ہونا چہ معنی؟ آنحضرتؐ اتنے محتاط اور باجیا کہ ازواج مطہراتؓ سے روایتیں ہیں کہ ہم نے آپؐ کا بدن زیریں نہ دیکھا۔ غرض معراج شریف بلا شرکت غیرے ہوئی اور اُس سراپا نور مبارک کو تو اس تکلف سے بھی بری سمجھیں کہ مادہ و روح کا مرکب ہو کیونکہ حضرت غوث الاعظمؒ کی حقیقت ترجمانی یہ ہو۔

روشن زو جودت کو نبیؐ اسے ظاہر و باطنت جہ نور

اور علامہ جامی نقشبندی بھی معتقد ہیں۔

تو جانِ پاکِ سرسبز نے آبِ خاک لے نازیں

خاکِ ریت بر سرِ مہتابِ باد

ہر شبِ عمرتِ شبِ معراجِ باد

طالبانِ حق کی خاطر اور معراجیں بھی درج ذیل ہیں۔

۴۴۔ معراجِ نبوت :- آیہ دانی ہدایہ ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ (پاک احزاب ۵۶) سے ظاہر ہو یہ رتبہ مختص صرف جنابِ سید المرسلینؐ، خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب العزت نے عطا فرمایا ہو اور تمام عاشقانِ محمدیؐ کو اپنا ہم مشغلہ بنا کر ولی و دوست بنا لینے کا التزام فرمایا۔ مومن کلمہ گو بھی اور صاحبِ یقین کو بھی کہتے ہیں۔ لیکن اعلیٰ درجہ کا مومن وہ ہونا ہو جسے ذاتِ محبوبِ خدا علیہ السلام سے عشق ہو۔ ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ إِلَّا بِرَبِّهِ اس کی روشن دلنشیں دلیل ہو۔ اور حکیم مشرق تو یہ دو ٹوک فیصلہ کر گیا ہو۔

بعض خطے برساں خویش را کہیں جہاں دست اگر یا و زرسیدی، تمام بولہبی است
ف۔ صلوٰۃ و سلام محض حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو اور انبیاء و رسل علیہم السلام پر نیز حضرت جبریلؑ پر فقط سلام ہو۔ آج کل اس کی تمیز اٹھتی جاتی ہو۔ اور صلوٰۃ، نماز و دعا اور درود شریف کے معنی میں استعمال ہوا ہو (قرآن کریم) پہلی صلوٰۃ موقوفہ ہو یہ ناوقت نہ پڑھی جائے۔ دعا و درود غیر موقوفہ ہیں جس وقت چاہے پڑھ سکتا ہو۔ چاہے تنہا۔ خواہ جماعت سے۔ بیٹھ کر یا تعظیماً کھڑے ہو کر۔ ہر طرح اجازت ہو۔ کوئی ممانعت نہیں۔
معراج رسالت :- رسالت، ایک منصب جلیل ہو، جو فرشتے اور انسانِ مَرَد کو بخواب اللہ بخشا جاتا ہو یہ وہی ہو کسب نہیں۔

”اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَعْلَمَ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَعْلَمَ

رسولوں میں پانچ اولوالعزم ہوئے ہیں شرع لکم مِنَ الدِّينِ الْغ

آیہ سورہ شوریٰ ۱۳

رہم نے آپؐ پر وحی بھیجی، اور نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ علیہم السلام کو یہ وصیت کر چکے ہیں کہ دین قائم رکھو اس میں تفرق نہ ڈالو۔ تمہارا ایک ہو جانا مشرکین پر گراں گزرے گا۔ اللہ جس کو چاہتا ہو چن لیتا ہو اور جو بندہ اُس کی طرف رجوع کرے اُس کو بھی ہدایت بخشتا ہو۔ (صراطِ مستقیم پر چلائے جاتا ہو۔ اس میں مرکز قائم رکھنے اور باہم متحد رہنے کی بڑی تاکید ہو)۔ حضرت آدمؑ ثانی نے بڑی تندہی سے ساڑھے نو سو برس تک یہی تبلیغ کی اس کثیر عرصے میں ۱۲ یا ۱۳ صاحبانِ یقین بنا سکے۔ یہ دیکھتے ہوئے رسالتِ محمدیؐ معراج کمال پر نظر آتی ہو کہ حجۃ الوداع میں (دس برس میں) ڈیڑھ لاکھ مومنین و مومنات حضور حق میں پیش فرمائے۔ اور شانِ ذات و صفات، شہید کائنات علی الصلوات کے استفسار پر سب نے پیشہادت ادا کی کہ ”منشائے حق ہمیں یقیناً دلنشیں کرا دیا گئے

احادیث قدسی پڑھو اور سمجھ لو رسالت کی معراج کا پوچھنا کیا!

نہ بزم دنا ہو نہ یہ طور سینا تو پھر حجرہ مصطفیٰ بن گیا کیا؟

۶۵۔ معراج محمدیت :- جس طرح خدا نے بزرگ برتر نے کسی پیغمبر کو نہ محمد نام نہ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ لَقَب بَحْثًا۔ اسی طرح یہ معراج بھی مخصوص حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہو۔ جو اپنی نسبت نامی و مقامی میں اتنی رفیع المرتبت ہو کہ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ سے انتہائی قرب و حضور حاصل رکھتی ہو۔ محمد، حمد سے مشتق ہو جو غیر فانی کے لیے آتا ہو اسی سے محمود بھی ہو۔ مذبح سے مدوح بنتا ہو جو فانی کے واسطے مستعمل ہو۔ نام نے زندہ دل اصحاب کو حیات النبی کا یقین دلایا ہی تھا کہ محرم اسرار الہی نے اپنے مقرب حق ہونے کا بلا شرکت غیر سے یوں راز سمجھایا۔ ”لَمَعَ اللّٰهُ وَقَدْ کَانَ یَسْعٰی فِیْہِ مَلٰئِکَ مُقَرَّبَ وَلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ“۔

کہاں میں کہاں لی مع اللہ والے ملک میں نہ مُرْسَل، یہ ہوا ماجر کیا؟
حقیقت کی زینت ہو پاس شریعت نہ پوچھو مرے دل میں ہوا کیا کیا؟

اے مدنی برقع و کٹی نقاب؟ خیر کہ شد مشرق و مغرب خراب!
خاک رہت بر سر تاج باد ہر شب عمرت شب معراج باد!

۶۶۔ ہجرت (مدینہ منورہ میں تمدن آرائی)

معراج انسانیت :- رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کے موزیل کو دامن رافت میں پناہ دی تو آیا ہوا عذاب ٹل گیا کتے پلٹے تو یہاں کے باشندوں کے لیے دست بدعاری سے۔ وحی حق نے خبردار کیا کہ آپ تو ان سفاکوں کے حق میں ہر دم دُعا کرتے رہتے اور یہ باندیشیں پردہ کعبہ پکڑ کے ہم سے یہ درخواست کر رہے ہیں۔

اللّٰہُمَّ اِنْ کَانَ لَہَا ہُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ . فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ اُعْثِرْنَا بِعَذَابِ الْیَمِّ بِ الْفَال

رب کعبہ؟ اگرچہ محمد اور قرآن شریف سچے ہیں اور تیری طرف سے آئے ہیں مگر ہم تو انہیں کبھی نہ مانیں گے۔ خواہ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا خواہ دردناک عذاب نازل کرے۔

اور آپ کی فطری رحمدل دیکھتے ہوئے حکم دیا ”وَمَا کَانَ اللّٰهُ لَیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہُمْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَہُمْ وَہُمْ لَیْسَتْ تُعْفِرُوْنَ“۔ پ الْفَال ۳۳

ان سنگدلوں، موزیلوں پر عذاب الہی کیسے آئے جبکہ آپ جیسے رحمت مجسم خیر خواہ، عیال اللہ ان میں ہیں۔ نیز آپ کے تعلیم یافتہ اصحاب براہ طلب مغفرت کر رہے ہیں

اچھا تو اسے صاحب معراج انسانیت آپ کو شرب والے معتقدین خلوص دل سے لے جانے پر مقرر ہیں! ہماری بھی اجازت ہو۔ یہ شریفانہ طرح بھی اُوروں کو دیکھ لیجئے۔ آخر ہمارا عذاب کب تک ان نافرمانوں، بدکاروں کو چھوڑے رکھے گا۔ ہم بھی دیکھیں انہیں کعبہ

بجائے۔ جب آپ کو رسول خدا اور قرآن حکیم کو قانون حیات بنجانب اللہ نہ مانیں گے ہرگز ہرگز عذاب الہی سے نہ بچ سکیں گے۔ بات یہ تھی کہ پچاسویں سال عمر شریف کے شرب

سے قبیلہ خزرج کے چھ شخص، مکہ مکرمہ آئے تھے انھوں نے حضور پاک کی زبانی اسلام کی

خوبیاں سنیں اور صدق دل سے ایمان لے آئے اور واپس جا کر گھر گھر اس کا ذکر شروع کر دیا۔ اس کے دو تیسرے سال ۱۲ اشخاص اور تیسرے سال ۵۰ صاف باطن مسلمان ہوئے۔

اور عرض کرنے لگے کہ ان ناقدروں کو اپنی ضد پر چھوڑیے آپ تو شرب تشریف لے چلیے۔ جس گھائی میں یہ مذکور تھا وہاں اُس وقت حضور پاک کے بڑے شیفہ حضرت عباس ابن

مطلب رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ انھوں نے چچا ہونے کا رشتہ جتا کر ان طالبان حق کو صاف صاف مطلع کر دیا (مفہوم) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان کے

چشم و چراغ ہیں۔ دشمنان حق کے مقابلے میں ہم لوگ ان کا ساتھ دے رہے ہیں اگر تم

بھی اسی طرح مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ہو ورنہ ابھی سے سوچ لو۔“
 یثربی سرداروں نے کہا یا رسول اللہ! اب تک تو ہم میں اور یہودی میں تعلقات ہیں مگر
 بیعت مبارک کے بعد سے یہ ٹوٹ جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اسلام خدا کو قوت اور غلبہ
 حاصل ہو تو حضور والا، ہم جاں نثاروں کو چھوڑ کر چلے آئیں۔ مسکرا کر فرمایا
 (مفہوم) ”میں تمھارا ہوں اور تم میرے۔ میرا خون تمھارا خون ہو اور تمھارا خون میرا خون ہو“
 الغرض جاہلیں میں قول و قرار ہو کر بات پکی ہو گئی۔ یثربیوں میں سے ۱۲ نقیب بن گئے قریش کو خیبر
 ہوئی تو وہ بہت گھبراتے۔

منتشائے حکم ایزدی اور اہل یثرب کا پر غلوص شوق نظر رکھتے ہوئے آنحضرتؐ نے غریب
 مظلوم مسلمانوں کو یثرب ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اپنا ارادہ
 ہجرت ظاہر کیا۔ جواب ملا ذرا ٹھہرو۔ شاید حق تعالیٰ تمھیں میرا ہم سفر بنا دے۔

ذات دیانت آیات پر مخالفوں تک کو اتنا اعتماد تھا کہ اپنی اپنی امانتیں بلکہ جوان عمر
 بیٹیاں تک وہ امین العرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر جاتے اور سفر سے واپس آکر
 جوں کی توں پالیا کرتے تھے۔ مکیوں کے سرداروں نے ایک رات بارہ کنہوں سے بارہ تیغ
 زن چنے تاکہ قصاص نہ دینا پڑے، خون بہا پر فیصلہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس
 سفر کے لیے پہلے سے دو اونٹ خرید رکھے تھے۔ آدھی رات گئے حضور پاکؐ نے جناب علی رضی
 کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ آؤ میرے بستر پر یہ سبز چادر اور ڈھکرا آرام سے سو جاؤ، دشمن میرا تمھارا
 بال بیکانہ کر سکیں گے۔ دروازے سے برآمد ہوتے ہوئے سیکھو کہ ان کے جمع ہو کر کون
 اللہ پر پڑھ کر دم کیا ۲۴ آنکھیں بے نور ہو کر رہ گئیں۔

۱۲ تیغ زلوں کی ۲۴ آنکھیں سبز چادر میں لپٹے ہوئے علیؓ مرتضیٰ کو نبی مصطفیٰؐ دیکھتی
 رہیں۔ ولایت مآب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس شب دو کرا متیں ظاہر ہوئیں۔

۱۔ فرماتے ہیں کہ کعبے سے آغوش مادر گرامی آتے ہیں جب سے حضور سر پانور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی چشمان مبارک دیکھیں، میری آنکھوں سے نیند نکل گئی۔ الا اُس شب کو حضور والا نے
 فرمایا۔ میں خوب سوتا رہا یہاں تک کہ نماز شب کا وقت ہوا۔

۲۔ قد و قامت میں بھی اسی طرح اعجاز نمائی ہوتی رہی کہ کفر کی ۲۴ آنکھیں مجھے نبی کریمؐ ہی
 سمجھتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں سبز چادر سے باہر نکلا۔ اور نماز شب کیلئے کعبۃ اللہ کی طرف چلا۔

گھر سے باہر قدم رکھا تو نگراں کافروں نے حضور پر نوز کو بوجھا۔ جواب سنا۔ خدا جانے۔

حضور پاکؐ اپنے صدیق کے مکان پر پہنچے۔ وہ چشم براہ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بڑی صلہ ہو

نے جلدی میں اپنے کمر کے پٹکے کے دو کر کے ناشتہ دان باندھ دیا۔ ذات الطافین کا لقب

پایا۔ حضور پاکؐ اول بیت اللہ شریف تک آئے اشکبار ہو کر فرمایا۔

(مفہوم) اے خدا کے گھر؟ میں کبھی تجھ سے جدا نہ ہوتا! کیا کروں گھر والے ہی کی یہی مرضی ہو۔

پھر انا تجھ کے فی خورہم و لغو ذبک من شمر و رھم پڑھتے ہوئے بڑے۔

صدیقؓ نے التجا کی کہ کتے والے نقش قدم پہچان لینے کے بڑے ماہر ہیں حضورؐ میری پشت پر

سوار ہو لیں۔ میں پیچوں کے بل چل کر غار توڑ تک پہنچوں گا۔ یا غار نے پہلے اندر اتر کر غار

کو صاف کیا اُس کے سوراخوں میں اپنی چادر بچھا کر ٹھونس ٹھونس دی اس سے اطمینان

ہوا تو محبوب کربا علیہ التحیتہ واثنا کو اپنے ہاتھوں پر لے کر آرام اس خلوت خانے میں سُقری

جگہ بٹھایا بجائے تکیہ کے اپنا زانو بچھا دیا اور دلا آرام کو آرام کرایا۔ خلوت مکہ حرام میں حضرت

جبریلؑ میں نے ایسا موقع پایا تھا۔ اور اس خلوت خانے میں تین دن رات، حضرت ابوبکرؓ

کو خوش قسمتی سے ایسا تخلیہ پیش آیا۔ امام الانبیاءؑ کے ساتھ تین دن رات نمازیں ادا کیں۔

زبے مقتدا و خجے مقتدی

ایک سوراخ بند کرنے کو چڑا نہ بچا تھا اُس پر پاؤں کا انگوٹھا جما دیا تھا۔ منتظر دیدار سانپ

نے نکل کر کاٹا دُرد سے بیتاب دیکھ کر رشکِ مسیحؐ نے لعاب دہن لگا دیا۔ آرام ہو گیا، چین آگیا۔

شب کو عبد اللہ ابن ابی بکرؓ مکیوں کے منصوبے سنا جاتے اور شام کے جھٹ پٹے میں عامر

ابن فہیرہ آزاد کردہ حضرت ابوبکرؓ بکریاں ادھر لاکر تازہ دودھ پیش کر جایا کرتے۔ جاتے ہوئے

نشانات قدم مثالتے جاتے۔

جب تیغ زن ناکام آئے تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حضور پاک کا پتہ پوچھا انھوں نے کہا خدا جانے۔ اب چاروں طرف دوڑ بھاگ شروع کی۔ ایک جماعت کو حضرت ابو بکرؓ نے غار ثور کی طرف آتے دیکھا۔ کچھ محزون ہوئے تھے کہ امیدنا امیداں اور چارہ بیچارہ گاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈھارس بندھائی ”لَا تَحْزَنُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا“ قرآن مجید نے یہی الفاظ دہرا دیے ہیں اور اہل معانی کا یہ کہنا ہے کہ حضورؐ نے ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ رکھ کر ہم حال و ہم خیال بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مخلصان محمدیؐ کو وعدہ لاکھوت علیہم ولاہم یحزنون سے نوازا ہے۔ جب گرفتار تلاش میں ثور کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ غار کے منہ پر کڑھی کے جا لے ہیں۔ عقل سقیم نے انھیں یہ سمجھا کر تحقیق حال سے باز رکھا کہ اگر کوئی شخص غار کے اندر جاتا تو یہ جا لے ٹوٹ جاتے وہیں سے پلٹ پڑے اور حافظ حقیقی نے اپنے حبیب پاک کو اور ان کے ساتھی کو محفوظ رکھا۔

اس گروہ کے بھی خاص نام اور پتے پر ابو جہل نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی ان دونوں کے سر لائے گا تنو تنو اؤنٹ انعام پائے گا۔

تہجد سے فراغت پاکر صبح صادق تک پھر آنحضرتؐ نے آرام فرمایا۔ اس کے بعد اٹھ کر طہارت اور وضو تازہ کر کے دونوں صاحب نماز فجر میں مشغول ہو گئے۔ اشراق کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ناشتہ پیش کیا۔ حضور پاکؐ نے اب غار کو صورت خلوت خانہ دیکھ کر بار غار کی خدمتوں کا اندازہ لگایا اور صدق دل سے ہاتھ اٹھا کر خدا کی جناب میں یہ دعا کی ”اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي فِي الْجَنَّةِ“ اے اللہ! ابو بکرؓ کو میرے ساتھ جنت میں میرے درجے میں رکھ!)

ف۔ اہل سلوک معترف ہیں کہ اس خصوصیت کا تغلیہ یا شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے قرب کے ساتھ حاصل تھا یا یہ تین شبانہ روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے

خوش نصیب کو یہ معراج تعلیم عرفانی میسر آئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخش رخائے بخشندہ

ف۔ اہل اسلام کہتے ہیں کہ ایک حقیقی مسلمان کے لیے جو ”لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ“ کہہ کر ایمان رکھتا ہو اور سب اصحاب با وفار کو ایک ہی قرآن مجید کی سورتیں سمجھتا ہو اعظمت و احترام ملحوظ رکھتا ہو، اس امر پر بھی نظر غائر فرمادی ہو کہ ”بَلَدَكَ الرَّسُولُ فَضَّلْنَا بِعِزِّهِمْ عَلَى بَعْضِ“ کے منشاء کے موافق صاحب ”رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر ترجیح و ارفع یقین کرنا عین ایمان و قرین عدل جانتا ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ سورتہائے قرآنی کی خردی و بزرگی کو معلوم کر کے مرتبہ صدیقی کا اندازہ و احساس نہ کر سکے اور جبکہ فضیلت سید المرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شائبہ تنقیص انبیاء علیہم السلام مقصود نہیں ہو تو پھر فضیلت صداقت نائب، نقص مراتب صحابہ و مدارج خلفاء پر کس طرح محمول ہو سکتی ہو۔

خوانم پس تسمیہ ما تو فیقی بالاسات بہر جامع سلم صدیقی
از آیت اطاعت و حدیث جنت اگر فرق مراتب نہ کنی، ز ندیقی

گفتار عقل کے بندے اپنی ظاہر پرستی پر غرور کیا ہے اور ناکے دیکھتے پھرے۔ اور اگر حسب قرارداد، دن بھر کی خوبیوں عبد اللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہا نے جاسنائیں۔ بھائی کے ساتھ اسلامیت ابی بکرؓ بھی کھانا لے کر گئی تھیں۔ عامر بن نبیرہؓ بھی شام کے جھٹ پٹے میں گلے لے آئے تھے جنھیں دودھ لینے کے بعد رخصت مل گئی۔ تین شبانہ روز یہی خدمتیں ہوتی رہیں۔ کھانے پینے، حفاظت اور رازداری کا انتظام کافی رہا۔ چوتھی رات کو عبد اللہ ابن ابی بکرؓ عبد اللہ ابن اریقط کو چہرہ آگاہ سے مع دونوں اونیٹوں کے ثور پر لائے۔ پانی کا مشکیزہ اور کھانے کا برتن اپنے والد کے حوالے کیا۔ عامر ابن نبیرہؓ اور عبد اللہ ابن اریقط اگلے اونیٹ پر بیٹھے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم مع حضرت ابو بکرؓ پچھلے اونیٹ پر سوار ہو کر براہ ساحل یشرب روانہ

ہوئے۔ دو رات ایک دن برابر چلتے رہے صرف نمازوں کے لیے اترتے، پھرتے تھے دوسرے دن دوپہر کو سخت دھوپ تھی۔ کھانا بھی ہو چکا تھا۔ ایک درخت کا (یا چٹان کا) سایہ دیکھ کر حضور پاکؐ سے اجازت لے کر حضرت ابوبکرؓ نے سواریاں رگوائیں۔ سواری سے اتر کر اپنی چادر جو دوسرے ہی دن گھر سے منگوائی تھی زمین جھاڑ کر بچھائی اور حضورؐ پر نور کو آرام کرایا۔ عامرؓ پاس بیٹھے۔ عبداللہ ابن اریقطؓ سواریوں کے پاس رہا۔ اور یہ ذرا آگے بڑھے ایک چرواہا نظر پڑا اس کو رضامند کر کے ایک بکری کے تھن دھوا کر ہاتھ پاک کر کے دودھ دوا۔ برتن کے منہ پر کپڑا لپیٹ کر لائے اور پانی ملا کر چھان کے حضورؐ اقدس کی خدمت مبارک میں پیش کیا۔ حضورؐ سر ایا توڑنے نوش فرمایا۔ بچا ہوا دودھ آپ کا غیر مشترک حصہ تھا۔ پھر برتن اور معاوضہ شیر دے کر عامر کو بھیجا۔ وہ دودھ پی کر آگئے تو عبداللہ ابن اریقطؓ کو اسی طرح بھیجا وہ گلے کی طرف چلے اور یہاں عامر سواریوں کی نگرانی کرنے لگے۔ چارہ ڈال دیا۔ عبداللہ سیر ہو کر آ گیا تو عامر مشکیزہ بھر لائے۔ یہاں حضور پاکؐ نے دن ڈھلتے ہی تجرید وضو کے بعد نماز باجماعت پڑھائی حسب معمول حضرت ابوبکرؓ و عامر بن فہیرہ مقتدی تھے۔ نماز ظہر کے بعد روانگی ہوئی۔ قریش کا ایک جاسوس اشتہار سی انعام کا جھوکا (سراقہ ابن مالک ابن جشم) اس عرصے میں آپؐ پہنچا۔ حضرت ابوبکرؓ جو ہر طرف سے چوکنے لگے اُس کے تیور دیکھ کر شوش ہوئے اور معاملہ حضور پاکؐ کے گوش گزار کیا تھا کہ سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سوار سر کے بل گرا حضرت ابوبکرؓ دیکھ رہے ہیں کہ اُس نے اُٹھ کر تیر پر فال لی اور پھر متعاقب ہوا۔ اس دفعہ اُس کو مع اسپ، ایک گولے نے آگھیرا۔ ابن اسحاق کی تحقیق کے موافق سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں گھٹنوں زمین میں دھنس گیا اور دستگیری کے لیے حضور پاکؐ کا نام نامی لے کر پکارا۔ اس عذاب سے خلاصی پائی تو گھوڑے پر سوار۔ حضور پاکؐ کی سواری کے نزدیک اگر عرضا ہوا۔ میں سراقہ ہوں اپنے ارادہ بارے باز آتا ہوں مجھے کچھ نشانی بخشش فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر کچھ لکھوا کر عطا فرمادیا۔ رفتح مکتہ کے بعد معرکہ حنین کی فتح

کے دن اس نشان کے ذریعے سراقہ کو حضورؐ نصیب ہوئی وہ صدق دل سے مسلمان ہوا۔ سراقہ کے بعد بریدہ بن الحصیب بھی خبر پا کر بارادہ بد سامنے آیا۔ چار آنکھیں کیا ہیں ناچار آنکھیں ہو گئیں یہ بھی مسلمان ہوا۔ اگلی منزل پر حضرت زبیرؓ (رسول کریمؐ کے بھوپتی کے بیٹے بھائی) اور حضرت ابوبکرؓ کے غولیش اور اس رشتہ ناسوتی سے حضور اکرمؐ کے ہم زلف بھی (ملک شام سے مال تجارت لے آتے ہوئے ملے۔ انھوں نے یثربی عاشقوں کی بیقراری سنائی اور دونوں صاحبوں کو کچھ بیش قیمت پارچہ نذر کیا۔ اسے غیبی امداد سمجھا گیا۔

امم معبد کے خیمے تک پہنچے حضرت ابوبکرؓ اُس ضعیفہ سے ستویا خراما طلب کیے رعدز خواہ ہوتے ہوئے اُس نے مہانوں سے معافی چاہی۔ حضورؐ معجزہ نما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ بٹھا کر یار غار سے فرمایا ضعیفہ سے اجازت لو کہ ہم اس بوڑھی کمزور بکری کا دودھ دھو لیں؟ ضعیفہ نے کہا اس کے دودھ کہاں؟ اگر لے سکو تو شوق سے لے لو کچھ تعرض نہیں ایک برتن صاف کر کے لے بیا یہی بکری کے تھنوں سے اتنا دودھ دوا کہ چاروں مسافروں سے بچ گیا۔ اور امم معبد کے کام آیا۔

ابن اسحاق اور ابن ہشام نے لکھا ہو کہ عبداللہ ابن اریقطؓ مکتہ مکرمہ سے چل کر ساحل کے راستے ہولیا، عفاں کے نیچے ہوتا ہوا اُج کے نیچے ہوتا ہوا قدید کے پاس پہنچا۔ وہاں سے ثنینۃ المرقہ کے قریب ہو کر لفتا، مدحجہ، لقف، مدحجہ مجاج، ذی عصوین، لطن کشد، جداجد، اجرو، ذاسلم، عیایب، اور قاحہ سے گزرتا ہوا عرج پہنچا۔ یہاں جب محبوب خدائے عزوجلؐ نے حضرت زبیرؓ بن العوامؓ کی زبانی یثربیوں کا ذوق و شوق سنا تو اپنی آمد کی خبر بھیجی چاہی۔ حسن اتفاق کہ حضرت ابوبکرؓ کے شناسا اوس بن حجرؓ نکل آیا اُس کو ابن الرواد نامی اونٹ پر سوار کر کے مع اُس کے غلام مسعود بن ہین کے یثرب روانہ کیا۔ اور خود بدولت عروج سے ثنینۃ الغار پہنچے۔ یہاں سے لطن ریم کی طرف اترے اور قبا میں منزل کی۔ قوم بنی عمرو میں کلثوم بن ہدم کے مکان میں فروکش رہے۔ ۸ ربیع الاول تھی اور خدا کے رسول مقبولؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۳ برس کی عمر ناسوتی میں تھے۔

یشرب سے ۳ میل کے فاصلے پر اونچے میدان میں یہ بستی تھی جس کو عالمیہ یا قبا کہتے تھے۔ یہیں ایک کنواں نہایت کھاری اور کڑوے پانی کا تھا لعاب و بہن سید عالم ڈالنے سے وہ حد درجے کا میٹھا ہو گیا۔ کنویں کے پاس ہی آنحضرت نے مسجد کی بنیاد ڈالی۔ کلام قدیم میں اس مسجد کی توصیف یہ آئی ہو کہ **لَمْ سَجِدْ أُسْتَسَّ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ**۔ **فِيهِ رَجُلٌ يُحِبُّ أَنْ يُتَّطَّعَ لَهُ وَأَلَّهِ يَحِبُّ الْمُتَّطِّعِينَ**۔ امام المتقین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست خاص کی یاد گاریہ مسجد شریف آج بھی اسلامی دنیا میں بڑی عقیدت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اس میں روپیہ حضرت ابوبکرؓ کی تحویل سے صرف ہوا تھا۔ تیسرے روز جناب علیؓ مرقضی کرم اللہ وجہہ بھی یہیں آئے۔ آنحضرت اور حضرت ابوبکرؓ سے بغل گیر ہو کر مسرور الوقت ہوئے۔ پیدل چلنے سے جو آبلے پڑ گئے تھے اُن پر حضور پاکؐ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ اُکرام اُگیا۔ چین پایا۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز مسادات، سادگی، اور اس پر خاموشی اَوَّل بیگانوں کو یگانوں میں ممتاز نہ کر سکی۔ اتفاق سے حضرت ابوبکرؓ کی ریش مبارک جلد سفید ہو گئی تھی اس سے یشرنی ناواقفوں کو اشتباہ ہوا چنانچہ وہ لوگ انھیں کو رسول اللہؐ سمجھ کر تعظیماً مصافحہ کرنے بڑھے (یہ قبا میں پہنچنے کا وقت ہو جس کھجور کے سایے کو اُس بے سایہ پر چادر تاننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ وہ سر مبارک سے ذرا سرگ گئی تھی حضرت ابوبکرؓ نے اُس وقت اپنی چادر فرق مبارک پر تان کر بتا دیا کہ مخدوم کو نین تو یہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں تو ایک خادم ہوں۔ صحیح بخاری بتاتی ہو کہ قبا میں ۳۴ دن قیام رہا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے دن۔ یشرب کا عزم فرمایا۔ بنی سالم کے محلے تک سواری پہنچی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ حاضرین نے امام الانبیاء علیہ النجیۃ والثناء کی امامت میں نماز جمعہ پڑھی۔ خطبہ و نماز کے بعد دیکھا کہ حضور پر نورؐ کے ننھیال والے کمر باندھے ہتھیار سجے لینے کو آتے ہیں اور لوگ بھی

قبا سے یشرب تک دو روئے لینے کھڑے تھے۔ جس قبیلے سے گزر رہا تھا وہی التماس برابر ہوتی کہ اے خدا کے رسول مقبولؐ یہ گھر، یہ جان و مال حاضر ہو۔ آنحضرتؐ شکر یہ ادا کرتے اور دعا دیتے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کے جوش محبت کا یہ حال تھا کہ مستورات تک پھتوں پر چڑھ کر حسب دستور دف پر یہ شکر یہ سنار ہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ شَيْتَانِ الْوَدَاعِ
وَجَبَتْ شُكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعِ!!

(چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل رہا ہو وداع کی گھاٹیوں سے۔ ہم پر شکر خدا واجب ہو جب تنگ دعا مانگنے والے عامانگیں۔)

باب غنبری جو یشرب کے آنکھوں دروازوں میں بڑا ہوا اُس سے شہر میں سوار داخلہ ہوا۔ رسالت کی سواری کے ساتھ شوکت صداقت، معیت رحمت اور اہل یشرب کے حسن عقیدت کا جلوس تھا ان مصلحان عالم کے قدم آتے ہی کچھ ہی دنوں میں یشرب (فساد گاہ) نہ رہا بلکہ مَدِينَةُ النَّبِيِّ کے مبارک نام سے زبان زد خاص و عام ہوا۔ کثرت استعمال سے صرف مدینہ (شہر) رہ گیا۔ اور اہل ادب نے ہمیشہ مدینہ منورہ کہا۔ لکھا۔ رُبَاعِ

اسلام نے رکھی ہو تمدن کی بنا دستور یہی سارے رسولوں کا رہا
اور سب میں ہو تکمیل کا اُس ذات کو فخر اک نام رسولِ مدنیؐ ہو جس کا

۶۷۔ منہ ہجری کے واقعات

مدینہ منورہ میں رسول مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات مہینے حضرت ابویوب انصاری کے ہاں مقیم رہے۔ یوں تو ہر مسلمان چاہتا تھا کہ قدم شریف میرے مکان میں آئیں مگر رسول برحقؐ نے فرمایا میری اونٹنی جہاں بیٹھ جائے گی میں وہیں رہوں گا۔ حکم الہی سے اونٹنی ابویوب

انصاری کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور وہ خوشی خوشی سامان سواری سے اُتارے گئے۔ نیچے کے حصے میں خود بال بچوں سمیت رہے اور اوپر کے حصے میں سردار و جہاں کو فروکش کرایا۔

سعد ابن زرارہؓ نے ایک قطعہ زمین مسجد کے لیے خاص کر رکھا تھا، حضور پر نورؐ نے زمین کا قطعہ تو پسند فرمایا مگر ملکیت کی تحقیق کرائی اور دو تہیموں کو زمین کے دام پیدا لکھی عادل نے پڑتے کے حساب سے دتل دینا حضرت ابوبکرؓ سے بیہیموں کو دلوا دیے۔ اس پر مسجد نبوی تعمیر ہوئی بنیاد کھودنے میں خود بدولت بنفس نفیس شریک رہے۔ سنگ بنیاد رکھنے کا موقع آیا تو سب حاضرین کی درخواست پر ایک بڑا پتھر سنگ بنیاد بنا کر رکھ دیا۔ پھر فرمایا میرے پتھر کے پاس ابوبکرؓ اُس کے پتھر کے پاس عمرؓ ابن الخطاب اُس کے پتھر سے ملا کہ عثمان ابن عفان اور اُس کے پتھر سے ملا کہ علی ابن ابوطالب پتھر رکھیں اس پر عمل ہو چکا تو حکم دیا اب سب مسلمان بنیاد بھریں۔

مہاجرین سے انصار کا رشتہ اخوت قائم کر لیا جو دراصل ایک عقد تھان تھا اس میں جس قدر باریک بینی سے کام لیا گیا وہ بس عقل نبوت ہی کا حصہ خاص تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے بھائی محملہ نسخ کے سردار حضرت خارجہ ابن زید غزرجی بنے۔ حضرت ابوبکرؓ نے محملہ نسخ میں زمین خرید کر زمانہ مکان تیار کرایا ایک دوکان بنوائی اور اہل محملہ کو تعلیم اسلام سے مشرف و مزین فرمایا۔ ازواجِ مطہرات کے حجرے تیار ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید ابن حارثہؓ اور البراءؓ کو مکے بھیج کر جناب فاطمہ الزہراؓ سلام اللہ علیہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ بنت زمعہؓ اُسامہ بن زید اور ان کی والدہ امین کو بلوایا۔ انھیں کے ساتھ عبداللہ ابن ابی بکرؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ اپنے عزیزوں سمیت آگئے۔ ان کے آجانے پر حضور پاکؐ ابوالیوب انصاری کے ہاں سے اپنے نئے مکان میں رونق افروز ہوئے۔ سنہ میں یہود کے بڑے عالم عبداللہ ابن سلام حاضر خدمت ہوئے اور یہ تین سوال کیے۔ جنتیوں کی پہلی غذا بہشت میں کیا ہوگی؟ پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی؟ اور یہ کیا وجہ ہو کہ پتھر کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہو کبھی ماں

کے؟ جواب مرحمت فرمایا۔ اہل بہشت کی پہلی غذا مچھلی کے دل کے کباب ہوں گے۔ پہلی علامت قیامت کی ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ اور تہجیب لطف باپ کا قالب ہوتا ہو تو پتھر باپ یا اُس کے اقران کے مشابہ ہوتا ہو اور جب ماں کو غلبہ ہوتا ہو تو پتھر ماں یا اُس کے اقران کے مشابہ ہوتا ہو۔ عبداللہ بن سلام نے کہا یہ جواب منجانب اللہ رسول خداؐ ہی دے سکتے ہیں اچھا میں مسلمان ہوتا ہوں۔ پہلے میرا حال یہود سے دریافت فرمائیں۔ خود تو اڑ میں ہو گئے اور حضور پر نورؐ نے رُوسائے شہر کو بلا کر بڑی عزت سے بٹھایا اور پوچھا تم میں عبداللہ ابن سلام کیسا آدمی ہو؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا وہ رئیس ابن رئیس اور عالم ابن عالم ہی۔ فرمایا اگر وہ مجھے سچا رسول خداؐ مان لے تو تم بھی تسلیم کر لو گے؟ بولے نہیں صاحب وہ خود امام العلماء ہی اتنے میں آڑ سے نکل کر عبداللہ ابن سلامؓ حضورؐ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہنے لگے اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا وہ سب انھیں بڑا بھلا کہہ کر اٹھ گئے۔ عبداللہ نے عرض کی آپ نے دیکھا ان کی یہ فطرت ہو۔ حق شناسی سے انھیں دُور کا بھی علاقہ نہیں بس اپنی مَن مانی میں لگن ہیں۔

عبداللہ کے بعد کعب احبار کو یہ فکر تھی کہ ہم نے جواب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی متابعت اور توراۃ شریف کے احکام کی اطاعت کی جو ان کا کیا فیصلہ ہوگا؟ حضور میں حاضر ہوئے تو یہ آیتِ دافی ہدایہ سنی اور اب کعب احبار بھی ایمان لے آئے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيُغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ** پٹ سر جدید۔

(کلامِ الہی نے یقین دلادیا کہ موسیٰ بھی مومن ہیں۔ اس پر اگر تقویٰ اختیار کریں اور رسولِ وقت پر ایمان لا کر محترمی ہو جائیں تو رحمت سے دوسرے حصے پائیں اور نوری ہو جائیں۔)

اس واقعے کے بعد ۲۵۰ دوسو پچاس برس کا بزرگ سلمان نامی (جو مجوسی، یہودی اور نصرانی رہ چکا تھا اور کتب سابقہ کا عالم فاضل تھا) صدقے کی کوئی چیز لے کر پیش کرنے حاضر

ہوا۔ شاہد حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انبیاء پر صدقہ حرام ہو۔ دوسرے دن وہ ہدیہ لے کر حاضر ہوا۔ قبول فرمایا۔ سلمان مسلمان ہو گئے اور مہر نبوت دیکھنے دکھانے کی آرزو کی۔ حضور سر اپا نور نے گزرتے ہٹا کر سب کو مہر کی زیارت کرا دی زائرین نے دیکھا کہ نورانی خط سبز میں **مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** لکھا ہے۔ اب سلمان نے اپنی آزادی کے لیے بھی عرض کی۔ ان کے دیوئی آقا بلائے گئے انھوں نے یہ شرط پیش کی کہ کھجور کا ایک باغ لگایا جائے جب وہ پھلے تو مجھے ایک اوقیہ طلا دے کہ سلمان آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ حضور پاک نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تخم بوئے، اعجاز محمدی کہ اسی سال وہ باغ بار آور ہوا۔ سونا بھی عطا فرما کر ارشاد ہوا جا اپنے آقا کو یہ باغ اور یہ سونا دے کر آزادی لے لو۔

مہاجرین مکہ خشک ہوا سے مدینہ منورہ کی مرطوب ہوا میں آئے، بیمار ہو گئے حضور پر نور سے التماس دعا کی۔ اور اب وہ آرام نصیب ہوا کہ کیا کہنے حضور نبی کریم علیہ التیجۃ والتسلیم کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے یہود نے عبداللہ ابن ابی کو اپنا چچہ بنا رکھا تھا اسی کو شرب کا ناجدار بنانا چاہتے تھے لیکن اہل مدینہ نے جب صاحب اسلام کے پے درپے معجزات و رواداری اور صحابہ کی راست گفتاری و درست کرداری دیکھی تو اس کو رد کر دیا۔ ابن ابی کو یہ بات بہت ناگوار گزری اول اول تو وہ یہود کی تڑپی پر مخالفت اسلام کرتا رہا آخر بارمانی اور منافقانہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

اب یہود و منافقین نے تاکا کہ ان میں کہاں کہاں رہتے ہیں۔ انصار کا حضرت عمرؓ سے اختلاف، اور مہاجرین میں بنی ہاشم و بنی امیہ کی پرانی مخالفت سے انھیں مرطوب ہوا کی امید بندھی۔ ایک دن اوس و خزرج کے قبیلے والے بیٹھے انس و مجتبیٰ کی باتیں کر رہے تھے یہ اسلام میں آنے کی برکت تھی ورنہ ان دونوں قبیلوں میں پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ شناس بن قیس یہودی نے دوسرے گزرتے ہوئے یہ منظر دیکھا اور پس منظر کے تصور سے اس کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔ وہ یہ سوچتا ہوا چلا گیا کہ اگر یہ لوگ گھل گئے تو ہمارا کیلینے

کا۔ اس دشمن اسلام نے ایک ایسا چرب زبان مقرر کیا کہ ان میں ندیم مقرر کیا کہ جس نے ان کے پھلے قبیلے اور جنگ کی حالت میں کہے ہوئے اشعار سنا سنا کر دونوں قبیلوں کو اتنا برا فروختہ کیا کہ ایک روز تو خونریزی کی نوبت آنے کو تھی۔ خبر ملنے پر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقع پر تشریف لے آئے، وہ سب غصے میں بھرے بے قابو تھے مگر حضور اہم المصلحین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا

(مفہوم) اے اہل اسلام؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جاہلیت کی انسانیت سوز بلا سے نجات بخشی اور اسلام کی انسانیت ساز عطا سے عزت افزائی کی کیا تم پھر اسی کفر کی طرف پلٹتے ہو؟ اب مسلمانوں کو ہوش آیا، اپنی حالت پر پشیمان ہوئے اور سہتار پھینک پھینکے باہم گلے ملنے لگے۔ مدینہ منورہ میں انصار کے یہی دو قبیلے تھے، اس کی بہ نسبت خزرج کو مال و اولاد

کے لحاظ سے فروغ حاصل تھا اور جنگ بعات کے بعد سے یہ قبیلہ اپنا فروغ چاہتا تھا۔ خزرجیوں کا سردار قبیلہ سعد بن عبادہ کو سمجھا جاتا تھا۔ اسی قبیلے کی ایک شاخ بنی سجاد قبائیں تھی اس کا سردار سعد بن زرارہ تھے، ان کا انتقال ہونے کے بعد ان لوگوں نے اپنا سردار آنحضرتؐ کو مان لیا۔ اوس میں بنی عبد شہل نامور قبیلہ تھا، ابو عبیدہ، عاصم، زبیر، ابو جہل وغیرہ اور عمار یا سر کو اشہلیوں کا بھائی بنا دیا اور مصعب ابن عمیر، طلحہ، عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف، سعید بن زید، حاطب بن سلمان فارسی اور حضرت بلالؓ کو خزرجیوں کا بھائی بنایا گیا۔ یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد جناب علی مرتضیٰ نے کہا حضور پاکؐ نے مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ ارشاد ہوا (مفہوم) اے علی؟ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ رہے نصیب!

مدینہ منورہ میں مختلف مذاہب، متبائن الاحوال اور متفرق اہل پیشہ آباد تھے حضور سید الکونینؐ فخر دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے نظم و نسق کے متعلق اہل الرائے سے نیک مشورت طلب کی۔ آخر جو مسودہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے منتظم ذہن سے نکل کر پیش ہوا وہ ایک سنجیدہ اور مدبرانہ آئین تھا، پسند ہوا۔ اس کی دفعات

میں جس خوبی سے امن و عافیت عاتقہ کے پہلوؤں کو نظر رکھا تھا، وہ رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و تربیت خاص کا کامیاب اور امتحانی نتیجہ تھا۔

۶۸۔ بین الاقوامی معاہدے کا خلاصہ

جنگ اور صلح کی حالت کل اسلام پر یکساں ہوگی کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ وہ تنہا جنگ کا اعلان کر دے یا اکیلا صلح کر لے۔ یہودی جو ہماری سلطنت جمہوری میں شریک ہوں گے ان کی حفاظت ہم پر فرض ہوگی اور ان کے حقوق بھی یکساں رہیں گے اور وہ جمہوریہ میں عہدوں کے بھی مستحق ٹھہریں گے۔ مدینہ میں جو قومیں مثل چشم، حوف، تجار اور عوس آباد ہیں وہ سب ایک نظر سے دیکھی جائیں گی۔ اور وہ بھی اپنے دین کی اشاعت کر سکیں گی۔ گنہگار خواہ کسی قوم کا ہو، سزا پائے گا۔ اگر مدینہ پر کوئی حملہ آور ہوگا تو یہودی اسلام کے شریک ہو کر جنگ کریں گے۔ گزری ہوئی پچھلی باتیں سماعت نہ ہوں گی بلکہ اب اس معاہدے کی پابندی کی جائے گی۔ قاتل کو مرے موت دی جائے گی اور اگر وارثان مقتول چاہیں تو خون بہا لے سکتے ہیں۔

اس اتحاد سے شریکوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ یہود کو ابوسفیان کا خط ملا کہ یا تو مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو ورنہ ہمارے شدید حملے سے بچو۔ اس خط کے آتے ہی یہود نے عہد شکنی کی اور ابوسفیان کو خط کے جواب میں حملے پر اکسایا۔ لکھا کہ ادھر سے آپ لوگ حملہ آور ہوں ادھر سے ہم سب تمہارا ساتھ دیں گے۔

۶۹۔ اصحاب صفہ رض

دنیا اور اہل دنیا سے جب معاملات طے ہو گئے تو علم دین کی اشاعت منظور ہوئی طے پایا کہ مسجد نبوی کے صحن میں ایک چوبترہ بنوا کر اس پر ساٹھان ڈلوادیا جائے وہاں طالبان حق اپنی

زندگی تحصیل علم دین اور تعلیمات روحانی کے لیے وقف کر دیں۔ مصنف تیار کر آیا گیا انھیں طالبوں میں سلمان فارسی اور عامر ابن فیہرہ بھی شامل تھے۔ اس نازک فرض اور مفید و مقدس صیغے کی سرپرستی حضرت ابوبکرؓ کے سپرد ہوئی۔ جذبہ خلوص قلب صدیقی سے جلد از جلد یہ طالب اپنے مطلوب تک فائز ہوئے۔ یہی اہل دل بے اثر جماعتوں میں نزدیک و دور اثر عمل و خلوص دل کی بجائیاں پھونکتے رہتے تھے۔ اس طرح امن و سلامتی کی زندگی، علم و عمل کی پاکیزہ حیات، جدوجہد کے مقبول عمر، بندہ سچ اپنی معراج ارتقا و اتقا کی منازل آٹا فنا طے کر رہی تھی۔ اور اہل صفہ کے انوار قلوب سے مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی کا توازن صحیح بھی قائم رہتا تھا۔ اور تفقہ فی الدین و تحصیل فقر کے دروازے ان پر مفتوح ہوئے۔

ایک دن حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان طالبان حق کو ریاضت شاقہ اور جذبہ خدمت عبال اللہ میں سرشار دیکھ کر فرمایا

(مفہوم) اے خدا کے فقیر و غم پر میرے ماں باپ قربان۔ جب دین و دنیا کے علاوہ مولا کے بھی ان تمام فرائض کی ادا کی اجمالی فکر ہو چکی تو اب اپنے آقاؐ سے نادر محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فی الجملہ آرام کا خیال آیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد سے اب تک گھر کا آرام اور مستورات میں تبلیغ دین کا کام انجام دینے والی حضرت سودہؓ کافی ثابت نہ ہوئیں وہ ہشتاد سالہ معظمہ، پیمبر زادوں کی خدمت نوحوب بجا لائیں مگر بیت الشرف پاک کسی صدیقہ وقت کا منتظر تھا۔

ماہ شوال المکرم کو یہود کے زیر اثر رہ کر اہل مدینہ خانہ آبادی کے کام کے لیے منحوس خیال کرتے تھے۔ اس وہم کو مٹانے کے لیے خانہ آبادی حضرت صدیقہ بنت حضرت صدیق کے واسطے یہی مہینہ مقرر کیا گیا۔ اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نو برس کی ہو چکی تھیں۔ گرم ملک کی فضا، اور امیرانہ ماحول نے بلوغ کے آثار پیدا کر دیے تھے۔ حسن ظاہری و باطنی، حسن علم و عمل، حسن سیرت و سلوق، حسن مقبولیت و اخذہ خدا داد سے آراستہ و پیراستہ تھیں۔

نقشِ اَوَّلِ کَالنَّعْمِ الْبَدَلِ یہ نقشِ ثانی بہ طرحِ اہلبہ حضور پاکؐ ہونے کی اہل ہرنج امت کی شفیق ماں بننے کے لائق تھیں غرض کہ یہ شادی خانہ آبادی جس نے ہر نحوست و کلفت کا اثر ہٹا دیا۔ شوال سنہ ہجری میں ہوئی۔ مہر کے پانچ سو درہم حضور پاکؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے قرض لے کر اسی وقت ادا کر دیے۔ دوسرے دن ولیمہ اس تمول و عقیدت کو دیکھتے ہوئے بڑی شان سے ہونا چاہیے تھا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی انہی صلاحیت اور پیغمبر اسلام کی پُر خلوص خدمت کا یہ ثمرہ تھا کہ اُس اتقی لقب و مَر کی نفس نے حسبِ منشاء مَر کی عیال اللہ، اسلامی اور ضروریات کا خیال مقدم رکھ کر جس سادگی و بے تکلفی سے اس تقریب شرعی کو ادا فرمایا وہ تمام اہل اسلام کے لیے قابلِ تقلید مثال ہو۔ صبح بعد نوافل اشراق حسبِ اشارہ صدیقی حضرت سعد ابن عبادہؓ ایک کٹورہ تازہ دودھ لیے در دولت پر حاضر ہوئے۔ حضور پاکؐ کٹورہ اندر لے گئے۔ میاں بیوی نے سیر ہو کر پی لیا اور لانے والے کو کٹورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ خوب ولیمہ ہوا۔ یہ ہونے پر بھی شہور کر دیا تھا کہ ہم نے مہاجروں کی اولاد بند کر دی ہو۔ اس تو ہم کو حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے نے یہ غلط ثابت کر دکھایا حضرت زبیر بن العوامؓ بیٹے کو نہا لچے میں لیے ہوئے حضور میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے اور صدیق اکبرؓ کے نواسے کا نام عبداللہ تجوڑا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیت کے لیے یہی نام مقرر فرمایا۔ اوریوں اُم المؤمنین، اُم عبداللہ کیا ہوئیں خود بچہ فرزند رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گیا۔

۷۰۔ تحویل قبلہ

معراج محبوبیت :- اَصلِ مَعْبَد کو معبود حقیقی نے اپنے خلیل و ذیج سے کعبۃ اللہ شریف بنوایا تھا جو حج میں حضرت یعقوب ابن اسحاق علیہم السلام نے بیتِ ایل بنا لیا تھا۔ اور انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس

پختہ تعمیر کرایا تھا اب ۱۱۰ھ میں کعبۃ اللہ شریف کو معبود بنا لینے کی التجائے محبوب کو رب العالمین نے پذیر فرمایا۔ قرآن حکیم میں جو آیات تحویل قبلہ کے متعلق آئی ہیں اُن سے معراج محبوبی ظاہر ہوتی ہو اور آنحضرتؐ کو رَامُ الْقُبْلَتَیْن ثابت کرتی ہو قد شری تَقَلَّبَ وَجْهَکَ فِی السَّمَاءِ۔ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَہً تَرْضَہَا قَوْلًا وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِہِذِهِ بَقْعَہ (ہم خوب دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی توجہ قلبی آسمان میں دراز رہی ہو ہم آپ کی مرضی کے قبلہ کی طرف آپ کا رخ موڑ دیں گے) اس مستقبل کو دیکھ کر نہ جانے محبوب کبریا کے تیور عینِ نمازیں کیا کہہ رہے تھے کہ مَعَاذِ اَنْ بَارِئِ تَعَالٰی بَلَا۔ اچھا تو ابھی اُس سمت رخ موڑ لیجیے۔ (جدھر آپ کی مرضی ہو۔)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رَامُ الْقُبْلَتَیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر پڑھا رہے تھے۔ حکم ہوتے ہی آپؐ نے اپنا رخ کعبۃ اللہ شریف کی جانب موڑ لیا۔ جو اصحاب فتانی الرسول اقتدا میں تھے اور حضور محبوب حق کی حرکات و سکنات کو فعل اللہ سے یقین کرتے تھے اُن دُل خوش عقیدتوں نے بے تاثر ساتھ کے ساتھ اپنے رخ کعبۃ اللہ شریف کی طرف موڑ لیے یہ حضرات، اسلام میں عشرہ مبشرہ کے ممتاز لقب سے مخاطب ہونے لگے۔ وہ دُل صحابیؓ یہ ہیں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، سعیدؓ، عبدالرحمن ابن عوفؓ، اور ابو عبیدہؓ ابن الجراح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور جو صحابہؓ انھیں دیکھ کر بہ توقف، کعبہ رؤ ہوئے انھیں بھی کریم ابن کریمؐ نے یہ توقف نوازا۔

ایسے ہی اہل محبت نے عرض کی تھی کہ جس خدا کی محبت نصیب ہو۔ آیت یعنی خدا کی نشانی نازل ہوئی قُلْ (یا مُحَمَّدؐ) اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یَحْبِبْکُمْ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پت سمجھا دیا گیا کہ ہمارے محبوب بنا چاہتے ہو یہ راہِ خطر ناک ہو۔ تم اگر ہمارے محبوب کے متبع ہو جاؤ گے تو ہم تمہیں اپنا محبوب بنالیں گے پھر تم جفا کرو گے تو ہم وفا کرتے رہیں گے یعنی تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

کہ ہم تو ہیں ہی بخشے والے مہربان، اہل محبت نے اس مقام سے بھی محبوبانہ معراج کا سبق لیا۔
ہو یعنی جس کا منشع، محبوب خدا ہو جائے اُس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا کہنا۔

تیار رکعت نمازیں

مکہ مکرمہ زاد شرفیاب میں مسلمانوں کو امن و امان پیش کرنے تھا۔ مدینہ منورہ اگر انھوں نے
اطمینان کا سانس لیا۔ اس آزادی کے شکر یہ میں ظہر، عصر اور عشا کی چار چار رکعتیں شائع علیہ
الصلوة والسلام نے مقرر فرمائیں۔ مغرب کی وہی تین رکعتیں رہیں اور فجر کی دو رکعت نمازیں
لمبی قرأت پڑھ کر مسنون کی۔

۱۔ اذان کی ابتدا

اب جماعت کے متفرق افراد کو ایک وقت میں ایک جگہ کرنا مقصود ہوا۔ ناقوس و
بوق کی تجویزیں ناپسند ہو ہی رہی تھیں کہ تعلیم یافتہ صدیق حضرت عبداللہ ابن زید غزرجی
رضی اللہ عنہ نے مومنانہ خواب میں اذان کے الفاظ سنے اور حضور عالی کی خدمت اقدس میں
حاضر ہو کر عرض کیے۔ فرمایا

(مفہوم) عین اللہ؟ یہ تمہارا خواب حق اور رحمانی مشاہدہ ہو بلالؓ کی آواز بلند ہو اُس کو اونچی
جگہ کھڑا کر کے، اُس کے پاس کھڑے رہ کر اذان کے کلمات بتاتے جاؤ جس وقت حضرت
بلال رضی اللہ عنہ نے اذان شروع کی توجہ مسجد سے جلدی جلدی چادر گھسیٹتے ہوئے حضرت
نعم فاروق رضی اللہ عنہ بھی آکر عرض رسا ہوئے قسم اُس ذات کی جس نے حق کے ساتھ حضورؐ
کو مبعوث فرمایا ہو میں نے خواب میں یہی کلمات ایک کہنے والے سے سنے ہیں ارشاد پاک
ہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ (ابن اسحاق نے یہ روایت محمد ابن ابراہیم بن حرث سے،
انھوں نے محمد بن عبداللہ بن زید بن کور سے لی ۱۸۱-۱۸۲ اور بخاری کتاب الاذان میں وحی

کی تائید درج ہو۔) غرض ایک فیض یافتہ صدیق کو یہ شرف نصیب ہوا کہ اُس نے وحی سے قبل
مشاہدہ کیا۔

ایک فاضل نامور عیسائی نے اپنی انسائیکلو پیڈیا کی چھٹی جلد میں لکھا جو اہل یورپ
ہی پیغمبر اسلام کو مبارک باد کہتے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپؐ نے بے جان گھنٹوں کی جگہ جاندار
انسانی آواز سے وہ دلکش کلمات اذان میں سنوا دیے جن کا اثر رات کے سنائے میں اور زیادہ
معلوم ہوتا ہو۔ دوسرے ایک نامور عیسائی صحافی نے مدینہ منورہ میں انہیں کلمات اذان کو
سن کر اسلام قبول کیا۔ اور کہا یہ دین سچا اور زندہ ہو۔

اسی سلسلہ میں روزے فرض ہوئے یہ وہی مبارک مہینہ ہے جس کی ایک رات (شب قدر)
ہزار مہینوں سے بہتر قرار پائی۔ اسی مہینے میں قرآن مجید اترنا شروع ہوا۔ اُس مبارک یاد میں یہ
مدینہ عزت و حرمت کا عند اللہ قرار پایا۔ اُمت مسلمہ کو بھی اُسی طرح دن گزارنے کا حکم ہوا۔
جس طرح صاحب اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلوت کدہ حرا میں دن گزارے تھے۔
یعنی دن کو صوم اور رات بھر طاعت حق۔ اسی مہینے کے اخیر دن بے میں اعتکاف بھی اُسی
یاد کو تازہ کرتا ہو۔

رمضان المبارک غیر خوبی سے گزارنے والے مسلمانوں کے لیے پہلا دن عید الفطر کا
مقرر ہوا فجر دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر ایک
ہموار میدان میں نماز عید ادا فرمائی۔ عید دو گانہ پڑھ کر خطبہ پڑھا اس میں صدقہ فطر کے
نویں بیان فرمائیں۔ ۷۲۔ جناب علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہؓ کی خانہ آبادی
اسی سلسلہ میں بیت اللہ کے اہل مولود کعبہ، جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور بیت
الرسولؐ کی اہل ولادت پانے والی جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا عقد بامر
الہی بالکل سادہ طریقے سے حضور نبی کریم علیہ النجۃ والتسلیم نے کر دیا۔ گویا مَدِیْنَةُ
الْعِلْمِ نے باب مَدِیْنَةُ سے بِضْعَةُ الرَّسُولِ سلام اللہ علیہا کو میاہ دیا جناب

شیرِ خدا نے فرمان حضور پر نور کے مطابق اپنی زرہ فروخت کر کے یہ تقریب کی۔

جناب خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا، حضور پاک کی سب سے چھوٹی بیٹی اور کینز خدایں۔ بیٹوں کی وفات پر جب کافروں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آبِ تر کہا تھا تو خدا نے محمد نواز نے یہ دختر نور اختر عطا فرمائی اور اس واقعے کو مہتمم بال نشان بنانے کی غرض سے سورہ کوثر کا نزول ہوا۔ بِضْعَةِ الرَّسُولِ سلام اللہ علیہا اپنی والدہ کی وفات کے بعد سے اب تک محبوب کردگار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے آغوشِ رحمت میں پل رہی تھیں۔ ارشادِ عالی ہو کہ نہیں نے کسی خاتون سے بغیر حکمِ رب عقد کیا اور نہ بیٹی کسی سے پیاہی۔ یہ برس کی تھیں جو شنا کہ بابا کے کانہوں پر کسی کافر نے اونٹ اور جھلا ڈالی ہو بس پھر کیا تھا چادر پوش کیسے میں پہنچیں اور بابا کو اس بوجھ سے سبکدوش کیا۔ ایک صحابی رسول وہاں موجود تھے مگر صحنِ کعبۃ اللہ شریف کافروں سے کچھ کچھ بھرا ہوا تھا وہ بے بس کچھ خدمت رسول خدا نہ کر سکے تھے۔

شادی کے بعد علیحدہ مکان کے لیے حضور پاک سے عرض کی۔ فرمایا حارث ابن نعمان انصاری کی پہلی خدمتیں دیکھتے ہوئے اب تو میرا منہ نہیں پڑتا۔ جناب سیدۃ تو خاموش ہو گئیں مگر موجود الوقت حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھ کر حارث سے مسی میں ذکر کیا وہ مؤذبانہ حاضر خدمت ہو کر عرضِ رسا ہوئے کہ مجھے تو بڑی خوشی ہوئی ہو جب کوئی میرا بھائی میری خدمت منظور رکھتا ہو اور یہ پیغمبرِ رادی سلام اللہ علیہا کا معاملہ ہو یہ سعادت بھی حضور بندے کو عطا فرمیں۔ حضور پاک نے نیچی آنکھیں کر لیں اور فرمایا جو اک اللہ! حضرت صدیق اکبرؓ نے فوراً حارث سے کبھی لی اور اپنے دونوں آزاد کردہ (بلالؓ و عامرؓ) کو ساتھ لے جا کر مکان صاف کرایا۔ کبھی جناب علیؓ رضی اللہ عنہ حوالے کر دی اور مسجد میں آ بیٹھے۔ نماز پڑھا کر آنحضرتؐ نے مکان ملاحظہ فرمایا پانی چھڑکا اور بیٹی و اماں کو بسایا۔ دھائے خیر کہ کے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔

کفار قریش نے جب مسلمانوں کو اس امن و امان کی زندگی گزارتے پایا اور اشاعت

اسلام کا روز افزوں شہر سنا، تو یہود و منافقین مدینہ کے ساتھ ساز باز کر کے وہ ایسی سرتور گشتش میں مصروف ہوئے جس سے اسلام و اہل اسلام کو نیست و نابود کر دینے کی مٹھانی۔ اس تمام فساد کا سلسلہ ۱۰ سے ۱۱ تک برابر جاری رکھا۔ اس سائت سال میں ۲۳ غزوہ اور ۳۴ سرایا کی گنتی اہل سیر نے گنی ہو۔ ان میں بدر، احد، خندق، صلح حدیبیہ، جنگِ خیبر، جنگِ موتہ، فتح مکہ، جنگِ حنین اور غزوہ تبوک خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان غزوات پر غور کرتے سے معلوم ہوتا ہو کہ فی غزوہ ۱۲ جانوں کا اٹلاف ہوا اور اسلام عالمگیر ہو گیا۔ اس کی مثال دھونڈھے نہیں ملتی۔

رَحْمَةُ اللَّهِ لَنَا لَمَّا لَمِنَا تَوَافِقُ شَانِ سَلَامَتِي كَيْ رَنُكٌ مِیْنُ اُجَاكِرُ كَرُ رُہِیْ نَغْنِیْ لَمِیْنُ اَبِ اَحْكَمُ اَلْمَیْمِیْنِ كَا فِشَا یَہِ نَانِلُ یَوَا یَعْنِیْ ۱۴ اصغر المظفرؒ میں وحی الہی نے یہ اجازت بخشی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْنَ بِاَنفُسِهِمْ طَلِیْمُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِ یَسِّرُ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَقُوْلُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ

(اُن لوگوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی ہو جن پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ اُن کی نصرت پر قادر ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ناحق گھروں سے، صرف اس بات پر نکال دیا گیا ہو کہ وہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہو۔ اگر ایسا حکم نہ دیا جاتا تو وہ معبد جن میں کثرت سے خدا کو یاد کیا جاتا ہو۔ برباد ہو کر رہ جاتے۔)

اب بھی پیدائشی رحیم المزاج و کریم النفس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی انسانِ تدبیرِ عمل میں لانی شروع کیں کہ قریش مصلحت میں بہتری دیکھیں اور جنگ کی نوبت نہ آئے۔ قربِ جوار سے معاہدہ کر لینا اور قافلے کا صرف راستہ روک دینا نہ قافلے کو چھڑنا نہ لٹونا۔ ان تدابیر کے باوجود ۱۷ رمضان ۱۰ کو بدر کا واقعہ پیش آ ہی گیا۔ یہ کفار مکہ کی پہلی شرارت و سفاکی تھی اور مسلمانوں کی پہلی مدافعت و بیباکی۔ ۱۳ - غزوہ بدرؒ

مہاجرین و انصار کے مجمع میں جب مخبر صادق کی زبان مبارک سے یہ ظاہر ہوا کہ قریش

۱۰۲۰ جنگجوئے کریمینہ منورہ پر چڑھے چلے آ رہے ہیں تو سب سے پہلے جس مخلص اسلام نے جان نثارانہ وفادارانہ شوقی شہادت خیز اور نکات تکانع لبثقا سے لبریز جامع و مانع ، فیض بین تقریر کی وہ صرف یارِ غار سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اس تقریر کی تائید کا سہرا حضرت ابن الخطابؓ کے سر رہا۔ اس کو متفق لفظ و متحد المعنی سب مجمع نے مانا۔ انصاف کے بڑے دوسرے دو سردار، مقداد و سہیل نے نہایت جوشیلے انداز میں، رقت و ادب کے ساتھ گزارش کی یا حضرت؟ ہم قوم مؤمنی کی طرح اذھب أنت و ربک ففقا قتلنا انما همتنا قاعدون کہتے والے نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ اور جہد بقائیں ہماری لاشیں حضور عالی کے پیش پس اور اس دچپ پٹری ہوں گی۔ اسلام کی خدمت میں جان نثاری ہمیں اس زیست سے بدرجہا پیاری ہو۔ غرض مجاہدین کے ۸۲ اوس کے ۶۱، خراج کے ۱۷۰، کل ۳۱۳ مجاہد، اللہ پر توکل کر کے فی سبیل اللہ جہد و جہد کرنے تیار ہو گئے مسکرات کے انتظام پر ولید و معتبر مجاہد منتخبہ حضرت صدیق اکبرؓ چھوڑے گئے۔ نگرانی کی خدمت آپؐ کے غلاموں کے سپرد رہی ان سب پر منتظم اعلیٰ حضرت عثمان غنیؓ کو حضور پاکؐ اس لحاظ سے بنایا کہ حضرت رقیہ بنت رسولؐ نے جان بلب نہیں بیوی کی خدمت گزاری پر شوہر کو مدینے حضور پاکؐ نے چھوڑا اور فرمایا کہ تمہیں ایک مجاہد کے برابر غنیمت میں سے حصہ ملے گا۔

جس طرح مکینوں نے حجر اسود کے فیصلے سے جان لیا تھا کہ یہ عقل و فراست میں تمام قریش سے بیش میں اسی طرح آج مدینوں نے بھی مان لیا کہ آپؐ تشدد کے موقع پر بھی باتوں سے کام بنالینے میں ساری دنیا کے عقل پر فائق ہیں جب قریش اُدھر سے روانہ ہوئے تھے تو انھوں نے چند جاسوس خبر لینے کے بھیج دیے تھے یہاں سے بھی حضور پاکؐ نے ایک ست فوج کا خبر لانے کے لیے مقرر فرمایا تھا قضا را دو جاسوس اس دستہ فوج کے نظم میں آچکے تھے ہر چند ان سے لشکر قریش کی تعداد پوچھی مگر وہ کیوں بتانے لگے آخر فوجیوں نے کہا کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے کب ماننے لگے۔ کسی صحابیؓ نے کہا مگر تشدد کی اجازت پہلے حضور پاکؐ

سے حاصل کر لی جائے۔ حضور میں جب معاملہ پہنچا تو فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ آئے تو پاس بٹھایا۔ پوچھا مکے سے آ رہے ہو؟ میں بھی کہی ہوں۔ ہاں مکے سے لشکر کب چلا تھا۔ انھوں نے خوشی خوشی بتا دیا۔ پھر دریافت فرمایا راستے میں پڑاؤ ہوتا ہوگا۔ جواب ملا جی ہاں! استفسار فرمایا لشکر کو کھانا کھلایا جاتا ہوگا۔ جی ہاں! کتنے اونٹ روزانہ ذبح ہوتے ہیں؟ جی دسٹ اونٹ! فرمایا فوجیو انھیں چھوڑ دو۔ ایک اونٹ میں سنو آدمی کا تخمینہ ہو دسٹ اونٹ میں تو ایک ہزار سے لشکر کم نہیں ہو۔

۱۰۲۰ جنگ گجوج کا لشکر گراں ملاحظہ فرما کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب باری میں نہایت خشوع و حضور اور گریہ و زاری سے دعا کی اور اس قدر مبالغہ فرمایا کہ چادر مبارک کا ندھوں سے سرک آئی اس حالت میں جسے تاب تکلم و جہارت تسلی کا حق تھا وہ یثانی اثنین تھے یا ناموس اکبرؓ حضرت سعد بن عبادہ نے منظوری لے کر ایک خاص پوش عیش تیار کرادیا تھا۔ ابتداءً جنگ کے وقت تو حضرت سعدؓ یکقدر فقلے جان باز کے عیش کے پیاروں طرف نگراں رہے لیکن جب گھمسان کارن پڑا تو حضور پاکؐ نے اپنے پاس فقط حضرت ابو بکرؓ کو رہنے دیا اور سعدؓ کو بھی نگراں مجاہدین سمیت شریک جنگ ہونے کا حکم دیا۔ اب حضرت یارِ غارؓ دروازہ عیش پر تیغ بکف مستعد تھے اور آنحضرتؐ عیش کے اندر دست برد و دعا کہ حق نے غیر متوقع فتح پائی اور باطل بکری طرح شکست کھا کر بھاگا۔ جب ایک دوسرے کے مقابل صفارائی ہوئی تو اُدھر سے عقبہ، شیبہ اور ولید نکلے۔ ادھر انصار ان کے مقابلے پر آئے تو انھوں نے کہا ہم قریش کو مد مقابل سمجھتے ہیں بلکہ عقبہ نے کہا تمھارے بڑے کو بھیجو۔ ان کا مطلب اور اپنا منصب سمجھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جگہ شیر خدا اہلی مرنضی کو اور ان دو کے مقابلے میں امیر حمزہؓ و عبید ابن حارثؓ کو میدان میں بھیجا۔ جناب شیر خدا اور امیر حمزہؓ نے تو آٹا فانا میں اپنے فریق عقبہ اور شیبہ کو مار دھلا۔ عبیدہ اور ولید میں برابر کی لڑائی ہوئی۔ عبیدہ زخمی ہوئے تھے کہ شیر خدا نے

بڑھ کر وید کو بھی ٹھکانے لگایا اور زخمی بھائی کو کانہ سے پر اٹھا کر حضور میں پہنچا یا کفار سب مل کر حملہ آور ہوئے گویا قیامت کا سامنا تھا۔ اُدھر تکبر و اختلاف اور ادھر یکدلی و تائید فیہی، میدان کارزار مجاہدین اسلام کے ہاتھ رہا۔ یہ مقتول ہوئے ۷۰ اسیر ہو کر آئے ادھر کے صرف ۱۴ مجاہد شہید ہوئے ابو جہل قتل ہوا اور ابو سفیان زخمی ہو کر میدان چھوڑ گیا۔ اسی وقت عامر المعروف ابو عبیدہ ابن الجراح کا باپ کفر کا طرفدار بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بہت ہتھیار اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جناب شیر خا کو یہ پہلا موقع جنگ کا ملا تھا۔ گو قذمیان تھا۔ مگر بہت مردانہ کا یہ حال تھا کہ بڑے نامی ۱۸ کافروں کو آپ نے تیرتیر بیرینغ کیا۔ واپس آئے تو حضور میں یہ بات پیش کی کہ میں چار کافروں کو قتل کر کے اپنے زور میں آپ گر گیا تھا۔ ایک ممکنہ ہوئے شخص نے مجھے اٹھایا اور کہا راہ خدا میں جہاد کر کہ اللہ و رسول تجھ سے راضی ہیں۔ حضور سرایا نور نے فرمایا۔ ہاں عرش میں میری حفاظت کے لیے خدا تعالیٰ نے جبریل و میکائیل کو بھیجا تھا میں نے جبریل سے کہا علی میری جگہ میدان میں گئے ہیں اُن کے پاس تم چلے جاؤ وہ ہر دفعہ تمہیں سنبھالتے اور بشارت پر بشارت خوشنودی خدا و رسول کی سناتے تھے۔ اور میکائیل میرے پاس تھے۔ ۷۰ قیدیوں کے لیے آنحضرت نے حکم دیا تھا کہ کسی کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ اس حکم کی تعمیل میں مسلمانوں نے اپنا پیٹ کاٹا اور قیدیوں کو بھدکا نہ رہنے دیا۔ ان میں حضرت عباس ابن عبد المطلب بھی تھے ان کی مشکیں کسی ہوئی تھیں ان کی کراہٹ سے حضور اقدس بیقرار تھے کسی صحابی نے ان کو اس حالت دیکھی حضرت عباسؓ کے ہاتھ ڈھیلے کر دیے تو حضورؐ کی بے چینی رفع ہو گئی دریافت حال کے بعد آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ سب قیدیوں کی مشکیں ڈھیل کر دی جائیں۔

جب قیدیوں کے فیصلے کی گفتگو ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی مشورت پیش کی اور حضرت عمرؓ نے ان اسیروں کو گردن زنی قرار دیا حضور رحمتہ للعالمین نے فرمایا۔

(مفہوم) ابو بکرؓ نے حضرت ابراہیمؓ کی پیروی کی اور عمرؓ نے نوحؑ کی۔ اکثر بیت کو فدیہ دے کر چھوڑنے کا طرفدار پایا تو حضور پاکؐ نے یہی حکم جاری فرمایا۔ جب خبر کے پہنچی تو فدیہ دے دے کر اپنے اپنے عزیزوں کو لوگ چھڑا لے گئے۔

عباس بن عبد المطلبؓ نے کہا کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی کہ آپ کا چچا غیور کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنی خلاصی کرائے؟ اعجاز سرایا نے فرمایا ہاتھ پھیلانے کی کیا ضرورت ہو۔ وہ نقد جو چلتے وقت اپنی بی بی کے سپرد کر آئے ہو منگوا لو۔ اس غیب دانی پر بے اختیار وہ بول اُٹھے بے شک آپ سچے نبی ہیں۔ کیونکہ اس نقد کی کسی اور کو خبر نہیں آپ کو مجانب اللہ خبردار کر دیا گیا۔ اور ایمان لے آئے۔ خواندہ قیدی اس شرط پر رہا کیے گئے کہ وہ انصار کے دسل لڑکوں کو پڑھا دیں اور جائیں۔ ناداروں کو فدیہ لیے بغیر ہی چھوڑ دیا گیا۔

آنحضرتؐ کے بڑے داماد ابو العاص بھی قیدیوں میں تھے اُن کے چھڑانے کو حضرت زینب بنت رسولؐ نے اپنی ہیکل فدیہ میں بھجوائی۔ یہ ہیکل حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہ نے بیٹی کو چھین دی تھی۔ اس ہیکل کو دیکھ کر بیوی یاد آگئیں حضور پاکؐ کو منٹا کر دیکھا اصحاب مزاح داں نے ابو العاص کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ کئے جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں اور ہیکل واپس کر دی وہ معظمہ مدینہ آئیں مگر کچھ دن بعد انتقال کر گئیں۔ جس وقت مفتوح و منصور لشکر اسلام کی واپسی ہوئی ہو تو حضرت رفیقہؓ کو دفن کر کے عثمان غنیؓ ہاتھ بٹھا رہے تھے۔

اس فتح سے کافروں تک پر نثار ہو گیا کہ محمد مصطفیٰ اعلیٰہ التجتہ والشان صرف قوم کے مصلح ہی نہیں بلکہ فوجی صلاحیت بھی انتہا کی رکھتے ہیں۔ حضرت شیر خداؓ نے فرمایا کہ جب صفیں مل جاتی تھیں اور لڑائی گرم ہوتی تھی تو ہم لوگ حضورؐ کی آڑ میں ہو جاتے تھے (نسائی مسلم) اور بہادر وہ شخص گناہات تھا جو بوقت جنگ حضور پاکؓ سے قریب تر ہوتا تھا (مسلم) آنحضرتؐ کا یہ پہلا موقع تھا کہ اتنے مختصر کردہ کو اس کثیر تعداد فوج سے بھڑایا اُس وقت مسلمانوں کے پاس نہ تو ہتھیار تھے نہ سواری تھی نہ روپیہ تھا۔ ایسی شکستہ حالت میں

کون باور کر سکتا تھا کہ فتح ہوگی اور اس شان سے ہوگی۔ اہل یقیں نے سمجھ لیا کہ خدا کا نام لینے والے اور اس پر بھروسہ کرنے والے ہمیشہ فتح مند رہتے ہیں۔ (اَلَا اِنَّ حَرْبَ اللّٰهِ هُمْ الْغَالِبُونَ) ”کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا غَلِبَتَنَا اَنَا وَرُسُلِي“

جنگ بدر میں حضرت خلیس (واما حضرت عمرؓ) شریک ہو کر زخمی ہوئے تھے مدینہ منورہ میں آکر ان کا انتقال ہو گیا۔ بیٹی کی عدت پوری ہونے پر حضرت عثمانؓ کو رنجیدہ پا کر ہمدردی کے طور پر بی بی حفصہؓ کا عقد کر دینا چاہا مگر وہ اس قدر افسردہ خاطر تھے کہ جواب میں کہہ دیا ابھی تو میرا خیال کچھ نہیں ہو۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے شکایت کی آنحضرتؐ نے یہ کھٹی یوں سلجھا دی کہ حضرت عثمانؓ غنیؓ کا عقد تو دوسری پیغمبر زادی جناب امّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ اور بی بی حفصہؓ سے خود بدولت نے نکاح کر لیا۔ یہ دونوں تقریبیں ہوئیں تو ربیع الاول ۳ سنہ ۱ میں مگر یہیں لکھنے کا موقع تھا۔ ۴۔ ولادت امام حسنؑ

رمضان ۳ سنہ ۱ میں جناب سیدہ خاتون جنت کے نورانی بطن شریف سے پہلا بچہ پیدا ہوا آنحضرتؐ خوش خوش حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر خانہ پاک علی مرتضیٰؑ میں تشریف لے گئے۔ باپ نے بیٹے کو اندر سے لاکر نانا جان کی گود میں نہا لچہ دیا۔ دریافت کیا علیؑ بچے کا کیا نام تجویز؟ عرض کی میں نے تو عزرب سوچا ہے آگے مرضی والا! فرمایا بچے کی صورت کہہ رہی ہو کہ حسنؑ نام ہی یہ فرما کر نہا لچہ حضرت ابوبکرؓ کی گود میں رکھا اور دریافت کیا کیوں یکساں نام ہو؟ مزاج دل جلد نور خدا نے گزارش کی۔ جی صورت ہی حسنؑ نام پکار رہی ہو۔ ماشاء اللہ! نہا لچہ پھر لے لیا اور علی مرتضیٰؑ کی گود میں دے کر دونوں صاحب واپس ہوئے۔ (چونکہ جناب سیدہ خاتون جناب سلام اللہ علیہا کے ہاں، توکل وراثت میں آیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ خاندان رسالت کی خدمت ازل سے لکھوا کر لائے تھے لہذا اس موقع پر ان حضرات کے بڑا دوسے کا بیان کرنا تاریخ نویسی کی حد سے گزرنا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہو کہ محبوب کبریا نے فرمایا ہو کہ

(مفہوم) ابوبکرؓ کے مال نے مجھے جو بروقت نفع پہنچا یا وہ اور کسی کے مال نے نہیں پہنچا یا اور یہ کہ میرے ساتھ جو حسن سلوک سے پیش آیا اس کا نعم البدل میں نے یہیں کر دیا۔ ایک ابوبکرؓ ایسے ہیں کہ ان کے حسن خدمات کا صلہ، مالک دین و دنیا آخرت میں میری طرف سے دے گا۔

قریش اب تک مسلمانوں کو حقیر نظر سے دیکھتے تھے لیکن جنگ بدر کے بعد سے تو ان کے سینوں میں آگ ہی لگ اٹھی۔ انھوں نے انتقام لینے کی فکر میں رات دن ایک کر دیا۔ اور سفر و شعرا کے ذریعے ملک بھر میں آگ لگا دی۔ ابوجہل کے قتل ہو جانے کے بعد ابوسفیان اموی نے انتقام کا کام سنبھالا۔ اور خفیہ خفیہ سب کام کیے۔

۵۔ ۳ سنہ ۱

حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہما (جو ابھی تک مکے میں رہتے بستے تھے) نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھا اس میں کفار کی نیاری جنگ کا حال مفصل تحریر کیا کہ سفر و شعرا کے ذریعے سب جگہ انتقام کی آگ لگا دی گئی ہو اور تین ہزار جنگجو لے کر ابوسفیان مدینہ آ رہا جو ان کے ساتھ عورتیں بھی دف پر گانے والی ہیں جو لشکریوں کو جوش دلا دلا کر لڑنے پر ابھاریں گی۔

بنی غفار میں سے ایک شخص یہ خط لائے اور مسجد قبا میں حضور سر پا ہو کر کو ابی بن کعبؓ نے پڑھ کر سنایا۔ آنحضرتؐ نے سب کو آگاہ کیا اور مشورہ لیا کہ ہم مدینہ منورہ میں رہ کر مدافعت کریں یا باہر نکل کر مقابلہ؟ جو شیلے مجاہدین نے سر میدان مقابلے کا مشورہ دیا۔ تو حضور پر نورؐ بیت الشرف میں تشریف لے گئے اور ہتھیار بدن مبارک پر سچ کر براء نہ ہوئے۔

درہ کوہ پر پیمائش تیر اندازوں کا دستہ عبداللہ ابن جحیمؓ کی سرداری میں متعین کیا ان سب کو ہدایت کی گئی کہ فتح یا شکست کسی حالت میں تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ میں بلاؤں جب آنا۔ میمنہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت عمر ابن الخطابؓ مامور کیے گئے۔

پیدل فوج حضرت امیر حمزہؓ کی ماتحتی میں دی گئی۔ قلب لشکر میں جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کو حضورؐ پر نورؐ نے اپنے پاس قلب لشکر میں بلالیا۔ اُن کی جگہ حضرت زبیرؓ خویش حضرت ابی بکرؓ کو بھیجا۔

پہلا حملہ حضرت زبیرؓ ہی نے کیا اور لشکر مقابل کو شکست دی۔ گھسان کی جنگ میں آنحضرتؐ کی حفاظت ظاہری حضرت ابوبکرؓ کے ذمے تھی حضرت امیر حمزہؓ ان کے دست راست جناب علیؓ مرتضیٰؓ اور ابو دھانہؓ کی بے پناہ تیغ زنی، حضرت سعدؓ وقاصؓ اور ابو طلحہؓ کی تیر اندازی مجاہدوں کے پرجوش حملے، اور یکدلی کے استقامت دی جذبے نے میدان مار لیا اگرچہ شہادت حضرت امیر حمزہؓ کا غیر معمولی دل شکن واقعہ پیش آیا۔ مگر شیر خداؐ کی موجودگی نے فتح میں کچھ رکاوٹ نہ ڈالنے دی۔

فاتحین کو جب غنیمت حاصل کرنے میں مصروف دیکھا تو تیر اندازوں نے بھی گھاٹی سے اترنا چاہا عبد اللہؓ نے ہر چند ممانعت حضورؐ یا دلائی مگر شامت اعمال انھیں میدان قتال میں لے آئی۔ خالد بن ولیدؓ جو ہنوز مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ تاک میں تھے۔ وہ اپنے لشکر سمیت بڑھے عبد اللہؓ ابن جبیرؓ مع ۱۲ رفقاء کے شہید ہوئے اور اب اس تازہ دم فوج نے رسول اللہؐ پر نزعہ کر دیا۔ فتح، شکست سے اور اطمینان، اضطراب سے بدل گیا۔ حضرت صدیقؓ جان نثار نے صحابہؓ موجود الوقت کو ساتھ لے کر حضورؐ کا حصار باندھ لیا۔ اور روک تھام کی سر تور کو دشمن کی۔ اسی وقت اسلامی علمبردار حضرت مصعبؓ ابن عمیرؓ شہید ہوئے یہ خوش نصیب ہم شبیہ تھے۔ شور مچا گیا کہ پیغمبر اسلامؐ کے دشمن قتل ہو گئے۔ مغلوب گروہ کے حوصلے اس سے ابھرے اور اب معاملہ نازک ہو گیا۔

اس وقت مسلمانوں کے ڈو گروہ تھے ایک وہ جنھیں حضورؐ پر نورؐ کی معیت و حفاظت ظاہری کا شرف نصیب تھا اس گروہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت ممتاز درجہ رکھتی تھی۔ تاریخ اسلام نے حضرت سعدؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کے نام بھی خصوصیت سے لیے ہیں۔ دوسرا گروہ وہ

جو حضورؐ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ خبر شہادت آنحضرتؐ سے اس گروہ میں تین خیال پیدا ہو گئے تھے۔

(الف) کچھ جاں نثار اصحابؓ انتہائی غم سے متاثر ہو کر اس خیال میں تھے کہ اب لڑ کر کیا کریں! حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ اسی میں تھے۔

(ب) کچھ فدائی صحابہؓ زندگی سے ہاتھ دھو کر سوچ رہے تھے کہ اب جینا بیکار ہو۔ مگر کٹ کر محبوب خداؐ سے عالم تقا میں جا ملنا چاہیے۔ اس گروہ کی روح رواں جناب حیدرؓ کرارؓ غیر فرار تھے۔ حضرت انسؓ کے چچا جب لڑتے بھڑتے حضرت عمرؓ کی طرف آنکے اور انھیں تلوار خاک پھینکے ہوئے پیٹھا دیکھا تو سبب پوچھا اور اُن کا خیال سن کر اپنے خیال سے نبا دل رائے کا موقع دیا۔ اب پہلے خیال والے بھی دوسرے خیال والوں سے متفق ہو کر جنگ آزمائی کرتے ہوئے اپنے صاحبِ دُعاؐ حضورؐ تک رسا ہوئے۔ یہاں اُس جان عالم کا زخمی ہونا ناگزیر ہو گیا تھا یہ تازہ املا دہنچنا تھی کہ دشمن کا حوصلہ پست ہو گیا۔ اُس کو لپٹا کر کے حضورؐ کے ساتھ پہاڑی پر چڑھے جناب علیؓ مرتضیٰؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرات سعدؓ و زبیرؓ وغیرہم نے محافظت کی خدمت انجام دی۔ حضرت عمرؓ فاروقؓ نے چند صحابہؓ کو ساتھ لے کر چاروں طرف ایسے پتھر برسائے کہ ابوسفیانؓ اگلے سال کی دھمکی دے کر چلتا بنا۔

(ج) تیسرا گروہ سواروں کا وہ دستہ تھا جو حضرت عثمانؓ غنیؓ کی قیادت میں سرگرم فرار آزمائی تھا۔ آپؐ بھی پہاڑی تک آئے اور جب یہاں کا انتظام معقول دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ خبر شہادت آنحضرتؐ پہنچنے سے پہلے یہیں مدینے چل کر اہل بیت اطہارؓ اور بوڑھے بچے عورت و مرد مسلمان کی جان و مال، منافقین بدینیت کے نرغے سے بچانا ہو اس مال اندیش جماعت کی دوا دوش نے منافقین کا منصوبہ پورا نہ ہونے دیا۔ عربی زبان میں فرار کا لفظ ہر بھاگنے والے کے لیے استعمال

ہوتا ہو۔ خواہ کوئی چوری کر کے بھاگے یا کوئی چور کو روٹ کر پکڑنے والا ہو۔ فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ جو دل کے مریض، بدگمانی کی گنجائش نکالتے ہیں۔ اُن کی شفا کے واسطے آئیے یَوْمَ التَّقِيَةِ الْجَمْعَانِ پے کا نزول کا فی ہوا۔ گھاٹی سے اترنے والوں تک کی معافی بلکہ دلجوئی منجانب اللہ ہو چکی۔ مگر اُمت کے لیے صاحب اُمت سے خدا بندہ نواز کی سفارش۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَكَذَلِكَ فَطَّرَ غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا انْفُصُوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ پے آل عمران

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جو آپ اُن کے ساتھ نرم دل ہیں اور جو کہیں آپ ترش رو سخت مزاج ہوتے تو یہ آپ کے نزدیک بھی نہ پھٹکتے۔ بس آپ ان کو معاف کر دیں اور ان کیلئے خدا سے طلب مغفرت کریں۔ اور ان سے کاموں میں مشورہ لینے رہیے۔ پھر جب پختہ و یک رائے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے سپرد معاملہ کر دیجئے، اللہ تعالیٰ تو کل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہو۔

گھاٹی پر نیر اندازوں نے جسے رہنے کے بجائے، غنیمت کی طرف جانا اختیار کیا تھا اس نافرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شاید دل میں کچھ حضور پاک ملول ہوئے ہوں گے۔ اس پر رب العالمین وَبِئِذَا الْمُؤْمِنِينَ نے اپنے حبیب پاک سے اُن کی سفارش کی اور طلب مغفرت کی اجازت دی۔ اور دلجوئی کے لیے مشورت میں شریک کر لینے کا اصرار فرمایا۔ اس کے بعد پختہ ارادہ کر کے توکل بخدا کام کر گزریے۔ ۷۶۔ وحدت کو کثرت پر ترجیح دے۔ حضور پاک نے آیہ وائی بدایہ کے نزول پر فرمایا کہ جس باب میں مجھے وحی ہوگی اُس میں تو کسی سے مشورہ کی ضرورت نہیں سمجھوں گا البتہ وحی آنے سے پہلے اچانک کوئی معاملہ پیش آجائے گا تو جب الحکم ایزدی میں تم لوگوں سے مشورہ کروں گا مگر میں تو تمہارا سب کا مشورہ ایک طرف ہو گا اور ابوبکر و عمر کا مشورہ ایک جانب میں ان دونوں کا مشورہ

منظور رکھوں گا اور اگر ان میں بھی اختلاف رائے ہو تو پھر میں ابوبکر کی رائے قبول رکھوں گا۔ صدر اسلام میں یہ صورت رہی کہ وحدت اکثریت پر غالب تھی اور اب اس کے برعکس کثرت رائے قلت رائے پر غالب سمجھی جاتی ہو۔

حکیم مشرقی نے کیا خوب کہا ہر

کرا از مغر و دود صخرہ فکر انسانے نمی آید

شہدائے بدر و احد ایسے خوش نصیب عاشق ہیں کہ اُن کے مشہد پر حبیب کبریا علیہ الرحمۃ والثناء اور شیخین مکرمین رضی اللہ عنہما نے برابر فاتحہ خوانی کی۔ منافق کی ناز جنازہ اور اُس کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے کھڑے ہونے کی ممانعت آپ کی لا تَصْلِحْ عَلَى أَحَدٍ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ (رپا سرتوبہ)

حبیب کبریا علیہ الرحمۃ والثناء کی خبر سن کر جناب سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا مدینہ منورہ سے لپکی ہوئی تیز قدم پہاڑی پہنچیں۔ جناب شیر خدا ڈھال میں پانی لائے فریق مبارک پر آیا ہوا زخم دھو کر صاف کیا۔ اب بیٹی نے باپ کے سر کے زخم میں بورے کی خاکستر بھری۔ خون بند ہو جانے کے بعد آنحضرت نے نماز ظہر بیٹھ کر ادا فرمائی اور صحابہؓ نے بھی بیٹھ ہی کر افتدائی۔ شام ہوتے ہوئے شہدائے دفن کی تیاری اور زخمیوں کی نگرانی عمل میں آئی۔ پھر آنحضرت مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔ قبیلہ بنی اشہل تک پہنچے تھے کہ اقم سعد ابن معاذ نے استقبال کیا اور زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے عرض رسا ہوئیں۔

(مفہوم) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ جب آپ سلامت ہیں تو ہمیں کوئی غم نہیں آگے بڑھے تو فاطمہ بنت حمزہ کو اپنے باپ کے لیے بیقرار پایا۔ حضور نبی کریم علیہ الرحمۃ والتسلیم نے پیارے چچا شہید کی ۶ برس کی بیٹی کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا بیٹا اب تمہارا باپ ہیں ہوں، وہ سمجھ گئی، بلبلا کے پوچھنے لگی ابا جان کی شہادت کا حال سنائیے۔ معصوم بچی کا منہ چوم کر اشکبار سیدہ برائے نے فرمایا اسے جان پدر شہید کا حال ناگفتہ بہ ہو آنسو پونچھتے ہوئے چچا کے مکان

تک گود میں لے گئے پیچھے کو صبر کی تلقین کی اور سچی کو ان کی گود میں دے کے مشایعت فرمائے
بیت الشرف پاک ہوئے۔

خاتونان انصار کی گریہ وزاری سے مدینے میں ایک قیامت برپا تھی۔ درو مندانسانیت
کی زبان سے بھی نکل گیا کہ (ہاں تمہارے کارونے والا کوئی نہیں) ہر کاب انصار جب رخصت
ہو کر اپنے اپنے گھر گئے تو اپنی اپنی مستورات کو بیت رسول اللہ میں حمزہ شہید کے پر سے کے لیے
بھیجا وہ عاشقان محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیر پر کر رہی تھیں مگر کسی نے لگیاں
ذرا لیٹے ہی تھے کہ حمزہ شریف سے برآمد ہوئے محبت بھرے لہجے میں فرمایا اس دلجوئی و ہمدردی
کا اجر تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ سینہ زنی، ماتم اور بیان، جہالت کی رسموں کا نشان ہو۔
اور گریہ بے احتیاء، رحمت حق کی علامت ہو۔

سوال سنہ چھ بی بی بنی قینقاع نے اپنی دوکان پر آئی ہوئی مسلمان خاتون کی بے حرمتی
کی۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان جوش حمیت میں بے قابو ہو گیا۔ یہودی مقابل ہوا مسلمان نے اس کو
جان سے مار ڈالا۔ محلے کے یہودیوں نے بل کر اس مسلمان کو مار ڈالا اس واقعے نے بلوے کی صورت
اختیار کر لی۔ سنجیدہ مسلمان بھی موقع پر پہنچ گئے اور یہودیوں کو سمجھایا مگر انھیں اپنے ہتھیاروں
اور قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ اس بغلی گھونٹے سے پہلے نمٹنا لازمی ہو۔ لڑائی
کا اعلان ہوا تو یہودی قلعہ بند ہو گئے۔ ۵ دن تک گھر سے رہے آخر مسلمانوں کی قوت و
ہمت دیکھ کر فیصلہ پر آمادہ ہوئے۔ عبد اللہ ابن ابی رئیس المنافقین نے آنحضرت سے عرض
کیا کہ بنی قینقاع کو یہاں سے نکال دیا جائے یہی سزا کافی ہے۔ حضور و آلا نے فرمایا خیر ان کی
خوشی۔ وہ بھی اس کو غیبت سمجھ کر شام میں جا آباد ہوئے۔ ۷۔ عقد ام سلمہ رض
اسی زمانے میں آنحضرت نے مستورات میں تبلیغ کے لیے دختر امیر رئیس اعظم قریش
کی بیوہ دختر نیک اختر بندہ سے نکاح کیا یہ مسلمان تھیں اور کتے سے حبش اپنے شوہر مسلمان
کے ساتھ ہجرت کر گئی تھیں شوہر کے انتقال کے بعد حبش سے مدینہ آئیں تھیں حسن ظاہر

کے ساتھ طبیعت نہایت مستحضر پائی تھی بڑی ذہین تھیں حافظہ بہت قوی پایا تھا۔ ان کے
ایک ہی بیٹا تھا سلمہ نام۔ اسی واسطے ان کی کنیت ام سلمہ ہوئی۔ ۷۰۔ ولادت امام حسینؑ
جناب سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے ہاں صلح کا شاہزادہ سر پاجسن (حسن)
تو گزشتہ سال پیدا ہو ہی چکے تھے۔ اس سال ۳ شعبان المعظم سلمہ کو سبط اصغر ششماہ
پیدا ہوئے۔ حضرت جبریل ابی نے آکر مبارک باد پیش کی۔ حضور پاک بیٹی کے گھر تشریف لے
گئے۔ ام الفضل زوجہ حضرت عباس ابن مطلب رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں پر نواسے کو دیکھا
فرمایا میرے بیٹے کو میری گود میں دو۔ اس معظّمہ نے عرض کی ہنوز غسل ولادت باقی ہو فرمایا کیا
میرے اس پاک بچے کو دنیا کا پانی پاک کرے گا یہ تو طاہر و مطہر پیدا انشی ہو۔ نواسے کا نہا لچہ
گود میں لے کر چہرے پر نگاہیں جمائے رہے پھر اندر گئے اور بیٹی زچہ کے پاس لٹا کر فرمایا لے
بیٹی یہ تیرا بیٹا شہید فی اللہ ہے! جناب سیدہ نے کہ بعضۃ الرسول ہیں التماس کی بابا جان میں
اپنے حسین کو آپ سے لوں گی۔ دو آنسو بے اختیار آنکھوں سے گر گئے۔ آنسو پونچھ کر فرمایا
بیٹی؟ تیرا حسین تجھ سے کون چھین سکتا ہو مگر یہ بتاؤ کہ اسمعیل کی جگہ ذبیح اللہ بننے کے لائق
اور کون ہو؟ امام تسلیم و رضا کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا نے برضا و رغبت مشیت
حق کو قبول کیا۔

صفر ۶۱۰ میں نجد کا رہنے والا، قوم بنی عامر کا ایک یہودی عامر بن مالک مدینہ منورہ
آیا اور حضور پاکؐ کی زبان حق ترجمان سے دعوت حق سن کر متحسّس ہوا کہ میں تنہا کیا ہوں اگر یہ پیام
میری قوم کو پہنچانے والے، آپ میرے ساتھ کر دیں تو ساری قوم مسلمان ہونے کو تیار ہو۔
نبی علام الغیوب نے فرمایا مگر مجھے اہل نجد کی طرف سے اندیشہ ہے کہ کہیں ان خدا پرست بندوں
کو گزند نہ پہنچے۔ سینہ ٹھونک کے بولا۔ میں نے انھیں اپنی پناہ میں لے لیا۔ مشیت پذیر متوکل
علی الرحمن نے اہل صفہ سے کچھ مہاجر اور زیادہ انصار کل ۷۲ صحابی بھوتہجی گزار شنب بیدار
قاری قرآن، عاشق سبحان، ازواج مطہرات کے حجروں میں لکڑی اور پانی پہنچانے والے مخلص

خدمت گزار اور محبوب کبریا علیہ التمجید والثناء کے دوست دار تھے عامر کے ساتھ کر دیے۔ اس عامر کے سگے بھتیجے سگ دنیا عامر ابن طفیل رئیس بنی عامر کے نام فرمان ہدایت بھی لکھوا دیا۔ ۷۲۰ ہجرت کے لگے اور غسغان کے درمیان بلاد فزیل میں ایک جھرنہ بیر معونہ نام پر پہنچ کر ٹھہر گئے عامر بن مالک نے بنی عامر میں دعوت حق کا چرچا اتنا پھیلا دیا کہ ذہن ہموار ہو گئے اور اشارہ پا کر حضرت مکرر کے امیر جماعت نے حضرت حرام بن لجان کو در فقیوں کے ساتھ عامر ابن طفیل کے پاس حضور کا دعوت نامہ دے کر روانہ کیا۔ حضرت حرام نے مسکن بنی عامر کے قریب پہنچ کر فقیوں سے کہا تم دونوں یہیں ٹھہرے رہو میں دعوت نامہ پیش کرتا ہوں پھر جو صورت حال پیدا ہوگی اُس کے موافق عمل کرنا ہو۔ ابن طفیل یہودی کو اسلام خدا سے اتنا عناد تھا کہ اُس نے دعوت حق کو ماتھے میں لینا بھی گوارا نہ کیا۔ یہی نہیں بلکہ قاصد جو مذہب اور قانون کے نزدیک محفوظ ہوتا ہو۔ اُس موزی نے اس کی بھی پروا نہیں کی نیزہ مارتا ہوا۔ زمین پر گرتے ہوئے قاصد رسولِ علام، حضرت حرام کی زبان سے نکلا۔ **مَوْفَرْتُ بَرَبِّ الْكَعْبَةِ** (خدا گواہ کہ میں فائز المرام ہوں)۔ ابن طفیل پر ایسا خون چڑھا کہ اپنی ساری قوم کو بہکاتا پھرا اور قبیلہ ذکوان سلیم، رعل اور عقبہ سے خو خوار یہودی جمع کر کے بیر معونہ پر صحابہ لکھبیرا۔ اور بے گناہ اُن شتر نہنوں کو بے رحمی سے ذبح کر ڈالا مژد بن عقبہ اور عمرو بن امیر اونٹ چرانے جنگل گئے ہوئے تھے انھوں نے آسمان پر پرندے اڑتے دیکھے تو وہ جلدی پٹے یہاں آکر دیکھا کہ قیام گاہ گنج شہیدال بنی ہوئی ہو۔ قاتلوں کا پیچھا کیا۔ منذر شہید اور عمرو اسیر ہوئے ابن طفیل کی ماں نے اپنی منت میں عمرو کو آزاد کیا۔ ۷۹۰۔ شہدائے بیر معونہ جس وقت بیر معونہ پر یہ حادثہ گزرا مدینے میں آنحضرت نے باواز و علیکم السلام فرما کر صحابہ سے ارشاد کیا کہ مبتغین صفہ کے ساتھ دعا کی گئی۔ جبریل، حکم رب جلیل یہ واقعہ مجھے سن کر نفوت نازل ہو پڑے کہ گئے ہیں۔ اس حکم کی تعمیل میں آنحضرت نے قاتلان اصحاب صفہ پر چالیس دن تک صبح کی نماز کے بعد یہ لعنت بھیجی۔ طفیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تو اُس کا لاشہ زمین و آسمان کے درمیان معلق نظر آنے لگا میری

حیرت پر صلا آئی کہ اس کا نام عامر بن فہیرہ (رضی اللہ عنہ) ہو۔

۸۰۔ حرمتِ خمر

شراب نوشی عرب میں عام۔ شراب اس نجس شے کو علانیہ اور فخریہ استعمال کرتے تھے۔ ہر زمانے میں ایسی پاکیزہ طبیعتیں بھی مانی جاتی رہی ہیں جن میں ناپاک اعمال سے فطری پرہیز رہا ہو۔ رسول کریم علیہ التمجید والتسلیم کے احباب خاص خصوصاً حضرت صدیق اکبرؓ کہ تقویٰ و دُرع اُن کی گھٹی میں پڑا تھا طفولیت سے لے کر شباب و شباب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزارنا سونے پر سہاگے کا کام کر گیا حضرت صدیقؓ بھی کے فیض صحبت سے حضرت عثمان غنیؓ بھی شراب نوشی سے محتر ز رہے۔

اسلام میں امتناعی احکام تین قسم کے صادر ہوئے رہے۔ ایک کراہت و غفلت سے مجتنب رہنے کے لیے دوسرے حرمت کے حکم سے اُس شے کی نجاست ظاہر کر کے۔ تیسرے اس سے بھی زیادہ ایسی مخرّب اخلاق شے جو انسان فکر کو حیوان بے فکر بنا دے اور جب سوچے بربادی ہی کی شکل نظر میں آئے۔ عیال اللہ کی آبادی کا اس کو خیال میں نہ آئے ایسے شغل کو قرآنی بلاغت نے رجس اور مکمل شیطان کہہ کر اجتناب کا حکم دیا اس لیے کہ انسان کو فلاح ج بھی مل سکتی ہو کہ وہ فعل شیطان سے بچا رہے۔

شیطان لعین اور حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بڑی تفصیل سے فرما کر یہ نصیحت خاص رَبِّ الْعَزَّةِ نے ادا لا آدم کو جا بجا کی ہو یٰٰدِیْ اَدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدَ الشَّيْطَانَ اِنَّهُ لَكَوْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَاَنْ اَعْبُدْ وَاِنِیْ هٰذَا اَصْرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (یہیں مبارک) اتنی لطیف طبیعت جو مری عیال اللہ بھی ہو خلافت ربّانی کی مستحق ہو سکتی ہو اس کو یہ اشارہ کافی و دانی ہو کہ حرام سے بھی بڑھ کر یہ نجس شے ہو۔ لہذا حرام چیزوں سے سوا اس نجس شے کو چھونا تک فکر انسانی سے بعید ہو۔

اب اسی مشیت کو پیش نظر رکھ کر حکم دیا گیا اور صحبت یافتہ گان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسر و چشم قبول کیا۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَا وَالْحَمْدُ وَالْمِيقَاتُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَحْبُوسٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا، لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ**۔
 (اے خدا و رسول کے ماننے والو؟ یہ چاروں چیزیں بہت ہی گندری اور شیطانی کاموں میں سے ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔ شاید تم فلاح پا جاؤ۔) جو نیک طینت یقین رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم وحی متلو ہی اور قول و فعل حبیب کبریا علیہ الخیرۃ والثناء وحی غیر متلو ہی۔ اس لیے کہ رسول خدا کی نسبت خدا نے یہ یقین دلا دیا ہو مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى۔ وہ نیک سرشت انسان کبھی ان چیزوں کو چھوئے گا بھی نہیں۔
 من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم

اسی سال عبداللہ ابن عثمان غنی رضی اللہ عنہ یعنی سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور جناب فاطمہ بنت اسد اور زینب بنت خزیمہ نے وفات پائی۔

واقعہ بنی نضیر

یہ معونہ کے شہیدوں میں سے عمر و بنیچ گئے تھے وہ جب مقام قرقرہ میں آئے تو دو شخص بنی عامر کے بھی آکر ٹھہرے اور درخت کے نیچے سو گئے عمر و نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور یہ سب واقعات حضور میں حاضر ہو کر عرض کیے (ابن ہشام ص ۳۲۶) حضور پاک نے فرمایا غضب کیا ان کا خون بہا نہیں دینا چاہیے۔ بنی عامر، بنی نضیر کے حلیف تھے اس لیے آنحضرت بنفس نفیس بنی نضیر کے پاس تشریف لے گئے۔ ہماریوں میں حضرت صدیق اکبر مع چند صحابہ کے تھے ایک دیوار کے سایے میں ٹھہرے اور بنی نضیر کے رئیس سے اس معاملے میں گفتگو شروع کی۔ اس کمبخت نے چند دہانوں کو سینکار دیا کہ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آنے کا اوپر سے ایک پتھر پھینک مارو۔ اس اشارہ فریب

کو حضرت صدیق نے بھانپ لیا۔ فوراً حضور کو کسی بہانے سے ساتھ اٹھا لائے۔ (ابن ہشام ص ۳۲۷)

مدینہ منورہ پہنچ کر مجلس شوریٰ میں یہ طے پایا کہ بنی نضیر کو ان کے مکرو فریب کا جواب دینا چاہیے۔ چنانچہ ربیع الاول ۳۳ھ میں ان کا محاصرہ کیا منافقین نے ساتھ دینے کے لیے بنی نضیر کو کہلویا مگر جب اخیر وقت تک کوئی نہ آیا تو ناجار بنی نضیر نے حضور انیس سے کہلویا کہ آپ ہمیں اپنا مال لے جانے دیں۔ اور منظوری کے بعد کچھ یہودی تک شام چلے گئے اور کچھ خیبر میں جا آباد ہوئے۔ خیبر جانے والے اشراف یہودیوں میں سے یہ تھے سلام بن ابی الحقیق۔ کنانہ ابن ربیع ابن ابی الحقیق۔ حنی بن الخطب (ابن ہشام ص ۳۲۸)

۸۔ غزوہ خندق ذیقعدہ ۳ھ

بنی نضیر خیبر پہنچ کے بھی غلے نہیں بیٹھے بلکہ اول فرصت میں قریش سے جا ملے اور کہا کہ اگر آپ لوگ ہماری طرف داری کریں تو ہم مسلمانوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ خیبر والوں کو بھی ہم نے ملا لیا ہو قریش فوراً آمادہ ہو گئے۔ ان کو ہموار کر کے بنی نضیر نے بنو عطفان کو آمادہ کیا۔ یہ بہت کثیر افراد اور دیہ قبیلہ تھا۔ اس سے کہا کہ اس امداد کے صلے میں ہم تمہیں خیبر کی زمینیں کا نصف حاصل دیتے رہیں گے۔ بنو اسد، بنی عطفان کے حلیف بھی بے عذر تیار ہو گئے۔ عرب کا تیسرا بڑا قبیلہ بنو سعد، خود یہود کا حلیف تھا، بنو تیم، قریش سے قرابت رکھتے تھے۔ ان بڑے بڑے قبائل کے ساتھ اور بہت چھوٹے چھوٹے قبیلے اٹھ کھڑے ہوئے آخر جو بیس ہزار سرفروشان عرب کا لشکر ایک سیلاب عظیم کی صورت میں اسلام مٹا دینے کا عزم دلوں میں لیے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنی بڑی تعداد کی کیا اس سے نصف تعداد کی فوج کبھی عرب نے نہ دیکھی تھی۔ ابوسفیان سپہ سالار کا دماغ آسمان پر تھا۔ جدھر سے یہ فوج گزرتی تھی زمین دہل اٹھتی تھی پورے عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا

کہ اب اسلام کا خاتمہ ہو۔ اہل مدینہ بھی اس یلغار کی خبر سن کر دہشت میں آ گئے۔ شہر بھر میں ایک بل جلی سی مچی ہوئی تھی۔

اگرچہ یہ واقعہ اپنی نوعیت میں انتہائی خوفناک اور نازک تھا لیکن فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزم و ثبات، صبر و استقلال اور ہمت و حوصلہ میں پوری دنیا میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ منقول علی الرحمن کو گھبراہٹ یا پریشانی نام کو نہ تھی ہر حالت میں پُر امید اور خدا پر بھروسہ کیے ہوئے تھے۔ باہر کی طرف تو یہ طوفان برپا تھا اور اندرون شہر یہ افتاد تھی کہ بنو قریظہ یہود جو مدینہ منورہ میں باقی رہ گئے تھے وہ مصروف پر خاش تھے۔ بنو نضیر کا سردار حنی بن اخطب جو خدا کو درمیان دے کر یہ عہد کر چکا تھا کہ میں کسی معاہدہ کارروائی پر حصہ نہ لوں گا۔ عرب بھر میں مخالفت اسلام کی آگ لگا کر حفیہ طور پر مدینہ منورہ آیا۔ بنو قریظہ کے ہاں مقیم ہوا اور انھیں اطمینان دلایا کہ میں تمام عرب کو مدینے پر چڑھالایا ہوں۔

پہلے تو بنی قریظہ نے کہا کہ نہیں مجھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان کے پکتے اور عہد کے با وفا ہیں ان سے عہد شکنی مناسب نہیں۔ مگر حنی بن اخطب نے کہا اے بیوقوفو! اب تو اسلام ہی کا خاتمہ ہوا چاہتا ہو اس موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا تو عمر بھر پچھتاؤ گے، یہ دیکھ کر بنی قریظہ بھی حنی کے ساتھ ہو گئے۔

اس یورش کی اطلاع جب سمع مبارک تک پہنچی کہ تعداد فوج دیکھتے ہوئے میدان کی لڑائی مخدوش ہو اور یہود و منافقین کے کرتوت پر نظر کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی اندونی حالت بھی محفوظ نہیں۔ شہر بند ہو کر مدافعت کرنے کی صورت میں مستورات کی حفاظت اور کھلے حصے شہر کا انتظام ضروری ہو بعد مشورت مستورات کو تو قلعہ بنی حارثہ میں نہایت بلند مستحکم جگہ بھیجنا فرمایا۔ اور سلمان فارسی کی ندریر مدافعت بذریعہ خندق پذیرا ہوئی۔ چنانچہ مستورات کو قلعہ مذکور میں بھیجا جا کر گزریض و عین خندق کھودی جانے لگی۔ تین ہزار متبرک ہستیوں نے بیس روز تک دن و رات گزریں پر تعیناتی کی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خود بھی مصروف کار تھے۔ اور حضرت سلمان فارسی کو اپنی طرف رکھا تھا بلکہ فرمایا "اَسْتَلَمَانُ مِمَّا اَلَا هِلْبِیْت" سوال سے لے کر ذیقعد تک یہ کام انجام پایا۔ ہر جگہ اور ہر موقع کا ایک سردار و فتمہ دار مقرر کر دیا گیا۔ شیخین مکہ مکین کی مساجد آج تک اس واقعے کی شہادت دے رہی ہیں۔ ۲۴ ہزار کا بیڑھی دل خالی طرف باطمینان بڑھا کر ہاتھ اکھانے اچانک خندق حائل دیکھ کر چیخ اٹھے یہ عجیب مکر ہو!

پہلا حملہ قریش وغیرہم نے خندق کی اُس طرف کیا جہاں حضرت زبیرؓ اور ان سے ملے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ متعین تھے۔ زبیرؓ کے تیر اندازوں نے حریف کے قدم نہ جمنے دیے اور پاس والے لشکر نے بھرپور مدد کی۔ حریف ناکام واپس ہوا۔ جس طرف جناب شیر خداؐ متعین تھے اُس جانب اتفاقاً خندق کا عرض کچھ کم تھا یہ کجائش پاک عمر و ابن عبیدہ و عکرمہ بن ابی جہل، نوفل، ضرار اور جمیر خندق پھلانگ کر اندر آ گئے۔ عمر و بد میں سخت زخمی ہو کر گیا تھا محمدؐ نے انہیں سکا انتخاب اُس نے بہت پیچ کر کہا۔ تم میں جو بڑا ہودہ مجھ سے مقابلہ کرے۔ یہ اکیلا ہی ایک ہزار جنگجو کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ ذمہ دار کو زار غیر فرار کے ساتھ اور بھی مجاہد جرات تھے۔ ضرار و جمیر زخمی ہو کر اور عکرمہ، تیر اندازوں سے بچ کر خندق عبور کر گئے اور نوفل خندق میں گر پڑا۔ عمر و ابن عبیدہ و عکرمہ سمیت آیا تھا اور کھڑا ہوا بڑی ڈیگیں مار رہا تھا۔ حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے سامنے بڑھ کر رجز پڑھا اُس نے کہا تم اپنا نام بتاؤ۔ انھوں نے فرمایا میری والدہ مجھے حیدرہ کہ کر مخاطب کیا کرتی تھیں اُس نے کہا کیا تم ابو طالب کے فرزند ہو وہ تو میرے دوست تھے جاؤ کسی اور بڑے کو بھیجو۔ فرمایا مگر میں تو تجھے اسلام کا دشمن سمجھتا ہوں اُس نے وار کرنے کو کہا۔ فرمایا میں پہل کرنے سے ہمارے آقاؐ نامہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہی۔ تو پہلے وار کر۔ اُس نے تلوار کا وار کیا تلوار آدھے سر تک درا آئی۔ اُس کی تلوار اُلجھی اور ہاتھڑ کا تھا کہ شیر خداؐ نے ایک جبینو کا ایسا ہاتھ مارا کہ ذوالفقار حیدرؓ دو زریں کاٹ کر اُس کے جسم کو بڑی صفائی سے دو کر گئی۔ مسلمانوں کے نعرہ تکبیر سے رن

گورج اٹھا۔ اور کفر کی سخت دُوب کر رہ گیا۔ جس وقت حیدر کرار بڑھے تھے۔ حضور پاکؐ نے فرمایا تھا اب کل اسلام، کل کفر کے مقابلے پر ڈٹا ہو اور جب فتح یاب ہوئے تو احسنت کی یلکھت بنواز آواز آئی۔ اتنے میں قدرتِ حق سے ایسا جھکڑ چلا کہ دشمنان اسلام کے تمام خیمے اکھڑ گئے اور ۲۰ روز کے بعد ان کا ہر فرد جدھر منہ اٹھا چل دیا۔

حضور پاکؐ اُس روز پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے دین کی خدمت میں منہ جھک گئے۔ حضرت جابرؓ نے یہ بات محسوس کی۔ وہ عاشقِ صادقؐ بے پاؤں گھر گیا اور بیوی سے حضور پاکؐ کی حالت بیان کر کے پوچھا کچھ آٹا ہو؟ تھیلادیکھا تو لپٹے تین میرا کانا نکلا جابرؓ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور صاف کر کے بیوی سے کہا میں بچکے سے آنحضرتؐ کو لے آتا ہوں۔ اور یہاں اگر بہت آہستہ دعوت پیش کی۔

حضور پاکؐ نے باوانہ بلند ایک ہزار مجاہدین کو سنا دیا کہ جابرؓ تمہاری دعوت کر رہے ہیں وہ متائل ہی تھے کہ آنحضرتؐ سراپا اعجازؐ نے فرمایا۔ چلو میں تمہارے گھر چلتا ہوں تم تیز قدم بیوی سے کہو کہ ابھی آٹا گوندھے نہ ہانڈی چولھے پر سے اُٹارے۔ پیام کے پیچھے کے پیچھے وہ مجرّمات بھی رونق افروز کا نشانہ جابرؓ ہوئی۔ آٹے میں اور دیگی میں لعابِ دہن ڈال کر اُس نیک نصیب سے ہونو فرمایا کہ ہانڈی چولھے پر رہے اور تم روٹیاں تنور سے نکال نکال کر کپڑے سے ڈھکتی جاؤ اور حضرت جابرؓ سے فرمایا تم جاؤ اور دس دس مجاہدین کو ساتھ لاکر کھلانے جاؤ۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میری حیرت کی حد نہیں رہی جبکہ میں نے دس بارہ آدمیوں کے کھانے سے پورے ایک ہزار مجاہدین کو سیر و سیراب ہوتے دیکھا۔ ہانڈی برابر خوش رہتی اور آٹا اُمتنا کا اُتنا۔ آخر یہ فرما کر کہ آداب ہم تم بھی کچھ پیٹ میں ڈال لیں۔ اُگڑو بیٹھ گئے اور ہم بقیہ لوگ بھی شکم سیر ہو گئے۔

خندقی والوں کے دل بڑھانے اور انہیں منقبول خدا ہونے کی بشارت دینے کے بعد فرمایا کہ اب قریش کے حوصلے ایسے پست ہو گئے ہیں کہ اب تو ہم ہی ان پر حملے کریں گے۔

اور خدا تعالیٰ اپنے اسلام کی اشاعت کی ہمیں ہی توفیق بخشے گا۔

۸۲۔ بنو قریظہ کی مہم

ابن اسحاق نے لکھا ہو کہ قریش و غطفان کے جانے کے بعد بنی نضیر کا سردار حنی ابن اخطب حسبِ قرارِ داد بنو قریظہ کے قلعے میں آگیا تھا۔ حضورِ مخبرِ صادقؐ نے ظہر کے بعد ہی ایک تنخیلے کی مشورت کی اور فرمایا کہ فوراً جنابِ علیؓ متصلیؓ اپنا دستہ فوج کالے کہ بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ اور جو جنگی جوان گھر جا چکے ہیں وہ اُسے پاؤں اکڑ جمع ہو جائیں۔ جبریلؑ ایسے کمر بستہ کر رہے ہیں کہ ابھی روانہ ہو جائیے۔ ۲۵ روز قلعے کا محاصرہ کیے رہے آخر قلعہ بندی سے تنگ آکر بنو قریظہ نے کہا ابوالبابہ کو قلعے میں بھیج دیا جائے۔ مشورت کے بعد طو پایا کہ قلعہ خالی کر دینا ہو۔ جنابِ شیرِ خداؐ اور حضرت زبیرؓ لشکرِ اسلام لیے قلعے کے دروازے پر ڈٹے ہوئے تھے۔ آٹھ سو نو سو کے درمیان تعداد بیان کی جاتی ہو ان سب کو مدینے لاکر بہت حرث کے مکان میں رات بھر نظر بند رکھا گیا۔ صبح قبیلہ اوس نے حضرت صدیق اکبرؓ کی معرفت آنحضرتؐ سے عرض کر لیا کہ بنو قریظہ ہمارے موالی ہیں۔ فرمایا اچھا کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا ہمارے ہی قبیلے کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے گا۔ فرمایا منظور۔ انھوں نے سعد ابن معاذؓ کو حکم بنایا۔ جنگ کرتے ہوئے سعد ابن معاذؓ کے ہاتھ میں ایک تیر لگا تھا اور وہ اس وقت ایک جراح (رفیدہ) کے خیمے میں زیرِ علاج تھے۔ طلب کیے گئے۔ یہ آدبا حضورؐ کی طرف سے دراپھر کر کھڑے ہوئے اور کہا۔ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ بنو قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں بچوں کو اسیر۔ حضور پاکؐ نے فرمایا سعدؓ نے خدکے حکم کے (موافق تو رہتے کے) موافق فیصلہ سنایا۔ بنی قریظہ نے اس کو تسلیم کیا۔ حضور پاکؐ مع رفقاء بازارِ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ ایک طرف چند گڑھے کھدائے پھر سعدؓ کے فیصلے کا نفاذ ہوا۔

سنان بن قیس والدہ مندر نے عرض کرائی کہ رفاعہ بن سہمال کی جاں بخشی فرمائی جائے۔
آنحضرتؐ نے رفاعہ کو اُن کے حوالے کیا۔

(یہ معتمد بنی عدی بنی نجاریں سے تھیں اور اس رشتے سے آنحضرتؐ کی خالہ ہوتی تھیں)
اس کام سے فرصت پا کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کی عورتوں، بچوں اور
مالوں کو مسلمانوں پر حصہ رسد تقسیم فرما دیا یعنی شمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے ایک حصہ
سوار کا اور ایک حصہ پیل کا۔ (ابن ہشام ص ۳۴۶)

۸۳۔ غزوہ بنو مصطلق

بنی مصطلق بھی ایک دولت مند یہودی قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ سے ۹ میل کے
فاصلے پر آباد تھا۔ یہ قبیلہ بھی حضور بنی کریم علیہ التوحیدہ والتسلیم سے معاہدہ کر چکا تھا پھر
بھی یہ ابن الوقت، قریش اور منافقین سے ساز باز کر گیا۔ اور انھیں کی اعانت کے گھنٹہ
پر یہ مسلمانوں کا جانی دشمن بن گیا۔ اب یہ خروج کرنے کی غرض سے ایک چشمے (میرہ بیع) کے
کنارے جمع ہو رہے تھے یہ خبر گلتے ہی شعبان ۳ء میں مجاہدین کا ایک لشکر حجاز سے اُٹھ لے
کر آنحضرتؐ اُن کی اصلاح کو تشریف لے گئے چشمے پر اچھی خاصی جنگ ہوئی آخر بنو مصطلق
نے شکست کھائی۔ مال غنیمت میں تین سو لونڈی غلام۔ پانچ ہزار بکریاں اور ایک ہزار
اونٹ آئے۔ اُن کا سرگروہ اور سپہ سالار، الحارث بن ضار تیر سے مارا گیا۔ حارث سردار
قوم نے حاضر ہو کر اور اذن لے کر بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ میں ایک رئیس ہوں میری
بیٹی بڑے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی ہے۔ اُس کا کنیز بن کر رہنا دل پر شاق گزرتا ہو بڑا ہی کرم ہو
جو اُس لڑکی کو آنحضرتؐ اپنی زوجیت کا شرف بخشیں۔ بڑے موجود الوقت نے بھی کہا۔ میں اسے
اپنی سعادت سمجھوں گی۔ چنانچہ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا کی کرم نوازی سے اُس خوش نصیب کو
یہ سعادت ملی اور جو سیر یہ نام پایا۔

مؤرخ ابوالفدا نے لکھا ہو کہ عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین نے جو عین جنگ میں
بنی المصطلق کی طرف موجود تھا لوٹتے ہوئے صفوان سے حضرت صدیقہ بنت ابی بکرؓ کی پاکیزگی
پر افترا باندھنے کی ترغیب سمجھا تا گیا۔ افواہ اڑی تو حضرت صدیق اکبرؓ کا خالہ زاد بھائی مسطح
ابن اثاثہ، حسان ابن ثابت شاعر، اور ایک عورت بنت نجس، منافقین کی بھڑی میں آگئے۔
حضور پاکؐ کو یہ فکر تو ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ بنت ابی بکرؓ کے دامن عفت پر کوئی دھبہ لگ سکے
لیکن ہاں منافقین کی ترکیبوں کا جال گھریلو معاملہ، سوہان روح بنا ہوا تھا۔ اسی لیے بظاہر
پوچھ گچھ بھی کی۔ آخر خدائے دانا و مبینا نے اپنے حبیب پاکؐ کی تشفی خاطر اور منافقین کا پردہ
چاک کرنے کو پوری سورہ نور نازل فرما کر ثابت کر دیا کہ نور سے نور ہی کا جوڑ ہو سکتا ہو ایس
بریت کے بعد بہتان باندھنے والوں نے سزا سے شرعی پائی۔ اور علم خدا و رسولؐ سب
پر منکشف ہوا۔

۸۴۔ صلح حدیبیہ

جنگ خندق اور جنگ خیبر کے بعد قریش اور یہودی دونوں مضحکہ خیز تھے۔
حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نیت عمرہ ذیقعد میں مکہ کی طرف عزم فرمایا۔ ۱۲ ص ۱۱
جاں نثاری کو ہمارا ہوئے۔ ہتھیار میں صرف تلوار رسم عرب کے موافق ضروری سمجھی گئی۔ فسادوں
نے یہ خبر سننے ہی ایک جم غفیر جمع کر لیا اور مقام ذی طوی میں آٹھ ہرے۔ خیر رسان اسلام
نے جب اُن کا ارادہ بد گوش گزار کیا تو فرمایا افسوس اب بھی قریش نہ سمجھے کہ اُن کی فساد
انگیزی انھیں خراب کرتی رہی ہو۔ چونکہ بنی اسلم وہی غراعہ حضرت ابوبکرؓ کی وجاہت کے
زیر اثر تھے اور یہاں وہی آباد تھے لہذا بموجب منشاۓ حضور پاکؐ ذوالحلیفہ سے ایک
شخص بنی اسلم کا، بھیجا گیا کہ وہ قریش کی کارروائی سے مفصل اطلاع دے۔ غسفان میں اُس
نے خبر دی کہ خالد و عمرہ، دونوں سوار یہ غمیں تک آپہنچے ہیں۔ فرمایا بخدا اگرنا بچرنا نہیں

ہو۔ تجویز یہ ہوئی کہ نامعلوم راستے سے چل کر مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا جائے۔ وہی شخص رہنا بنا اور پہاڑ کی گھاٹیوں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف قافلے کو لے آتا۔ یہاں سے ارشاد مبارک کے موافق سیدھی طرف سے مقام حمص کی پشت پر ہو کر شنیۃ المار کے راستے سے مکے کے نیچے کی طرف سے حد نبیہ میں آٹھ گھنٹے پہاں سے مکہ مکرمہ صرف ۹ میل رہ گیا تھا۔ قریش کے جاسوس نے جب اس کیفیت کی خبر کی تو سب قریش مکے میں اکٹھے ہو گئے۔ اور آپس میں یہ قول و قسم کر لیا کہ مسلمانوں کو مکے میں نہ آنے دیں گے۔ (ابن ہشام ص ۳۶۵)

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ بنی غزا عمر مسلمان و مشرک سب کے سب حضور کے خیر خواہ تھے مکے کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ حد نبیہ میں بنی غزا کا سردار بديل بن ورقا، چند خیر اندیشوں کے ساتھ حضور میں حاضر ہوا اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب پوچھا۔ جواب ملا۔ صرف زیارت کعبۃ اللہ شریف کو۔ بديل نے یہ خدمت اپنے ذمے لی اور جا کر قریش پر حضور کا منشاء ظاہر کیا۔ انھوں نے باور نہ کیا بلکہ مرکز بن حفص عامری کو بھیجا۔ اُس نے بھی وہی بات سنی اور جا کہی مگر قریش اب بھی نہ مانے۔ آخر مختلف قبیلوں کا سردار جلس بن علقمہ آیا۔ حضور پاک نے اُس کو قربانی کے جانور دکھا دیے۔ یہ نہایت اطمینان سے آپس گیا اور قریش کو اُن کے ارادہ بد سے باز رکھنے لگا۔ مگر وہ کب ماننے والے تھے جلس بگڑ گیا تو قریش نے خوشامد کر کے کہا تم ذرا دیکھو کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لڑیں گے بھی نہیں اور مسلمانوں کو زیارت کعبۃ اللہ شریف سے روکے بھی رہیں گے۔ اب انھوں نے عروہ ثقفی بن مسعود کو بھیجا۔ عروہ رئیس، عقیل، دوئلند سن رسیدہ اور ایسا تجربہ کا معتد قریش تھا کہ وہ کہتے تھے کہ پیغمبری آتی تو اس پر زہیب دیتی تھی۔ (ابن ہشام ص ۳۶۵)

عروہ ثقفی جب آیا ہو تو نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وضو فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اخلاق کے ساتھ اُسے بیٹھنے کو کہا۔ وہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ صحابہؓ اب وضو کو تبرکات تقسیم کر لیتے ہیں پھر نماز باجماعت میں اجتماعی شان

دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور حجب آنحضرت تشریف فرما ہوئے تو لوگوں کو چار جانب خاموش و مودب بیٹھا ہوا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزاج پوچھ کر فرمایا کہ ہم صرف کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کو آئے ہیں پھر قریش کیوں مزاحم ہوتے ہیں؟ بلکہ عروہ و ج ہر شخص بے روک ٹوک کر سکتا ہو! عروہ نے کہا جناب؟ قریش نے درندوں کی کھالیں پہن پہن کر باہم عہد کر لیا ہو وہ کسی طرح رضا مند نہیں کہ مسلمان مکے میں داخل ہو سکیں۔ اور یہ غریب جماعت جو سہرے چھکائے بیٹھی ہو کسی طرح قریش کے مقابلے کے لیے کافی نہیں ہو۔ بہتر ہوگا کہ واپس چلے جائیں۔ چونکہ اس وقت تک قریش کی طرف سے بہت رد و کہ ہو چکی تھی اور عروہ نے بھی حقارت آمیز کلمات کہے تھے اس لیے یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو جلال آگیا۔ عروہ کو سخت دُسترس ہو کر ڈانٹا کہ یہی غریب جماعت وہ عجیب حزب اللہ ہو جس سے حزب الشیطان کا ناک میں دم ہو۔ قریش نے ایٹری چوٹی کا نور لگایا۔ مکر و فریب کیا۔ رستم ڈھایا۔ سارے عرب کو برا بھلا بھینٹ کر کے اس غریب جماعت کو مٹانا چاہا مگر اُن کا ظلم انھیں پر پڑ رہا ہو۔ کیا اب بھی انھیں کچھ حوصلہ باقی ہو؟ ہم خدا و رسول کے حکم پر کاربند ہیں جب مقابلہ ہوگا تو حقیقت پہلے سے زیادہ روشن ہو جائے گی۔ بہتری اسی میں ہو کہ قریش چپ ہو رہیں۔ وہ کبھی حق کے مقابلے میں باطل کو فروغ نہ دے سکیں گے۔ عروہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا یہ کون شخص ہو۔ جواب سنا ابوبکرؓ! اُس کم نظر نے سر دھن کر کہا کہ اگر ان کا احسان مجھ پر نہ ہوتا تو میری زبان بھی کھلتی۔ ایک مرتبہ اس عروہ کے ہاتھ سے خون ہو گیا تھا اور مقدمہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا تھا۔ آپؓ نے اس کی ندامت و ریاست کا لحاظ کر کے مقتول کے وارثوں سے سفارش کی۔ وہ خون بہا لینے پر رضا مند ہو گئے۔ وہ لوگ بنی غزا عہد تھے۔ انھیں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاس سے رقم دے دی۔ عروہ نے مکہ مکرمہ سے ثقیف پہنچ کر رقم بھیجی تو آپؓ نے کہا ابھیجا کہ اب تکلیف نہ کریں۔

عروہ جب بات کر رہا تھا تو بار بار محاسن شریف کو ہاتھ لگاتا تھا۔ ایسا رواج بھی

تھا مگر حضرت ابوبکرؓ کو یہ گستاخی نظر آئی انھوں نے مغیرہ بن شعبہؓ برادر زادہ عروہؓ (جو مسلمان ہو چکا تھا اور حضور پاکؐ کے پس پشت کھڑا تھا) کی طرف دیکھا عروہ کے پیچھے پرتلواری کا قبضہ کر کے کڑاٹا کر بس خبردار۔ اب ہاتھ بڑھا تو سر قلم سمجھنا۔ عروہ یہاں سے ایسا اٹھ کر اٹھا کہ وہ قریش میں گیا اور کہنے لگا میں نے کسریٰ، قیسز اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں مگر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سی مقبول و با اثر سلطنت کہیں نہیں دیکھی۔ تم ذرا اپنی حالت پر نظر ثانی کرو۔

عروہ کے چلے جانے کے بعد آنحضرتؐ نے بھی ثعلب بن امیہ خراعی کو بھیجا مگر قریش نے اُس کے اونٹ کی کوچیں کاٹ ڈالیں اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر آیا۔ پھر عثمانؓ بھیجے گئے اُن کو قریش نے نظر بند کر لیا اور قتل کی افواہ اڑا دی۔ اب تک تو صرف حبش کے زبیرؓ خراعی ہی ناراض تھے اب اس خبر سے مسلمان بھی طیش میں آ گئے۔ حضورؐ نے ۱۱۴ھ مجاہدین سے جہاد کی بیعت لی۔

اس بیعت کا عند اللہ یہ مرتبہ ہوا کہ سورہ انفحات میں آیہ وافی ہدیہ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْآیہ اس کو بیعت رضواں بنا دیا۔ اور ”قَعْلَمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ“ نے ۱۱۴ھ بیعت ہونے والوں کی قلبی کیفیت تک شہادت دے دی۔ ”عَنِ الْمُؤْمِنِينَ“ سے صحابہؓ کی ایمان داری اور یقین دلی کی حالت واضح ہوئی۔ انھیں مومنین بتائیں میں ایک ایسا بھی مومن ہو جس کے یقین کا اغماذ کر کے علام الغیوب کے محرم اسرار سید البرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہو۔ حضور پاکؐ کے دو عویش ہیں علیؓ و عثمانؓ ید رسول۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَغَيْرِهِمْ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَکَ۔

شب کے طلایے پر حضرت فاروق اعظمؓ نے کافروں کا ایک دستہ فوج گرفتار کر کے حضور میں پیش کیا۔ (جو تیر برس سانسے اور پتھراؤ کرنے آیا تھا) فسادِ زبیرؓ عراست

رکھے گئے تو قریش گھبرا گئے دوسرے دن انھوں نے سہیل بن عمروؓ عامری کو بڑا زبردست خطیب و شاعر سمجھ کر صلح کے لیے حضور میں بھیجا۔ شرائط صلح یہ پیش ہوئیں دس سال کے لیے ان شرطوں پر صلح ہوگی۔ اس سال تو مسلمان بغیر عمرؓ کیے واپس جائیں۔ آئندہ سال صرف تین دن کے لیے آئیں۔ ہتھیاروں میں فقط تلوار وہ بھی میان میں ہو اور میان غلاف میں۔ قریش کا کوئی آدمی مدینہ جائے گا تو اُسے فوراً واپس کرنا ہوگا اور مدینے سے کوئی مسلمان آئے گا تو مکے والے اُس کو واپس نہ دیں گے۔ اس دس سال میں جو قبیلہ جس طرف چلے ہو جائے۔

حضور پاکؐ نے اس صلح نامے کے بارے میں کسی سے مشورت نہ فرمائی بلکہ سہیل سے ارشاد فرمایا کہ میں تو خود ہی چاہتا ہوں کہ قریش مجھ سے تعرض نہ کریں اور دیکھیں کہ حق کس طرح اُجاگر ہوتا ہو۔ عام تو عام، خاص حضرت عمرؓ اٹھ کر خیمے میں حضرت ابوبکرؓ سے ملے اور اپنے جوش قلبی سے مجبور ہو کر یہ کہنے لگے کیسی صلح ہو۔ ہم کس بات میں کم ہیں جو آنحضرتؐ دے جا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بڑی کراہی آواز میں کہا۔ اے عمرؓ حضور پاکؐ اللہ کے رسول ہیں۔ ذرا سمجھ کر بات کرو۔ عوام تو متنبہ ہو گئے مگر حضرت عمرؓ حضورؐ میں حاضر ہو کر دوزخو بیٹھ گئے۔ اور یہ عرض پیش کی کہ جب آپؐ سچے رسول ہیں۔ اسلام سچا دین ہو اور ہم سب سچے جہاں تیار ہیں تو پھر یہ کیسی صلح فرما رہے ہیں؟ فرمایا۔ عمرؓ؟ میں خدا کا رسول برحق ہوں یہ نہ مغلوبانہ صلح ہو نہ شکست بلکہ اسلام کی فتح کا دیباچہ ہو۔ جا آرام سے بیٹھ، حضرت عمرؓ مطمئن ہو کر اپنی جگہ آ بیٹھے (اور بعد میں اس جسارت پر پچھتاتے رہے)۔

سب اصحابؓ کی نگاہیں حضرت ابوبکرؓ پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ کچھ بولیں مگر وہ لڑاؤ محرم اسرار الہی چپ تھے کہ اتنے میں ابو جندلؓ سپر سہیلؓ، زنجیریں پہنے دربار رسالت میں حاضر ہوا اور بعد صلوة و سلام کے عرض کی کہ میں اسلام لانے کے جرم میں قید کر دیا گیا ہوں

حضور کے تشریف کی خوشخبری سن کر کسی طرح زنجیریں توڑ کر یہاں تک پہنچا ہوں مجھے دامن رحمت میں پناہ بخشی جائے۔ وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ سہیل نے اٹھ کر اُن کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا۔ ابو جندل فریاد کرنے لگے کہ مسلمان بھائیو! میرے زخم بدن دیکھو لہذا رحم کرو اور مجھے اس ناقابل برداشت تکلیف سے بچاؤ۔ ابو جندل کا یہ نالہ ویکا اس پر سہیل کی روح فرسا ایذا۔ اب مسلمانوں کے ہیجان کی کوئی انتہا نہ تھی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے خدا کے بندے تو اس تحریک کا بانی نہ بنو جس سے فساد و خونریزی ہو تو نے اللہ واسطے اسلام اختیار کیا ہو اللہ مع الصابرين کے واسطے چندے صبر بھی کر۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے اُٹھیں دیکھتے ہی زبان حق ترجاں پر آیا مَا صَبَّ اللَّهُ صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا وَقَدْ صَبَّ فِي صَدْرِي آبُ بَكْرٍ (ایسا کوئی راز منجانب اللہ میرے سینے میں نہیں آیا جو ابوبکر کے سینے میں نہ گیا ہو)

صلح نامہ جناب علی مرتضیٰ نے لکھا اور عروہ کی کج بختی پر حضور پاکؐ نے خود اپنے دست مبارک سے محمد رسول اللہ کی عبارت کے بجائے محمد بن عبد اللہ بنا دی۔ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عبد الرحمنؓ ابن عوفؓ و سعد ابن ابی وقاصؓ محمود ابن مسلمہؓ و سہیل بن عمروؓ و مکرم بن حفصؓ گواہ ہوئے۔ پھر عروہ نے کہا اگر آپ ہمارے گرفتار شدہ لوگوں کو چھوڑ دیں تو ہم عثمانؓ ابن عفانؓ کو رہا کر دیں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا۔ جب عثمانؓ آگے تو اُن پچاس آدمیوں کو اُس کے حوالے کر دیا۔

اُسی وقت حضرت ابوبکرؓ کے بڑے صاحبزادے عبد الکعبہ نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا حضور پاکؐ نے اُن کی پیشانی چوم کر فرمایا تمہارا نام ہم نے عبد الرحمن تجویز کیا۔ اب مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔

صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہ صلح حدیبیہ کے دن ہماری تعداد ۳۰۰۰ تھی۔ حضور پاکؐ نے یہیں بشارت دی اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ (تم لوگ تمام

روئے زمین کے انسانوں سے بہتر ہو) اور صحیح مسلم میں اُمّ بشارؓ سے مروی روایت ہو کہ اَيْدُ خَلِّ النَّارَ اَحَدُ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (تفسیر مظہری)

تاریخ گواہ ہو کہ اس صلح کے بعد سے اسلام کی توشیح خاطر خواہ ہوئی۔ مخالفین و مترددیں کو تبادولہ خیالات و تسکین خاطر کا موقع ملا۔ سلاطین دنیا تک دعوت حق پہنچی۔

خالد سیف اللہ فاتح لبرل اور عمرو بن العاص فاتح مصر اسی صلح کی بدولت برضا و رغبت مکہ مکرمہ زاد شرفا اور حبش سے آکر بلا اکراہ داخل اسلام ہوئے بقول زہری اس کی کھلی دلیل یہ ہو کہ صلح حدیبیہ کے وقت حضور پاکؐ کے ساتھ ۱۴۰۰ مسلمان تھے اس کے دو برس بعد ہی فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار صحابہؓ کربا کے شرف سے مشرف (ابن ہشام ص ۳) رسول کریم علیہ الخیرۃ والتسلیم نے ۱۹، ۲۰ روز حدیبیہ میں قیام فرمایا اس مختصر قیام میں بھی اُس سرابا اعجاز سے دو معجزے ایسے ظاہر ہوئے کہ معتقدین کے ایمانوں کو تقویت اور مخالفین اسلام کو حیرت و عبرت ہوئی۔

۱۔ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد اور بلح والوں کو چھوڑ کر دوسری جانب قیام فرمایا تھا۔ یہاں جو کنواں تھا اُس سے پانی برائے نام رِس رہا تھا۔ حضور پاکؐ نے اپنے پاس کے پانی سے ظہر کی نماز کا وضو فرمایا اور ایک گلی اُس کنویں میں کی اور اپنا ایک تیر بخشا کہ جاؤ کنویں کے اندر گاڑ دو۔ اس عمل شریف کی برکت سے کنواں ابلنے لگا۔ مَن کے قریب پانی آگیا سب جا اندر سیر و سیراب ہوئے۔

۲۔ واپس ہوتے ہوئے عسفان کے مقام پر مسلمانوں کا زاد راہ ختم ہو گیا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسترخوان بچھوا کر فرمایا جو چیز کھانے کی جس کے پاس رہی ہو وہ اس دسترخوان پر چُن دے۔ کچھ کھانا آگیا اُس پر دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی اور سب کو کھانے کا حکم دیا۔ ۱۴۰۰ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ شکم پر

ہو گئے اور کھانا بچ رہا۔

آخر سال، اُمّ رومان زوجہ حضرت صدیق اکبرؓ نے انتقال کیا۔ یہ اطلاع پا کر حضور پاکؐ نے نفس نفیس تشریف لائے تجہیز و تکفین میں شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ پڑھائی اور خوش دامن کی اول منزل آسان کی۔ پہلے روز کھانا بھیجا۔ تین روز تک اُمّ المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی محلہ سچ میں رہیں۔ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا رِغَارِ وفاشعار کو ساتھ لے کر کھانا وہیں کھایا۔ کتنی خوش نصیب ماں تھیں کہ بیٹے کا اسلام بچھ کر دیا سے اٹھیں۔ یہود و مشرکین کی فطرت اس آیت سے معلوم ہو چکی تھی لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا، اس لیے بعض روایتوں کے مطابق دس، بیس دن مدینہ منورہ میں قیام رکھ کے، مشرکین مکہ سے سُلُطَ لینے کے بعد اب یہود سے فرصت پالینے کی ٹھانی۔

۸۵۔ غزوہ خیبر محرم الحرام ۶

اب یہود کی آبادی سمٹ سمٹ کر حجاز کے آخری کنارے پر ملک شام کے قریب مدینے سے شمال و مشرق کی طرف دوسو میل کے فاصلے پر خیبر میں اکٹھی ہو گئی تھی۔ زمین زرخیز تھی یہیں یہودیوں کا مرکزی مقام بن گیا تھا۔ کوہ خیبر پر یہود نے دس قلعے مضبوط بنوائے تھے نطاة، ناعم، صعب، زبیر، شقی، البر، ابی، قوص، وطح اور سالم۔ جنگ خندق ہی کی ناکامی پر یہود برا فروختہ تھے، بنو قریظہ کے واقعے نے انھیں اور مشتعل کر دیا۔ اُن کے سردار نے سب کو جمع کر کے اور عرب کے چند بااثر قبائل سے گھڑ جوڑ کر کے ایک دھواں دھار تقریر کی اُس میں بتایا کہ ہمارے پیش روں نے استیصال اسلام کے لیے اب تک جو طریقے اختیار کیے وہ غلط تھے۔ اسی لیے انھیں کامیابی نہ ہو سکی صحیح تدبیر یہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دارالریاست (مدینہ منورہ) پر براہ راست حملہ کیا جائے۔ جب حضور میں

اس شرارت انگیزی کی اطلاع پہنچی تو مصلح عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب معمول شریف پہلے تو یہود کو بیغام مصلحت دیا اور جب اُن شہریروں نے نہ مانا تو ۱۴ سو مسلمانوں کی جمعیت لے کر خود آنحضرتؐ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ فوج میں دواکسوار تھے اور بارہ ٹلو پیادے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ پھر سیرے اڑاتے ہوئے مسلمان فاتحانہ شان سے بڑھے۔ وہ دوراہہ آیا جہاں سے فدک کے یہودی، خیبر والوں کو مدد پہنچا سکتے تھے۔ رہبر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی جماعت پڑھا کر کھانا طلب فرمایا سنا اور کھجور پیش ہوتے سب اشکریوں کو رکھلا پلا کر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ فوج دے کے وہاں معین کر دیا اور خاص ہدایت فرمائی کہ ادھر سے اہل خیبر تک کسی قسم کی مدد نہ جاسکے۔

کوہ خیبر پر قلعے تھے اور دامن کوہ میں غلستان تھا۔ آزمودہ کار صحابہؓ نے غلستان کو صاف کر دینے کے لیے حضورؐ میں گزارش کی مگر صاحب یقین کامل حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ التماس منظور نہ ہوئی کہ آخر یہ غلستان، اسلامیوں کی قسمت میں آئے گا۔ کھجور کا درخت بہت مدت میں بڑھتا، پھلتا ہی۔ پھر کیوں برباد کیا جائے، حضور رحمت عالمیاں صفوت آدمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا سخت درد سر تھا کہ شرف افزائے مصاف نہ ہو سکے حضرت ابو بکرؓ خدمت گزار پر ہر سہ قلعجات میں بیس ہزار فوج مسلح تھی۔ پہلا حملہ ناعم پر ہوا جس کے ساتھ نطاة کی تسخیر بھی وابستہ تھی پانچ روز برابر محمود ابن مسلمہ کی ماتحتی میں حملے ہوتے رہے آخر محمود پر قلعے سے چکی کا پاٹ اگر گرا اس ضرب سے محمود کا خاتمہ ہو گیا۔ چھٹی شب طلایہ پھرتے ہوئے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جاسوس گرفتار کر کے تہج کے وقت حضورؐ میں پیش کیا شیخین مکہ میں اُس کے مواجہ میں اُس نے جاں بخشی کا وعدہ لے کر آنحضرتؐ کو خفیہ اسرار بتائے۔ اُس کو تو نظر بند رکھا گیا۔ اور ان تینوں حضرات میں جو امر طے پایا اُس پر دوسرے دن محمود شہید کے بھائی محمد بن مسلمہ کو عمل کرنے کی ہدایت ہوئی۔ اور بحمد اللہ کہ دونوں قلعے فتح ہو گئے۔

پھر صعب وزیر پر جہد شروع ہوئی کئی دن کی لگاتار کوشش سے پھر ایک جاسوس رات کی گرداوری میں فاروق اعظمؓ نے گرفتار کر کے پیش کیا۔ اُس نے زمین دوڑے نالے بتائے جن سے قلعوں میں پانی جاتا تھا۔ راتوں رات اُن کو بند کر دیا گیا۔ اہل قلعہ نے باہر نکل کر جنگ کی۔ پتھار قلعے جو نطاۃ کے نام سے مشہور تھے مسلمانوں کے قبضے میں آئے یہاں سے بھاگ کر قلعے والے وطیح و سالم میں پناہ گزیں ہوئے۔ غزانے کا نشان حضرت زبیرؓ کو پیش صدیق اکبرؓ کی سراغ رسانی سے ملا۔ اور دونوں قلعے حضرات شیخین مکرین رضی اللہ عنہما کی کوشش سے فتح ہوئے۔ یا سر پہلوان برادر مرہب کو بھی حضرت زبیرؓ نے قتل کیا۔ قلعہ ابیر عامر پہلوان کے قتل پر مسخر ہو گیا۔ قلعہ ابی میں اُسیر نامی پہلوان کا سر غرور خبابؓ نے چکنا چور کیا۔ اور غروان کا خاتمہ حضرت ابو جابرؓ سے ہاتھوں ہوا۔

اہل شق نے دروازے بند کر لیے تو حضرت ابو جابرؓ نے سیڑھی لگا کر بلند آواز سے نعرہ بکیر کیا۔ آخر ان قلعوں سے بھاگ بھاگ کر یہودی اپنے بڑے مستحکم قلعہ قنوص میں جمع ہوئے۔ اس کی فتح ولی کبریا کی کرامت، نبویش مصطفیٰ کی ہمت، یعنی جناب علی مرتضیٰ کی جرات پر موقوف تھی۔ محرم اسرار آلہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل صبح میں علم اسلام اُس بہادر کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھ پر اس قلعے کی فتح لکھی ہو۔ دو برسے دن نماز فجر پڑھا کر آنحضرتؐ نے شیر خدا کو یاد فرمایا۔ وہ آئے دیکھا کہ آشوب جنیم میں مبتلا ہیں تو غیرت مسیح نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آشوب دور ہو گیا اور نظر اور بھی تیز ہو گئی حضورؐ کے ہاتھ سے علم لے کر گزریغہ فرما جانے شان سے ذرا بڑھے تھے کہ پھر بلوایا اور فرمایا علیؓ؟ اگر تمھاری کوشش سے ایک گمراہ بھی راہ راست پر آجائے تو یہ عند اللہ ستودہ نیک مرنخ مورخہ خدا میں خیرات کرنے سے بہتر ہو۔ میں کیا کروں اگر یہ شیریر میرے کہنے پر سیدھی راہ چلیں تو کیوں یہ دن دیکھیں۔ ادھر سے شیر خدا جب قلعے کے قریب پہنچے تو ادھر سے ایک ہلوان یہودی گھوڑا اڑائے سامنے آیا۔ جیسے ہی ذوالفقار حیدری

کی زبرد پر چڑھا، ایک سے دوسرے

جلال میں سو مرتب بڑھے یہ فرما کر کہ خاک میں نہ ملا دوں تو بوڑھا نہیں خیر والوں کی مدد پر اہل قلعہ بڑھے تھے کہ اسلامی فوج کو سہارا دیا اور اُن کی قوت کو دیکھ کر واپس ہو گئے۔ مرحب کے قتل ہو جانے کے بعد یہود کا غرور بندار ٹوٹ گیا ادھر اسد اللہ الغالب نے بڑھ کر موص پر حملہ کیا۔ قلعے سے ایک پتھر سن سنا تا آیا اور اسد اللہ کے سپہر والے ہاتھ پر لگا۔ اس ضرب شدید سے پتھر شیر خدا زخمی ہوا اور سپہر گرفت سے نکل گئی بس ایسا جلال آیا کہ اُسی زخم خوردہ ہاتھ سے قلعے کا وہ مضبوط کنواڑ جسے ۳۰ آدمی کھولتے موندتے تھے پکڑا اور ایک ہی جھٹکے میں زنجیروں سمیت بجائے سپر کے ادھر اٹھالیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُس وقت بوڑھا، زمین کے سہارے پر قائم نہیں تھے بلکہ ہوا پر تھے۔ اس باکرامت نے یہود کا یہ طلسم بھی توڑ کر رکھ دیا اور مہم فتح ہو گئی تو مگاردوں نے حضورؐ رَحْمَةُ اللّٰعَالِیْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مغلوب پناہ میں نصفاً نصف پیداوار پر صلح کی درخواست کی۔ منظور ہوئی۔

حیی بن اخطب سردار یہود کی دختر نیک اختر بی صفیہ غنیمت میں ایک مجاہد کا حصہ بنی تھیں انھوں نے حضور پاکؐ سے کہا یا کہ میں سردار کی بیٹی، سردار کی بیوی اور سردار کی بہو ہوں مجھے ایک سپاہی کو دینے کی بجائے کیا اچھا ہو کہ حضورؐ پر نور اپنی خدمت میں رکھنے کا شرف بخشیں۔ فاتحین سے یہ پیام سن کر درمند عیال اللہ نے اُس مجبور صنف نازک کو اپنی چادر مبارک بھیج دی اُس کا اڑھنا تھا کہ لشکریوں نے احترام کے ساتھ خیمہ مطہر تک پہنچا دیا۔

مرحَب کی بھتیجی زینب یہودیہ نے زہر آلود گوشت پکا ہوا بھیجا۔ بشیر بن براءؓ نے کہا مجھے کب بمطعمی کا شرف نصیب ہوتا ہو۔ وہ تو بوٹی کھا گئے اور شہید ہوئے۔ آنحضرتؐ نے لقمہ منہ میں لیا تھا کہ گوشت نے اپنی ساری سرگوششت بیان کر دی۔ یہ معجزہ دیکھ کر

مخالف تک موافقین میں شامل ہو گئے۔ فذک والوں نے جو فتح خیبر کی کیفیت اور حضور کی کرم فرمائی سنی تو نصف پیداوار صلح کی درخواست کر دی جو منظور ہوئی۔

خیبر کی فتح سن کر حبش کے مہاجرین بھی مدینہ آ گئے۔ عبداللہ صحابی بقبضائے آلہ و ہیں فوت ہو گئے تھے اُن کی بیوہ نسی سالہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان، مدینہ میں آئیں تو حضور پاک کی خدمت میں پیغام نکاح کہوایا۔ حضور نے عزت قبول بخشا۔ یہ بی بی بہت عقیلہ، فہیم اور نہایت پارسا تھیں۔ ایک مرتبہ ابوسفیان بحالت کفران کے حجرے میں آئے تو بی بی صاحبہ نے جھٹ پٹ حضور کا بستر سمیٹ دیا باپ نے کہا بیٹی یہ کیا کیا؟ میں کیا نہیں پہنچوں جواب ملا کہ پاک ذات کا بستر مبارک، ناپاک کے نیچے نہیں بچھایا جاسکتا۔ دل سے شرک کی نجاست نکالو ابوسفیان اپنا سامنے لے کر چلتا بنا۔

۸۷۔ رسول اللہ کے فرمان ہدایت شاہان دنیا کے نام

صلح حدیبیہ سے مشرکین مکہ اور فتح خیبر سے یہود اب ظاہر ظہور کچھ بے عنوانی نہیں کر سکتے تھے اب رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہان دنیا کے نام دعوت ہدایت شروع کی۔ چاندی کی انگوٹھی نیا کرائی اُس میں محمد رسول اللہ کلمہ کر لیا اور ۶۷ھ میں فرمان حسب ذیل قاصدوں کے حوالے کیے۔

اول قاصد محمد بن امیہ، نجاشی شاہ حبشہ واقع ملک (افریقا) کے نام لے کر گئے دوئم قاصد وحیہ کلی، قتل شاہ حمص جو شام میں واقع ہو۔

تیسرا قاصد عبداللہ بن حذافہ، بادشاہ کسریٰ پرویز کے پاس فرمان لے گئے۔ چوتھا قاصد عاصم بن ابی ملتبعہ اسکندریہ (مصر) کے بادشاہ مقوقش کے نام فرمان لے گئے۔

پانچواں قاصد شجاع بن وہب، حارث بن ابی شمر عسائی جو دمشق، واقع سرحد

شام کے بادشاہ کے نام فرمان لے گئے۔ چھٹا قاصد سلیط بن عمر، ملک یمامہ کے شاہ ہوزہ بن علی حنفی کے نام فرمان ہدایت لے گئے۔

ان میں سے صرف کسریٰ بن پرویز شاہ ملائین آتش پرست تھا۔ باقی بادشاہ عیسائی تھے۔ نجاشی خوش نصیب تو پہلے دن سے آنحضرت کو رسول خدا تسلیم کر چکا تھا۔ اس زمان کو لیتے ہی علانیہ مسلمان ہو گیا۔ دوسرا فرمان اُس کے نام یہ پہنچا کہ مہاجرین کو خرچ دے کر مدینہ پہنچا دے وہ عقیدت مندا س کی بھی تعمیل بجالایا۔ اور دونوں فرمانوں کو بطور تبرک اپنے توشہ خانے میں محفوظ رکھے۔ ہر قل اُس وقت فارسیوں پر فتح پانے کی خوشی منانے بیت المقدس گیا ہوا تھا۔ قاصد نے وہیں فرمان پہنچایا۔ ہر قل پہلے سے حالات سن کر آنحضرت کا معتقد ہو چکا تھا اُس نے فرمان کی تعظیم کی اور مترجم کو طلب کر کے مضمون سننا۔ پھر درباریوں سے پوچھا کوئی شخص سرزمین حجاز کا بھی موجود ہو؟ اتفاق سے ابوسفیان بسلسلہ تجارت گیا ہوا تھا وہ ارکان سلطنت کے ذریعے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہر قل نے پوچھا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتے ہو؟ کسب کے اعتبار سے وہ کیسے ہیں؟ تم میں سے پہلے بھی کسی نے اس طرح پیغمبری کا دعویٰ کیا ہو؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہو؟ اُن کے کہنے کی پیروی امیر کرتے ہیں یا غریب ضعیف؟ اور اب اُن کے پیروکار بڑھتے جاتے ہیں یا کھٹتے جاتے ہیں؟ نبوت کے اظہار سے پہلے کبھی انھوں نے جھوٹ بھی بولا؟ کبھی تم لوگوں میں لڑائی بھی ہوئی؟ ہوئی تو نتیجہ کیا نکلا؟ وہ تم کو کیا کہتے ہیں؟ اس قسم کے اور بھی سوالات کیے۔ ابوسفیان نے جواب میں کہا۔ میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ کسب کے اعتبار سے وہ بہت پاکیزہ ہیں۔ ہمارے ملک میں اور کسی نے اس طرح پیغمبری کا دعویٰ نہ کیا نہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آباؤ اجداد نے کیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیروکار روز بروز برابر بڑھ رہے ہیں میں نے

تو یہ بات انھیں کے دین میں دیکھی ہو کہ جو ایک دفعہ ایمان لے آیا وہ پھر کبھی نہیں پھرتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قول کے پیدا نشی سچے ہیں اور امانت دار ہم میں کئی مرتبہ جنگ بھی ہوئی۔ کبھی وہ غالب آئے کبھی ہم۔ وہ ہمیں یہ ہدایت کرتے ہیں کہ خدا کو ایک تسلیم کرو اور اس کا شریک کسی کو مت ٹھہراؤ۔ مجھے اُس خدا سے وحدۃ لا شریک کا عہد و رسول مانو۔ بھوٹ، دغا، فریب، چوری، زنا کاری، بد عہدی سے پرہیز کرو۔ نمازیں پڑھو زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات کرو اور اپنے باپ دادا کی بت پرستی کی رسمیں چھوڑ دو اور میرے تابع رہو۔

ہر قل اپنے سوالات کے جوابات سن کر مترجم سے کہنے لگا مجھے تو وہ شخص پیغمبر حق معلوم ہوتا ہو۔ ایک پیغمبر کا آنا تو ضرور ہی لیکن خیال کیسے ہوئے تھا کہ آل یعقوب (بنی اسرائیل) سے ہو گا لیکن وہ آل اسمعیل سے آیا۔ ابوسفیان ہر قل کی گفتگو سمجھ کر بڑا پیشیاں ہوا اور دل میں کہنے لگا آج کل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ستارہ اوج پر ہو کہ ہر قل بھی اُسی کی طرف بول رہا ہو۔ دجیہ کلبی نے واپس آکر یہ سب کیفیت حضور میں کہ سنائی۔

کس نے ہر مزنون و شیر و ابراغور تھا خط پڑھ کر چاک کر دیا اور فوراً باذن حاکم یمن کو لکھا کہ جس نے اپنی نبوت کا اعلان کیا ہو اُسے گرفتار کر کے بھیجو۔ باذن نے دو شخص بھیجے خازن بالونیر۔ غرغره، دونوں پہلے مکے آئے ابوسفیان سے ملے۔ ابوسفیان کہنے لگا شاہ ایران محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت پر آمادہ ہو تو پھر اُن کا مدینے میں جتنا مشکل ہو دونوں کو نچتہ کر کے انھیں مدینے کا راستہ بتا دیا۔ دونوں حضور میں حاضر ہوئے۔ ڈاڑھی منڈی ہوئی اور بیس بڑھی ہوئی کمر میں زریں دوپٹہ باندھے اور ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ آنحضرت نے اس وضع قطع کو ناپسند فرمایا اور فرمایا تمھارے پیغام کا جواب کل دیا جائے گا۔ دوسرے روز صبح جب ایران کے اچھے جواب کے منتظر آئے تو ارشاد ہوا مجھے جس نے بلایا تمھارات کو اُس کے بیٹے شہزادہ نے اُس کا پیٹ چاک کر ڈالا تم جا کر باذن سے یہ حال کہو اور مشیت کر وہ دین حق جلد ہی ایران میں پھیل چاہتا ہو تو اگر مسلمان ہو جائے تو تیرا مال و متاع بھی کو دیا جائے۔ دونوں نے باذن کو

اس حکم سے مطلع کیا ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم بہت بادشاہوں کے درباروں میں گئے ہیں لیکن ہم نے جو عظمت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سادہ حضوری میں پائی وہ حلال کہیں نہ دیکھا۔ وہ دونوں یہ کہہ ہی رہے تھے کہ شیر و دیہ باذن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کس نے پر وزیر کے ظلم و ستم سے رعایا اکتا چکی تھی میں نے اُس کو مار ڈالا، میں جانشین ہو گیا ہوں یہاں کے لوگوں سے میری بیعت لو اور جس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے کس نے حکم جاری کیا تھا اُن سے ہرگز ہرگز کچھ تعرض نہ کرو۔ باذن یہ حالات سن کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ اس کی دیکھا دیکھی یمن اور ایران کے سجدہ رکھنے والے بھی ایمان لے آئے۔

مقوقش شاہ اسکندریہ نے حاطب کی بہت تواضع کی اور خلوت میں بٹھا کر سب اوصاف حمیدہ سننے اور کہا جن کی تصدیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی ہو بے شک یہ وہی نبی ہیں۔ پارکینز، ایک خواجہ سرا، ہینل جامہ دار، ہزار شقال سونا ایک اونٹ سفید رنگ جس کا نام دُلل تھا اور ایک خچر (یعفور) بطور ہدیہ حضور میں پیش کرائے۔ اور سنو شقال سونا حاطب کو دیا۔ آنحضرت نے ایک کینز شرقی نام، حستان ابن ثابت کو عنایت فرمائی اور ایک کینز ماریہ قبطیہ اسلام قبول کر کے ازواج مطہرات میں داخل ہوئی۔ پیغمبر زادے ابراہیم انھیں کے بطن سے پیدا ہوئے دُلل جناب علی مرتضیٰ کو عنایت فرمایا۔ اور سونا محتاجوں کو بخشا۔

والی دمشق نے، شجاع سے نامہ لے کر پڑھوایا اور بہت برا فروختہ ہوا۔ اول فول کہنے لگا۔ اور مدینے پر چڑھائی کرنے کی غرض سے نعل درمست کرائے اور ان باتوں سے ہر قل شاہ روم کو بذریعہ خط آگاہ کیا۔ ہر قل نے جواب میں لکھا کہ اس خیال خام سے باز رہ مصلحت وقت یہی ہو۔ اس جواب سے اُس کے غم و غصہ پر اُس پر گئی اور شجاع کو سنو شقال سونا دے کر بھیجا چھڑایا۔ مدینے پہنچ کر یہ حالات جب شجاع کی زبانی سنے تو زبان حق سے نکلا ہلاک ہو چھو ملک حارث کا چچا نجر فتح مکہ کے سال حارث مر گیا اور اُس کی سلطنت والی شام کے قبضے میں گئی۔

شاہ یمامہ نے قاصد حضورؐ کی بہت تواضع کی مگر رخصت کرتے وقت جواب اس طرح کا لکھا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نیک راہ چلنے کی ہدایت کرتے ہیں یہ طریقہ واقعی بہت پسندیدہ ہو۔ اگر اپنی نبوت میں شریک کر لیں تو میں آپ کا ہم زباں بننے کو تیار ہوں۔ میں صاحب اختیار ہونے کے علاوہ شاعر فصیح البیاباں بھی ہوں۔ میری ہیبت و عظمت عرب کے دلوں میں بہت کچھ ہے۔ میں زباں آوری سے آپ کو مدد دے سکتا ہوں۔ سلیط کو ایک قیمتی جامہ دے کر مدینہ بھیجا۔ حالات سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تو اس کو درخت کا گرا سٹوا ایک چھوڑا بھی نہ دوں گا۔ اس کے ملک میں ایک کذاب پیدا ہوگا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا اور وہ میرے بعد قتل ہوگا۔ (چنانچہ یمامہ میں مسلمان کذاب پیدا ہوا اور حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں مارا گیا۔)

۸۹۔ عُمَرُو الْقَضَا ذِی قَعْدَہ

جب ان فتوحات سے حضورؐ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرصت ملی تو زیارت کعبۃ اللہ شریف کا قصد فرمایا اور جو لوگ حدیبیہ میں شریک بیعت تھے۔ دو ہزار مسلمانوں کی جماعت خود زہ اور تلواروں سے سج کر شتر آؤٹ قربانی کے لیے ہوئے روانہ ہوئی حضرت ابوذر غفاریؓ مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر ہوئے۔ محمد بن مسلمہؓ سواروں پر افسر بنائے گئے بشیر بن سعدؓ کے سپرد ایک ہتھیار بند جماعت آگے بھیجی گئی یہ ٹھاٹھ دیکھ کر اہل مکہ نے مرکز کو حضور میں بھیجا۔ فرمایا ہم صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں ہتھیار تو اس دورانِ نبی سے ساتھ لے لیے ہیں کہ اگر قریش بد عہدی کریں تو یہ کام میں آئیں۔ مرکز نے واپس جا کر قریش کو مطمئن کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص شان و شوکت سے داخل حرم محترم ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف فرمایا۔ کفار پہاڑوں پر چڑھ کر انھیں دیکھ رہے تھے اس لیے حکم ہوا کہ مسلمان پہلی بار بڑی تیزی سے چلیں پھر چار بار معمولی رفتار سے۔ کفار نے مشہور کر

دیا تھا کہ مدینہ کی آب و ہوائ نے مسلمانوں کو سست کر دیا ہوا اب انھوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مسلمان تو ویسے ہی چست و چاق ہیں۔ ارکانِ عمرہ سے فارغ ہو کر حضورؐ پاک حضرت عباس ابن عبدالمطلبؓ کی بیوی اُم فضل کی ہمیشہ حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح فرمایا اور چلتے وقت حضرت علیؓ نے دختر حضرت امیر حمزہؓ کو یہ کہہ کر ہودج میں سوار کرایا کہ اب اس بے باپ کی بچی کو کفار میں کیوں چھوڑیں۔ مدینہ اپنے ہمراہ لائے اور حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ کی کفالت میں رکھا۔

۹۰۔ جنگِ مؤتہ آغاز شد

موضع مؤتہ دیہات بلقا سے تھا جو علاقہ شام میں دمشق کے قریب واقع ہو۔ حارث بن عمیر ازدی، حاکم بصرے کے نام حضورؐ کی فرمان لے کر جب مؤتہ تک پہنچے تو حاکم مؤتہ جو مجملہ سردارانِ قیس کے تھا ملائی ہوا اور حال سن کر حضورؐ کی اپنی کو قتل کر ڈالا۔ یہ خبر جب آنحضرتؐ کو ملی تو اپنی کابلے سبب قتل ہو جانا، طبع مبارک پر بہت ناگوار گزرا۔ مسلمانوں کو بھی طیش آیا قرار پایا کہ تبین ہزار مجاہد اس فعل شنیع کی قرار واقعی سزا قاتل کو دینے روانہ ہوں۔ زید ابن حارثہؓ آؤ کر وہ حضورؐ پاک اول الاسلام اس لشکر کے سردار مقرر ہوئے۔ کچھ دور تک آنحضرتؐ بھی سامانِ درست کرانے فوج کے ساتھ تشریف لائے تھے اس لیے اس کا شمار غزوات میں ہوا۔ علام الغیوب سے علم غیب پانے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر زید شہید ہوں تو جعفر سالار ہوں اور وہ بھی جام شہادت نوش کر لیں تو عبد اللہ بن رواحہ کمان سنبھالے اور ان کے بعد پھر جس کو مسلمان فوج پسند کرے وہ سردار ہی کرے۔ (ابن ابیہم السلام اسی طرح شریعت مطہرہ کا پردہ رکھ، اپنا انکشاف بتا دیتے ہیں۔ جیسے بیٹوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہہ دیا تھا قَالَ اِنِّیْ لَیَجُزِّیْ اَنْ تَذْهَبُوْہِ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ وَ اَنْ تُثَمَّ عَنْہُ غَافِلُوْنَ (یوسف علیہ السلام) وار و شدہ کو اور حزن

کڑھانے والے غم کو کہتے ہیں۔

حاکم موت نے جب یہ خبر سنی تو اُس نے ایک لاکھ جنگجو جمع کر لیے۔ مسلمان تو تعلیم پائے ہوئے تھے کہ زندہ رہے تو غازی اور کام آگئے تو شہید۔ تین ہزار کا ایک لاکھ سے مقابلہ، بڑے دل والوں کا کام تھا۔ تین ہجری سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ خالد بن ولید کی نیز تیز لگا ہیں سب کیفیت دیکھ رہی تھیں۔ اس فطری بہادر کو ایسے بہادروں کی شہادت نے اور غضب ناک کر دیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ چند دلیروں کو لے کر بڑھے اور جس طرف چڑھے صفیں صاف کر گئے۔ ساتھ ہی بقیہ فوج کو کچھ الٹ پلٹ کر ایسا آراستہ کیا کہ عیسائیوں کو نئی لک کا گمان ہونے لگا وہ پسپا ہونے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر خالد نے فوج کو لٹکارا۔

ہاں غازیو؟ یہ دن ہی جدال و قتال کا

حریف کے چھکے چھوٹ گئے۔ مسلمانوں نے کچھ دؤر تک تعاقب کیا کچھ مال بھی ہاتھ لگا۔ عظیم الشان فتح اسلامیوں کی مخالفان اسلام پر دھاک بٹھا گئی۔ شہید بھی زیادہ ہوئے تھے اس واسطے غازیوں کو دفن شہداء کے بعد مدینہ منورہ ہی پلٹنا پڑا۔ جس وقت رن پڑا تھا مدینہ منورہ میں آنحضرت پہلے زید کا۔ پھر جعفر کا۔ ان کے بعد عبد اللہ کا شہید ہونا فرما رہے تھے۔ آخر میں فرمایا کہ اب علم سیف اللہ نے لیا ہے اب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ قرآن مجید اس بصیرت خدا داد کا شاہد عادل ہے۔ "فَسَيَرِ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ" پ ۹۳

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہاں اُسی وقت تشریف لے گئے، شہید کے بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔ شہید کی بیوہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج تو آپ اس طرح شفقت فرما رہے ہیں جیسے یتیموں کو نوازتے ہیں۔ اشکبار ہو کر فرمایا ہاں جعفر شہید ہو گئے ان کو جنت میں دو درجہ مزید ملے ہیں جن کے ذریعے وہ فضلے بہشت بریں میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ ان معظّمہ کے بھی آنسو نکل آئے فرمایا صبر کرو۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ہ چار روز تک کھانا لو اگر خود تشریف لے جاتے اور بچوں کو اپنے سامنے کھواتے رہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا جعفرؓ کی بیوہ اور بچوں کا کیا انتظام ہو؟ انھوں نے اتنا س کی کہ گھر موجود ہو فکر کیا ہی۔ فرمایا میں اس صابرہ کی عدت تین روز کی رکھے دیتا ہوں تم نکاح کر کے ان کی کفالت کرو۔

ابو بکرؓ تعمیل حکم بحال آئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے بطن سے ولد صالح عطا فرمایا۔ یہ اطلاع پا کر حضور پاکؐ تشریف لے گئے۔ زچہ کو مبارکباد کہی اور فرمایا اس بچے کا نام میرے نام پر رکھو۔

۹۱۔ فتح مکہ رمضان ۱۰ھ

عرب کی دو قومیں تھیں۔ بنی بکر و بنی خزاعہ، صلح حدیبیہ کی رو سے بنی خزاعہ حلیف اسلام بن گئے تھے اور بنو بکر ان کے حریف تھے۔ انھوں نے کینہ دیرینہ کا انتقام لینا چاہا بے خبری میں بنی خزاعہ پر شب خون مارا۔ ان کے قریش کے سرداروں نے بھی بھیس بدل کر خوب خونریزی کی۔ مظلوموں نے حرم محترم کی پناہ لی مگر ظالم وہاں بھی نہ رُکے۔ آخر قبیلہ بنو خزاعہ نے حضور پاکؐ کا نام مبارک لے لے کر کعبے میں فریاد کی۔ کہ یا رسول اللہ اُخشی و اُعیثنونی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس رات تہجد کی نماز کے لیے حجرہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا میں تہجد وضو فرما رہے تھے کہ خدائے دانا و بینا نے یہ حال حضورؐ کو آنکھوں سے دکھا دیا اور اُن کی فریاد کانوں سے سُنوا دی۔ آنحضرتؐ نے وضو فرما کر لبتیک لبتیک دو مرتبہ فرمایا۔ اُمّ المؤمنینؓ نے دریافت کیا کہ آپؐ نے کس کے جواب میں لبتیک فرمایا جواب ملا کہ بنی خزاعہ پر بنی بکر نے شب خون مارا اور جب بنی خزاعہ نے کعبے میں پناہ لی تو بنی بکر کے ساتھ قریش نے بھی مل کر ظلم ڈھایا اُن کے ظلم کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور

منظوموں کی فریاد کانوں سے سن رہا ہوں۔ اعجازِ آواز یہ ہوا کہ بنی خزا ع نے لبتیک سنا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ اور یہ آواز مبارک سن کر بنی بکر مع قریش بھاگ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شرطیں لکھوا کہ قریش کے پاس بھیجیں یا تو مقتولوں کا خون بہا دیا جائے یا قریش بنو بکر کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں یا اعلان کر دیا جائے کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا۔ قرطبہ بن عمر ثراط لے کر گیا۔ قریش نے صرف تیسٹری شرط منظور رکھی۔ پھر قریش کی آنکھ کھلی اور قاصد کے پیچھے کے پیچھے ابوسفیان کو مدینے جیلے حوالے کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ابوسفیان نے پہلے شیخین مکہ میں کو درمیان ڈالنا چاہا جب وہ مزاجدان نبوی کانوں پر ہاتھ رکھ گئے اور اسی طرح جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے صاف جواب دے دیا تو آخر جناب علی مرتضیٰ کے ایمان سے مسجی نبوتی میں یہ اعلان کر گیا میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کی سکتے والوں کو جا کر جب اُس نے یہ حال سنایا تو وہ نقش بدلیا رہ کر رہ گئے اور کہنے لگے بھئی واہ! یہ نہ صلح ہوئی کہ چین سے بیٹھیں نہ اعلان جنگ ہو کہ لڑائی کا سامان کریں۔

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخین مکہ میں رضی اللہ عنہما سے مشورت کی اور جب طے پا گیا کہ یہ قصہ ہمیشہ کے لیے پاک ہی کر دیا جائے تو سکتے کی تیاری شروع ہوئی اتحادی قبائل کے پاس خطوط و قاصد بھیجے گئے سمت سفر اس لیے عام طور سے مخفی رکھی گئی کہ حرم کبریا خونریزی سے ملکوث نہ ہو۔

مدینہ طیبہ سے ۱۰ رمضان المبارک کو کو کعبہ نبوی نہایت شان و عظمت سے مکہ معظمہ کی طرف بڑھا حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ تھیں اور نسل ہزار آراستہ فوج ہمراہ راہ میں قبائل آ کر ملتے جاتے تھے۔ حاطب ابن بلتعہ بدری نے اہل مکہ کو اس کی اطلاع لکھ کر ایک پیرزن کے ذریعہ آگاہ کیا۔ حضور پر نور پر وحی کے ذریعے بھی اس اُھر کا انکشاف ہوا۔ (پتہ سورہ ممتحنہ)۔ آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ کو نشان پتہ دے کر قاصد

کو واپس لانے کی ہدایت فرمائی۔ خط مع قاصدہ گرفتار ہو کر آیا تو حاطب کو بلا کر اس حرکت کا سبب پوچھا۔ انھوں نے عذر لاطائل پیش کیا۔ حضرت عمر کو طیش آگیا۔ مگر حضرت تغلایہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدری ہو جانے دو۔ (ابن ہشام ص ۴)

منزل بمنزل مزاظہان تک پہنچے۔ یہاں حضرت عباس ابن مظلوم ملے۔ مکہ مکرمہ یہاں سے تیار کو س رہ گیا تھا۔ یہیں لشکر نے بڑا ڈالا۔ دوزنک بھیل ڈالتا اور جا بجا آگ روشن تھی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان دنوں ابوسفیان، بدیل، حکیم اور عبداللہ ابن امیہ راؤلوں کو پہاڑیوں پر خبر لینے کی غرض سے پھر کرتے تھے حضرت عباس سے روایت ہے کہ میں نے اس شان شکوہ کو دیکھ کر دل میں کہا افسوس آج قریش کی ہلاکت یقینی ہے۔ کاش حملے سے پہلے کوئی ذریعہ معافی نکل آتا۔ ناگاہ ابوسفیان اور بدیل کی آواز کان میں آئی کہ وہ تعجب سے کہہ رہے تھے کہ آج کی سی روشنی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ میں نے ابوسفیان کو آواز دی اُس نے پہچان کر دریافت کیا اور حقیقت حال سن کر شش و پنج میں پڑ گیا۔ میں نے کہا اب سوچا سوچی کا وقت نہیں ہو میرے ساتھ چل اور پوزش پذیر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی چاہ وہ بہت رحیم المزاج ہیں ضرور معاف فرمادیں گے۔ (ابن ہشام ص ۴)

ابوسفیان لشکر اسلام کی تعداد دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور حضرت عباس سے کہنے لگا کہ تمہارے بھتیجے اب تو بڑے بادشاہ ہو گئے۔ حضرت عباس نے جواب دیا کہ تم لوگ ابھی تک بادشاہ ہی سمجھے ہوئے ہو حالانکہ یہ سب نبوت کے کرشمے ہیں اور رسالت حقہ کا زور شور ہو۔

بدیل و حکیم تو گئے چلے گئے اور ابوسفیان و عبداللہ ابن امیہ حضرت عباس کے ساتھ ہو لیے۔ یہ دونوں خائف خائف و ترساں اسلامی لشکر کے قریب پہنچے تھے کہ حلقہ فاروقی شروع ہو گیا اور حضرت عمر ابوسفیان کو دیکھتے ہی قید کرنے آئے مگر حضرت عباس نے اپنی ضمانت پر ان دونوں کو خیمہ اقدس تک پہنچایا۔ پہلے خود خیمے کے اندر گئے اور ان دونوں

کی سفارش کی۔ آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی کہ بھوپتی زاد چچا زاد بھائی رحمت سے محروم نہ رہنے چاہئیں۔ کوئی جواب نہیں ملا۔ مزار جدان رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عباسؓ کو یہ ہدایت کی کہ رات کی رات تو آپ اپنے خیمے میں انھیں رکھیں جہاں علی مرتضیٰ بھی ہیں۔ اور صبح ان کو پیش کیجیے۔ یہ بات حضور میں بھی پسند ہوئی۔ رات کو جناب علی مرتضیٰ نے ابوسفیان کو سمجھا دیا تھا۔ صبح جب پیش ہوئے تو اس نے نظم میں معافی چاہی اور اسلام بھی قبول کیا۔ (مؤلفۃ القلوب میں داخل ہوا) اب لشکر کی روانگی کا وقت آگیا تھا۔ حضرت عباسؓ کو ہدایت ہوئی کہ ان دونوں کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو جائیں۔ یکایک دریائے لشکر شوکت پیکر میں تلاطم پیدا ہوا۔ عرب کے قبائل جوش میں بھرے بڑھے۔ سب سے اول بنی غفار کا پرچم تھا پھر جہنمیہ بنو سہیم سکیم ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے بڑھے۔ ہر دفعہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں پر رعب چھایا جاتا تھا۔ ان سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس سر و سامان اور جوش و خروش سے بڑھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چند صیبا گئیں۔ پاس سے حضرت سعد ابن عبادہؓ یہ نعرہ لگاتے ہوئے گزرے کہ آج کعبۃ اللہ شریف پاک کر دیا جائے گا۔

سب کے آخر میں کوکبہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت شان و شوکت، ہیبت و منانیت لیے ہوئے نمودار ہوا جس کے بر تو جلال سے سطح خاک پر نور پاک کا فرش چھنا جانا تھا آگے آگے جناب رسالتؐ کے بھائی، حضرت ابوبکرؓ کے داماد حضرت زید رضی اللہ عنہ مسرج البکسر بنی بنے علمدار، دائیں پہلو میں حضرت صدیق اکبرؓ، بائیں پہلو میں حضرت فاروق اعظمؓ، ہمدیف حضرت اسامہ بن زیدؓ ساقر حضرت عتیب بن مسعودؓ، حضرت عثمانؓ و جناب علی مرتضیٰؓ ان کے پیچھے مہاجرین جاں نثار، بہزراں جاہ و جلال، عظمت و کمال کعبے کی طرف بڑھے۔ حضرت خالدؓ کو بالائی حصے سے داخلے کا حکم ملا۔ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر حجر بن عدیؓ پر علم نبوی حضرت زبیرؓ نے نصب کیا۔ فتح کا جھنڈا اُڑتے ہی اعلان کر دیا گیا کہ کعبے میں داخل

ہونے والے، ہتھیار ڈال دینے والے، ابوسفیان و حکیم ابن حزام کے مکان میں پناہ لینے والے، اپنے گھروں میں کنواڑ بند کر کے بیٹھ رہنے والے مامون ہیں۔ مفور کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔

حضور پاکؐ مکے میں داخل ہوئے تو ام ہانی (حضرت علی مرتضیٰؓ کی ہمیشہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ غسل کر کے چاشت کی نماز ادا کی سجدہ شکستہ بجالائے اور عام حکم دیا کہ جو شخص نہ لڑے نہ لڑو۔ وار کرنے والے پر مدافعت وار کرنے کا مضائقہ نہیں فتح مکہ پر کعب بن زبیرؓ مسلمان ہو گئے اور مدینے آتے ہی انھوں نے قصیدہ بردہ پیش کیا حضور پاکؓ نے سیف کی جگہ نور بتایا۔ جب کعب نے یہ شعر پڑھا

ان الرسول لنور يستضاء به وصار مني سيف الله مسلول

تو حضور پاکؓ اس قدر خوش ہوئے کہ اپنا سبادہ کعب کو عطا فرمایا۔

مبیل و حکیم نے پہلے سے خبر کر دی تھی کہ مسلمان سر پر اچھینچے ہیں اپنی حفاظت کرو، اس لیے چند لڑاکا قریش، حضرت خالدؓ کی طرف ستر راہ بنے۔ کرز بن جابر فہریؓ اور حبیش بن اشعرؓ کی شہادت پر حضرت خالدؓ نے بھی مدافعت کی۔ قریش ۱۳۰۰ لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ حضور پاکؓ نے تلواریں چمکتی ہوئی ملاحظہ فرما کر حضرت ابوبکرؓ کو تحقیق حال کے لیے ادھر بھیجا جب معلوم ہوا کہ ابتدا قریش نے کی تھی اور اب معاملہ صاف ہو گیا ہو تو فرمایا خیر قضائے الہی یونہی تھی۔ کعبے کے قریب پہنچ کر ارد گرد کے ۳۶۰ بت، چوبدستی کے اشارے سے گراتے گئے۔

اندر کے بتوں کے لیے حضرت صدیق اکبرؓ کو فرمایا کہ اندر باہر کے سب بت بچھنکو ادیے جائیں کعبے کے اندر کی تصاویر دھلوا دینے کا کام حضرت فاروق اعظمؓ کے حوالے ہوا۔ حضرت عثمانؓ دی النورینؓ کو حکم ملا کہ اپنے ہم نام کلید بردار سے نذرات و ہدایا کا حساب سمجھ کر رقومات اپنی تحویل میں لے لیں۔ حضرت بلالؓ کو یہی چھوڑ کر ہدایت ہوئی کہ جب یہ سب کام پورے ہو جائیں تو ہمیں اطلاع دی جائے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کو ساتھ لیے خیف میں

تشریف لے گئے۔ انا فائز میں تعمیل ارشادات ہو گئی حضرت بلالؓ کی اطلاع وہی پر انھیں اور حضرت طلحہؓ کو ساتھ لیے تشریف لائے عثمان کلبہ بردار سے کئی لے کر بیت اللہ کو کھلا الحمد للہ اللہ اکبر کے نعرے کے ساتھ اس جوش مسرت و شوقِ محبت کے ساتھ داخل ہوئے کہ حاضرین پر ایک بے خودی کا سا عالم طاری ہو گیا۔ کعبۃ اللہ کے اندر اُس کی طرف کے اصنام جناب علیؓ مرتضیٰ کو اپنے کاندھوں پر چڑھا کر اُتر واد لیے۔ کیا شان تھی کہ فرمایا علیؓ! کیا نظر آتا ہو۔ انھوں نے توبہ بانہ عرض کی عرشِ عکلا سے تختِ الشریٰ تک کی سب مخلوقِ نظریں ہو۔ خانہ خدا کو ہر نجاست سے پاک صاف دیکھ کر طبیعتِ مبارک اطمینان و ہجرت سے بھر گئی پھر باہر تشریف لائے اہتمام صدیقی تھا۔ مہاجرین و انصار قرینے سے آنحضرت کے ارد گرد صف آرا سنتے تھے رؤسائے کفار اس مجمع سے مرعوب و متحیر قریب موجود تھے۔ حضرت عباس ابن عبد المطلبؓ نے بڑھ کر عرض کی آج تو کیسے کی کئی بنی ہاشم کو عطا فرمائی جاتے۔ رسول حقؐ نے عثمان کلبہ بردار کو پاس بلا کر کئی دی اور فرمایا جو شخص تمھارے خاندان سے یہ کئی چھینے وہ ظالم، اس انصاف و کرم پر اغیار بھی عیش عیش کر اُٹھے۔

اب خلیفۃ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عالم کو خطاب کرتے ہوئے حجتِ رافت، مساوات و اخوت کا پُر تاثیر خطبہ پڑھا اور آزادی کا حکم عام سنا کر جماعتِ مسلمین کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر کوہ صفا پر تشریف لے گئے ایک اونچی جگہ تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکرؓ کو اپنے پاس بٹھایا۔ اشارہ پا کر بیعت ہونے والے جوق جوق آنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ایک شخص کو پیش کرتے جاتے تھے۔ ہر ایک سے اسلام کی بیعت لی جا رہی تھی۔

مردوں کے بعد مستورات کو موقع ملا۔ حضرت بلالؓ سے ایک لگن میں پانی بھر دیا۔ پہلے دست کرم اس میں ڈال کر نکال لیا جاتا پھر بیعت ہونے والی اقرار کرتی جاتی تھیں۔ اقرار ایمان و تعلیم اسلام کے بعد سب کو رخصت ملی۔ عکرمہ بن ابی جہل، جان کے خوف سے بھاگنے

کو تھا کہ اُمّ جمیل (اُس کی بیوی) نے اسلام کی بیعت کر لینے کے بعد عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آنحضرتؐ نے امان بخشی اُس نے عکرمہ سے جا کر حضورؐ کی اس رحم دلی کا حال بیان کیا وہ ڈرتے ڈرتے آیا اور مزاجِ پاک کی کیفیت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس وقت آنحضرتؐ کو شگفتہ طبع پاکر حضرت ابوبکرؓ نے بیٹے کو اشارہ کیا وہ گھر جا کر اپنے بوڑھے دادا کو ساتھ لے آئے۔ ابوبکرؓ نے جلدی سے اٹھ کر بڑے میاں کا ہاتھ تھاما اور حضورؐ کی طرف بڑھا دیا۔ سراپا عظمت اس موقع پر اُٹھ کھڑے ہوئے! فرمایا ابوبکرؓ؟ اپنے بوڑھے باپ کو کیوں زحمت دی میں تو خود ہی تمھارے مکان پر چلنے والا تھا۔ انھوں نے عرض کی مناسب یہی تھا۔ قدر شناس اہل عقیدت نے فرمایا ”آنا تحفظہ لایا دی ابنہ عندنا“ (مجھے ان کے حفظ مراتب کا لحاظ چاہیے کہ ان کے بیٹے کے حسن خدمات میرے پیش نظر ہیں) حضرت ابو قحافہ عثمانؓ نے کلمہ پڑھا۔ حضورؐ پاک کو ان کے اظہار اسلام سے بہت مسرت ہوئی۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے گھر جا کر ضروری انتظام کر لیا اتنے میں جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ و ابوبکرؓ کو ساتھ لیے مکان پر قدم رنجہ فرمایا۔ اور یہ یاد کر کے کہ یہ وہی مکان ہو جہاں سے شبائش ہجرت کی تھی اور اب بے خوف موجود ہیں ایک رقت و مسرت کا اثر دونوں صاحبوں پر کچھ دیر رہا کھانا پیش ہوا تناول فرمایا حضرات ابو قحافہ و ابوبکرؓ کو ہر طعامی کا شرف بخشا۔ کچھ دیر پھلے زمانے کی گفتگو سے محفوظ الوقت رہے پھر خیف میں رونق افروز ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ جناب علیؓ مرتضیٰ کا کھانا ساتھ لیتے آئے۔ انھوں نے کھانا کھایا۔ حضورؐ پاک نے قبیلہ فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ نے فوج کے ضروری انتظامات کی دیکھ بھال کی۔ خالدؓ، سعید بن زیدؓ و عاصؓ کو گرد و نواح کی بت شکنی کے لیے بھیجا۔

اب تک جو قبائل قریش کے حلیف تھے یا جن کے دماغوں میں یہ خط سمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر سچے ہیں تو مکہ فتح کر لیں گے، وہ بھی خود بخود سیدھے ہو گئے۔ اور

اب مبلغین حضرات کو علی الاعلان محاسن اسلام، سنانے کا اور سامعین کو خوشی و دلچسپی سے سننے کا موقع ملا یوں اشاعت دین حق کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ پندرہ دن آنحضرت مکہ مکرمہ میں رہے اذان سن کر مصلیٰ جمع ہو جاتے، اقامت سنتے ہی سب کھڑے ہو کر صفیں باندھ لیتے اور امام الانبیا علیہ التبیۃ والثناء کی اقتدا میں فطر نمازیں ادا کرنے کے شرف سے مشرف ہوتے رہے۔

انصار کو گمان ہوا کہ اب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطن مالوفہ ہی میں رونق افروز رہیں گے۔ ان کی باہمی یہ گفتگو گوش زد ہوئی تو فرمایا میرا جینا مراثم میں ہو۔ کتنی بہتر وہ ساعت ہوگی جب تک کے لوگ تو مال و متاع لے لے کر اپنے گھروں کو جائیں گے اور تم اللہ کے رسول کو لے کر مدینہ پہنچو گے، پھر عتاب ابن امیہؓ کو امیر مکہ مقرر فرما کر مشاہبت فرمائے مدینہ ہونے کا عزم کیا۔

غزوہ حنین شوال ۶

ابن اسحاق کی تحقیق ہو کہ اسلام کو جس قدر غلبہ اور فروغ ہوتا جاتا تھا اسی قدر اہل ہزارہ و ثقیف کا اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ اسلام کے عرفیہ کو یہ لوگ اپنا زوال سمجھتے تھے۔ فتح مکہ سے قبل ان قبیلوں کے رئیسوں نے قبائل کا دورہ کیا۔ سال بھر کی کوشش میں کچھ ہزار جنگجو تیار کر لیے۔ فتح مکہ کی خبر نے ان کے رئیس اعظم مالک بن عوف کو سخت متروک کر دیا۔ اس نے چند فوجیں بھیج کر مسلمانوں کا ارادہ معلوم کیا اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادے سے اپنا لشکر آہستہ آہستہ بڑھایا۔ جاسوس اسلام نے بھی اس ارادہ بدر کی اطلاع حضور میں کی یہاں سے تصدیق حال کے لیے عبد اللہ بن حنظلہ سلمیٰ کو بھیجا گیا۔ انھوں نے لشکر حریف کا کل حال تحقیق کر کے اطلاع کی۔ یہ خبر سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ مکہ سے مدینہ کی روانگی سردست ملتوی رکھ کر اہل ہوازن کی اصلاح کی جائے۔ صدیق اکبرؓ

نے فوج کا جائزہ لیا۔ مالی حالت کا اندازہ کیا۔ پھر حضور میں عرض کی کہ تنویرہ مع ہتھیار اور تخمیناً تین ہزار درہم کی ضرورت ہو۔ حکم ملا انتظام کرو۔ آپ نے اپنے سابقہ اقتدار و اثر کی بنا پر صفوان ابن امیہؓ سے زرہ، ہتھیار اور عبد اللہ ابن ربیعہؓ سے رقم، فرض لی۔ اور جو لوگ اب فوج میں بڑھ گئے تھے، انھیں حسب ضرورت دیے۔ (ابن ہشام ص ۳۱۵-۳۱۶) بارہ ہزار کا لشکر حنین کی طرف بڑھا۔ حریف نے راتوں رات ٹیلیوں، گڑھوں اور مقامات پر فوج جمادی تھی اور تیر اندازوں کے دستے جگہ جگہ مستعد تھے۔ لشکر اسلام انھیں سے روانہ ہوا۔ مقدمے پر حضرت خالدؓ سردار تھے اتفاق سے اس میں نو مسلم، نو عمر، نشہ جوانی میں سرشار بغیر ہتھیار بھی شریک ہو گئے تھے۔ قلب لشکر میں صدر الیوانؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ وراس ہمرکاب شیخینؓ، میمنہ و میسرہ پر خنثینؓ پیچھے پیچھے حضرت عباسؓ ابن مطلبؓ دونوں بیٹوں سمیت، ابوسفیان بن عبد المطلبؓ حضور پر نورؐ کی سواری تھامے ہوئے تھے۔ (ابن ہشام ص ۳۱۷)

سابقہ لشکر پر عبد اللہ ابن ابی بکرؓ اور عبد اللہ ابن عمرؓ سردار تھے۔ شریک جنگ ابن مسعودؓ، ربیعہؓ، ابوسفیان بن حربؓ، اسامہؓ، زبیر ابن العوامؓ اور ان کے بیٹے عبد اللہ تھے لشکر کی یہ شان دیکھ کر بنی بکر میں سے ایک شخص کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا کہ ہم کبھی مغلوب نہ ہوں گے۔ حضور پر نورؐ نے سنا تو اس کو کلمہ غرور سے منع فرمایا (ابن اسحاق)

ابن ہشام نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت لکھی ہو کہ ہم وادی مخفی میں پہنچے یہ موقع بہت نشیب میں تھا۔ صبح صادق ہوتی جاتی تھی اور نماز کے ارادے سے لشکر اترنے لگا تھا کہ اچانک دشمن نے چاروں طرف سے تیر اندازی شروع کر دی تو مسلم و نو عمر اس ناگہانی حملے سے اور تیروں کی بارش سے سر اسیمہ و بدحاس ہو گئے۔ حضور پاکؐ لشکر کے داہنی طرف قیام فرما تھے۔ ہم نے سنا آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ ادھر آ جاؤ۔ جب ہم سمٹ کر حضور میں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کے پاس مہاجرینؓ، انصار اور اہل بیت اطہارؓ کے لوگ

ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ، عباسؓ، مغیرہؓ، ابوسفیانؓ بن حرث مع لیسر، فضل بن عباسؓ، ربیعہ بن حرثؓ،
اسامہ بن زیدؓ موجود تھے۔ (ابن ہشام ص ۲۱۵)

شعبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے اپنے باپ کا بدلہ حضور پاکؐ سے ایسے وقت میں
لینا چاہا مگر اُن مقررین کے مجمع اور نظم و نسق سے مرعوب ہو کر ٹھٹک گیا۔ (ایضاً ص ۲۱۶)
حضرت ابو بکرؓ کی دانائی اور خوش تدبیری یہ تھی کہ رسالتِ اکملیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو فوراً ہندو پر پہنچایا۔ مہاجرین و انصار بالخصوص غزرجیوں کو لاکھ لاکھ اس عرصے میں جنگ
زوروں پر تھے۔ جو نو مسلم، نو عمر، منافق و مشرک تماشائی اب پلٹ کر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ
قیدی گرفتہ و بستہ حضورؐ کے سامنے کھڑے ہیں مسلمانوں نے سنبھلتے ہی ایسا شدید حملہ کیا
کہ حریف تاب نہ لاسکا بھاگ نکلا۔ ایک سال بنو مالک نے کچھ جم کر مقابلہ کیا مگر وہ بھی ۷۰
اکڑی اور اپنا علمبردار قتل کر کے مفرور ہوئی (ایضاً ص ۲۱۷) کچھ اوطاس میں کچھ طائف
میں پناہ گزیں ہوئے۔

ف۔ عام تذکرہ نویسوں نے اَنَا النبی لا کذب، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب، اور حضرت
عباسؓ کا یَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ پکارنا لکھا ہو مگر یہ سب بعد کے خوش آئند حاشیے ہیں۔
یہ روایت ابن ہشام میں بھی حضرت عباسؓ ہی کی زبان سے درج ہو۔ عباسیوں نے اُن کی
ہی زبان سے توصیف کی ہو اس کو نقل کرنے کے بعد ہم بروایت ابن اسحاق یہ عبارت درج
ہی (مفہوم) حضور پاکؐ نے جو مرکز دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلبؐ کو اپنے پاس
پایا، اور یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضور پاکؐ کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا۔ جن
کا ذکر بروایت حضرت جابرؓ اور پر لکھا جا چکا ہے) اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا حضورؐ کا چہرہ
تھامے ہوئے تھے آنحضرتؐ انہیں دیکھ کر فرمایا کون ہو؟ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک، میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا (ابن ہشام ص ۲۱۸)

اس سے اہل نظر پر حقیقت حال صاف کھل جاتی ہے۔ اس جنگ میں غازی اعظم حسین

ابو طلحہ قراربائے انہوں نے تنہا بیتل جنگجو جوانوں کو قتل کیا۔ (ایضاً ص ۲۱۹)
خاتمہ جنگ پر بہت سال غنیمت جمع ہوا اور قیدی پیش ہوئے۔ آنحضرتؐ
کے منشاء کے موافق حضرت ابو بکرؓ نے اعلان کر دیا کہ جس مجاہد نے جس کا فر کو قتل کیا ہو اس کا
سامان وہی غازی ہے۔ اس تقاسم کے بعد جس کی تفصیل طولانی ہو حضور پاکؐ نے بعد
مشورت صحابہ لشکر کو اوطاس و طائف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تاکہ ان شریروں کا بالکل
استیصال ہو کر اطمینان ہو جائے۔

اوطاس میں ترک اٹھا کر لوگ طائف میں جا کر قلعہ بند ہوئے۔ حضور پاکؐ نے خواب
میں ملاحظہ فرمایا کہ دودھ کا بھرا ہوا برتن تحفہ پیش ہوا ایک مرغ نے ٹھونگ مار کر گر دیا۔
حضرت ابو بکرؓ بڑے متعجب بھی تھے۔ عرض کرنے لگے اس سال فتح طائف نہ ہوگی۔ آنحضرتؐ پلٹ
کر جعرانے میں تشریف لائے۔ یہاں ۶ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے۔ بکری
اُونٹ کا تو شمار ہی نہ تھا۔ زر و مال اسباب بہت تھا پہلے صفوان کے ہتھیار اور زر ہیں
والیس کی گئیں اور عبداللہ کے تین ہزار درہم ادا کیے گئے پھر حصہ رس مسلمانوں پر تقسیم کر
دیا گیا مولفہ القلوب مثل ابوسفیان کو زیادہ دیا گیا۔ صفوان اب ایمان لے آئے۔ ذیقعد ۶
میں حضورؐ نے عمرہ ادا فرمایا۔ اب عتاب عامل مکہ کی ایک درہم روزانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ اسی
سال حضرت زینب بنت رسول اللہؐ نے وفات پائی آنحضرتؐ نے نماز جنازہ پڑھائی اور
حضرت ابو بکرؓ نے تقریب کی رسم ادا کی۔ حضرت زینبؓ کی صاحبزادی (امامہ) کو آنحضرتؐ
نے بہترین اہل بیت فرمایا ہی (سیرۃ جلد ۲ ص ۲۲۳) یہی نواسی نوافل ادا کرتے وقت بھی
اگر دوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چڑھ جاتی تھیں تو اتار کر نماز پوری کرتے تھے۔
اسی سال مار قبیطہ کے بطن سے پیغمبر زادے ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔

ایلاء و تحنیر

غنائم حنین کی فراوانی اور حضور پاکؐ کا عام ایشارہ دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی

توسیع نفقہ کا سوال اٹھایا۔ حضور کے سکون خاطر میں امتہات المومنین کی یہ تنگ طلبی اس قدر خلل انداز ہوئی کہ ایک مہینے تک بیت الشرف پاک میں تشریف نہ لانے کا عہد فرمایا۔ ۲۹ روز تک بالا خانے پر رونق افروز رہے۔ حضرت ابوبکرؓ شبانہ روز خدمت گزاری میں لگے رہے۔ حضرت عمرؓ کو جب حال معلوم ہوا تو اقل بیٹی (بی حفصہؓ) کو دھمکایا پھر حضرت ام سلمہؓ کو ڈانٹا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کیا تم اب ازواج رسول اللہؐ کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے؟ ابلا تم ہوا تو آئیہ تنجیریلے پہلے حضرت صدیقہؓ کے پاس تشریف لائے۔ انھوں نے اللہ و رسول کو اختیار کیا۔ پھر سب ازواج مطہراتؓ نے اسی کی متابعت کی اور سمجھا کہ ہمیں خدا نے مائیں بنایا ہی پھر امت ہی کو جو کچھ دیا جائے کم ہو۔

۹۳۔ غزوہ تبوک رجب ۶ھ

جنگ مؤتہ شہر کے بعد سے رومی سلطنت نے عرب پر بھرپور حملہ کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ شام کے نبطی سوداگر جب روغن زیتون لے کر مدینے آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے باتوں باتوں میں ملکی حالات و سیاسی معاملات دریافت کر لیے۔ اور حضور میں کہ سناتے کہ شام میں رومیوں نے لشکر گراں جمع کر لیا ہو۔ نخم، جذام، غسان کے تمام عرب بھی شامل ہو گئے ہیں، فوج کو ایک ایک سال کی تنخواہیں تقسیم کر دی ہیں اور مقدمہ اجیش مقام بقیاعکب آگیا ہو کیونکہ عرب کے عیسائیوں نے انھیں لکھ دیا ہو کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو چکی ہو۔ عرب سخت قحط کی وجہ سے پریشیاں حال ہیں۔ راہیوں کو بھی پیش کیا گیا اور قرآن مجیدؐ حریفین تک پہنچ گئے۔ یہاں یہ کیفیت تھی کہ سخت قحط شدت کی گرمی، بھجوروں کے پکنے کا زمانہ، سفر و دراز کا، سامان رسد و اسلحہ حد درجہ قلیل، اس موقع پر آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ حتی المقدور اس انتظام میں حصہ لیں۔ تعبیل حکم میں غریب صحابہؓ اپنی اپنی مزدوری کا نصف حصہ لاکر پیش کرنے لگے۔ متمول صحابہؓ میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ۴۰ ہزار

درہم پیش کیے۔ حضرت عثمان ذی النورینؓ نے نصف لشکر کو ضروری سامان سے آراستہ کر دیا اور مجاہد الجیش العسکر کا مختص و محبوب لقب پایا۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہو کہ ان دنوں حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ کشادہ نہ تھا۔ دل میں خیال کیا کہ آج تو ضرور ان سے سبقت لے جاؤں گا اس لیے نصف اثاث البیت میں نے حضور میں لا رکھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ سر جھکائے ہوئے آئے اور سامان و نقد جمع کرایا۔ حضورؐ پر نورؓ نے دریافت فرمایا کھڑا ہوا کے لیے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کی انھیں اللہ و رسول کافی ہیں، اُس وقت میں نے تسلیم کیا کہ اس بزرگ سے کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ (جامع المناقب)

جناب علیؓ مرتضیٰ کے توکل بچانے نے مالی امداد میں کچھ حصہ لیا نہ جانی شرکت کا اتفاق ہوا۔ بلکہ بجائے حضور پاکؐ انھیں مدینے میں چھوڑا گیا آپؐ کو اس کا خیال ہوا تو ارشاد سرور کائنات ہوا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت ہو جو حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ علیہ السلام سے اُن کے بزرگ برادر حضرت ہارون علیہ السلام کو تھی؟ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

سر تسلیم خم ہو جو مزاج پاک میں آئے مصلح عالم، صدر مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینس ہزار کا لشکر ساخنے لے کر مع خلفائے ثلاثہ کوچ فرمایا اور تبوک پہنچ کر ۲ دن قیام رہا قیصر روم جو آنحضرتؐ کو دل میں نبی سمجھے ہوئے تھا، تشریف آوری کی نیرش کر آگے نہ بڑھا۔ ایلہ کے سردار یوحنا نے جزیہ دینا قبول کیا یہ حال ملاحظہ فرما کر حضورؐ مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔ معمول تھا کہ سفر میں جاتے وقت سب سے آخر میں اور باز گشتی پر سب سے اول جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔

ایک صحابی عبداللہ نامی مشتاق شہادت تبوک گئے تھے اُن کا وہیں انتقال ہوا۔ رات کے وقت جب اُن کو دفن کیا جا رہا تھا تو حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں تو چراغ تھا شیخین و

مکرمین نے قبر میں اُتارا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُنھیں قبر میں بٹا کر اینٹیں رکھیں اور یہ دعا کی۔

(مفہوم) اَللّٰہی! میں آج شام تک اس سے خوش رہا ہوں، تو بھی اس سے راضی ہو جا، ابن مسعود رو رو کر یہ کہتے تھے کہ کاش میں اُس کی جگہ ہوتا۔ (ابن ہشام ص ۳۳۵)

اس سال میں نینیں بڑے واقعے پیش آئے۔ پہلا تین صحابی انصار جو تبوک سے رہ گئے تھے، دوسرا مبارکہ تیسرا ج اولیٰ - ۹۴۔ توسل رسالت کی قدر و منزلت ا تین صحابی انصاریں سے یہ سوچ کر کہ لشکر اسلام کو آگے چلنے دو موسم بڑا سخت ہو جائے پاس برق رفتار گھوڑے ہیں ہم بھی پہنچ لیں گے۔ وہ آپس میں یہی کہتے رہے اور لشکر اسلام کے آنے کی خبر مدینہ منورہ میں پھیلی اب اُن تینوں کو فکر ہوئی کہ حضور میں کیا عذر پیش کریں۔ تبوک کی واپسی پر آنحضرت نے اُن سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ وہ مسجد شریف کے ستونوں سے اپنے تئیں بندھا کر عذر خواہ ہوئے تھے۔ ارشاد پاک ہوا کہ اگر میرا واسطہ درمیان رکھتے تو آسانی سے عذر قبول ہو جاتا اب تو تم نے خود بڑے سے واسطہ ڈال لیا ہے لہذا اللہ اکبر ہی اس کا فیصلہ فرمائے گا۔ گیارہویں پارے میں سورۃ توبہ کی آیات ۱۱۷، ۱۱۸ نازل ہوئیں جب اُن کی توبہ قبول ہوئی۔ معلوم ہوا رحمتہ للعالمین کا توسل بڑی خاص چیز ہو۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبِعُوا فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فِرْعَوْنٍ مِنْهُمْ خُتِمَ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝۱۱۷ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۱۸

یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمتیں متوجہ ہوتیں نبی، اور اُن مہاجرین و انصار پر جنھوں نے مشکل

کی گھڑی میں نبی کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے قریب تھا کہ اُن میں کچھ لوگوں کے دل پھرجائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا بے شک اللہ تعالیٰ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہو اور اُن تین شخصوں پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہوتے ہوئے بھی اُن پر تنگ ہو گئی اور وہ تینوں شخص اپنی جانوں سے تنگ آئے اور اُنھیں یقین ہوا کہ پناہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہو پھر اُن کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہو۔ ۹۵۔ مَبَالِہ

۲۔ مشرکین مکہ اور یہود مدینہ سے صلتنے کے بعد رسول کا فتۃ الناس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کے قصبہ نجران کے عیسائیوں کو زید بن سبا کے ہاتھ فرمان بھیجا وہ ساٹھ عالم آئے ان میں ۱۴ سردار تھے اور تین بڑے جید عالم تھے۔ ان سب کا قیام مسجد شریف میں کرایا گیا انھوں نے شرق رو ہو کر عازیں پڑھیں۔ آنحضرت نے کچھ تعارض نہ فرمایا۔ یحییٰ عظیم اور رواداری دیکھی تو وہ صرف ابن اللہ کی بحث پر اُتر آئے۔ جواب میں آیت سنی اِنَّ مِثْلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللّٰهِ كَمِثْلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ (پت ال عمل ۵۹) تحقیق عیسیٰ کی مثال، حضرت آدم کی مثال جیسی ہو کہ اُسے مٹی سے بنایا اس طرح کہ فرمایا ہو جا اے آدم؟ وہ فوراً ہو جاتا ہو۔

نجرانی آیہ وافی ہدایہ سن کر سن ہو گئے اور ٹھٹھا سانس لے کر بولے۔ آپ نے ہماری زبانیں تو بند کر دیں مگر دل مطمئن نہ ہوا۔ جناب سید الصادقین نے فرمایا مجھے خدا کا حکم ملا ہو کہ اگر تم لوگ علم آجانی کے بعد بھی اپنے اسی جہل مرکب پر اڑے رہو گے تو میں سر میدان مبارکہ صداقت سے تمھارے دل مطمئن کر دوں گا۔ جاؤ مشورہ کر کے آؤ تاکہ مبارکہ اور ملاحظہ کریں۔ دوسرے دن اسقف اعظم نے ۶۰ میں سے صرف پانچ عالم منتخب کر کے اطلع کر لائی۔ بزم ہدای سے بھی خمسہ نجبا علیہم السلام نے رزم صداقت میں تلوار کے جہاد سے کردار کے جہاد کا مرتبہ اعلیٰ کر دکھایا۔ تعداد میں اس قدر قلیل، اعتماد میں اس درجہ جلیل اور

سعی و اتحاد میں ایسا جمیل لشکر اس سے پہلے چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ ہر مامور من اللہ فوج خدا کا پورا حصہ بنا ہوا تھا چنانچہ مقتدرۃ النجیش رسالت، میمنہ اُردئے معلے سیادت، مبیسرۃ فوج ظفر موج شہادت، قلب لشکر دین پرور عصمت، اور ساقہ عسکر نصرت پیکر امامت۔ اس خدائی حملے کے سامنے مادیات ایک طرف، روحانیت دیکھ سپر انداختہ تھی۔ اہل بخران مقابلے سے عاجز اور مہلے سے قاصر ہوئے۔ ایمان لانے میں بچہ بچہ کرنے لگے ناچار جزیرہ دینے پر فیصلہ چاہا۔ یہ تلوار کی نہیں، ابرار کے نیک کردار اور صادقین کے کردگار کی فتح ہوئی۔ بخرا نیوں نے حضور کو دعوت اسلام دینے کے لیے ساتھ لے چلنا چاہا۔

۳۔ آنحضرتؐ نے اُن کی تمنا کا مقصد سمجھ کر باز بلند فرمایا اَیْنَ الْاُمَّةُ کہاں ہو ایک دوسرے کا منہ تنکنے لگے۔ آخر ارشاد پاک سنا ابو عبیدہ کہاں ہو؟ وہ سرفہرے ہو گئے۔ بخرا نیوں سے فرمایا تمھاری آرزو پوری کرنے کو میں ایسے شخص کو تمھارے ساتھ کر رہا ہوں جو میری طرح تعلیم دین میں کوشاں رہے گا۔

۹۶۔ اسلام کا پہلا حج

اگرچہ شہ میں مکہ فتح ہو چکا تھا مگر امن و امان اس سال قائم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سلو حاجیوں کا قافلہ منتخب فرما کر اس پر حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحجاج بنا کر روانہ کیا۔ حضرت جابرؓ، سعدؓ اور ابوہریرہؓ (عبدالرحمن) معلم مقرر ہوئے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قافلے کی روانگی کے بعد سورہ برات کا نزول ہوا۔ صحابہؓ نے التماس کی کہ وحی منزل کا یہ سورہ بھی امیر الحجاج کے پاس بھیجا دیا جائے۔ لیکن رسول برحقؐ نے فرمایا یہ کام مجھ سے یا میرے اہل بیت سے متعلق ہے جناب علیؓ مرتضیٰ سے فرمایا تم یہ سورہ لے کر مکہ مکرمہ میں قافلہ حجاج سے جا ملو۔ قربانی کے دن جبکہ سب لوگ منیٰ

میں جمع ہوں وہاں اس کے شروع کی آیتیں پڑھ کر حاجیوں کو سنا دو۔ وہ جناب ناقہ عضبا پر سوار ہو کر دو منزلہ راہ طو کرتے ہوئے راستے ہی میں قافلے سے جا ملے امیر الحجاج نے بغل گیر ہوتے ہوئے پوچھا امیرؓ کی کسے ہو یا مامور ہو کر۔ فرمایا امیر الحجاج تو آپ ہی رہیں میں تو مامور من الرسولؐ ہو کر آیا ہوں اور یہ آیات صاحب الوحی کی جگہ کھڑے ہو کر سب کو سنا دینا ہو۔

حضرت امیر الحجاجؓ نے مناسک حج سب کو تعلیم کیے اور یوم النحر کو خطبہ ارشاد کیا۔ لوگوں نے گزشتہ سال خلیفۃ اللہ کا خطبہ سنا تھا اس سال خلیفۃ عظیمۃ اللہ کا خطبہ سماعت کیا۔ اس کے بعد جناب علیؓ مرتضیٰ نے سورہ برات کی آیتیں تلاوت کیں۔ اور آیہ دُثَّانِ اَشْتَبِزْ لَذَّهْمَا فِی الْوَعَارِ (جناب علیؓ مرتضیٰ) کی زبان حق ترجمان سے زیبا معلوم ہوتی تھیں۔ نہایت فصاحت و بلاغت سے سنائی۔ اس وقت خدا کی مداحی کی ترجمانی جناب باب العلم کی قربانی عجب لطف پیدا کر رہی تھی اور پورے مجمع پر بار غار انیس و ہجتم پیغمبر، ممدوح خالق اکبر کی شان عالی کا اظہار دُکے کی چوٹ ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ تلاوت حضرت صدیق اکبرؓ کی زبان سے اتنی معنی خیز ہرگز نہ ہوتی۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَن یَّشَاءُ ط

آج منادی کرادی گئی کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں نہ آئے پائے اور نہ کوئی تنگنا ہو کر چل سکے گا۔ صلح کے وہ تمام معاہدے جو مشرکوں سے ہوئے تھے چار مہینے بعد سے کالعدم سمجھے جائیں گے۔

۹۷۔ اسلامی نظام عام

اب عرب بلکہ سارے حجاز میں اسلامی نظام قائم ہو چکا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز سے پورا جزیرہ عرب گونج اٹھا تھا اُم المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

سب سے پہلے قرآن حکیم کی وہ چھوٹی چھوٹی سورتیں اُتریں جو دلوں کو نرمی بخون میں گرمی، اور دنیاویوں میں صلاحیت پذیر تبدیلی پیدا کر گئیں۔ اس کے بعد احکام و آرائین نازل ہونے لگے۔ نماز، جماعت، مسجد، خطبہ، امام، جمعہ، قبلہ، زکوٰۃ، بیت المال، عائل، روزہ، تراویح، عید، صدقۃ الفطر، حج اور قربانی، محاسبہ، مجاہدہ مشاہدہ اور فنا بالبقا۔

۹۸۔ وفود کا سال

فقہ ہجری ہی وفود کا سال ہے۔ وفود ہی کی وجہ سے حضور پاکؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔ اپنے اونٹ قربانی کے لیے اُن کے ساتھ کر دیے۔

اسی سال نجاشی شاہ حبشہ کا انتقال ہوا۔ حضور پر نورؐ نے اپنی بصیرت خدا داد سے ملاحظہ فرما کر صحابہؓ سے فرمایا نجاشی کے جنازے کی نماز میں شریک ہو وہ مسلمان مرا کیسا عاشق صادق تھا کہ اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ النبی میں اُس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۹۹۔ حجۃ الوداع

اللہ تعالیٰ نے عالم نور سے جس نورانی انسان کامل کو عالم خلق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تھا جب وہ ہدایت عام ہو چکی تو سورۃ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کی اطلاع نے اہل بینش (مثل حضرت ابوبکرؓ) کے چونکا دیا کہ اب واپسی ہونے والی ہے۔ ذیقعد ۱۱ میں فخر و عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کا ارادہ کر کے بعد نماز ظہر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے ۲۶ ذیقعد کو غسل فرمایا چادر پہنی تہمند باندھا۔ مدینہ طیبہ سے ۶ میل ذوالحجیفہ کے مقام پر رات گزار دی دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز تہیتہ وضو ادا کیں اور احرام باندھ کر قصوانامی اُٹھتی پر سوار ہوئے بلند آواز سے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالِتَّعْمَةَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ فرماتے تھے

حضرت جابرؓ اس حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ ہم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے

بیچھے دائیں بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمیوں کا جنگل دکھائی دیتا تھا۔ آنحضرتؐ کے بتیک فرمانے کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کی زبان سے یہی نعرہ نکلتا تھا۔ اور دفعۃً پہاڑوں کی چوٹیاں اس آواز سے گونج اُٹھتی تھیں۔ اس طرح منزل بمنزل بڑھتے گئے یہاں تک کہ اتوار کے دن ۵ ذی الحجہ کو مکے میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر آیا تو فرمایا اے خدا! اس گھر کو عزت و شرف دے۔ کعبے کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا۔

(مفہوم) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کی بادشاہی ہو اُسی کی حمد ہو وہی مارتا اور جلاتا ہو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہو وہ اکیلا خدا ہو۔ اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا کو سب جہتوں پر فتح بخشی۔ عمرے سے فارغ ہو کر صحابہؓ کو احرام کھول دینے کی ہدایت فرمائی جمعرات کے دن ۸ ذی الحجہ کو سب مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا دوسرے دن ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانگی ہوئی اور عام مسلمانوں کے ساتھ عرفات میں آکر ٹھہرے۔ دوپہر ڈھلے قُصُوَا پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی حج کا خطبہ ارشاد کیا۔

۱۰۰۔ حجۃ الوداع کے مفصل حالات مع خطبہ

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔ عبد الملک ابن مروان کے عہد حکومت میں جو صحابہؓ زندہ رہ گئے تھے اُن میں حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جو آخر عمر میں ظاہر بینائی سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ ایک دن چند طالب حق ان سے مسائل پوچھنے آئے۔ اُن میں نوجوان امام محمد باقر ابن زین العابدین علیہ السلام بھی تھے۔ امام عالی مقامؑ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنا نام بتایا تو اُس دیرینہ صحابی رسولؐ نے ٹوٹتے ہوئے اول تو میرے سر پر ہاتھ پھیرا پھر میرے گریبان کے نیچے

کھول کر فرط محبت سے ہاتھ پھیر کر بولے مرحبا اے بھتیجے؟ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھنا۔
اب نماز کا وقت ہی پہلے اس فرض سے فارغ ہو لیں۔ نماز پڑھ لی تو امام مہدیؑ نے فرمایا،
مجھ سے میرے نانا کے آخری حج کی حالت بیان کیجے۔ حضرت جابرؓ نے نہایت تفصیل سے
آنحضرتؐ کا مدینہ منورہ سے جمع کثیر کے ساتھ روانہ ہونا اور مکہ مکرمہ پہنچ کر جو جوار کاں ادا
فرمائے اُن کو بیان کر کے اُس مشہور نزدیک دور خطبے کو جوں کا توں نقل کیا جو دو پہر پہلے
عرفات میں اپنے نادر قصوے پر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا۔
وہ مع ترجمہ یہ ہے۔

اِنَّ دِمَاعَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا
فِي بِلَدِكُمْ هَذَا اِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضِع
وَدِمَاعُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضِعَةٌ وَاِنْ اَوَّلُ دِمَاعٍ مِنْ دِمَائِنَا دَمَ و
رَبُّو الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضِعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَاَنْتُمْ اخِذْتُمُوهُنَّ
بِاَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ يَكُنَّ بِوُطْنٍ
فَرَشَكُمْ احَدًا نَكَرَ هُوَنَهُ فَاَنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّحٍ وَ
طَنِّ عَلَيْكُمْ رِزْقَهُنَّ وَكِسْوَتَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ
تَضْلُوا بَعْدَ اَنْ اَعْتَصِمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ وَاَنْتُمْ تَسْتَلُونَ عَنِّي فَمَا اَنْتُمْ
قَاَسِلُونَ قَالُوا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَاَدْبِتْ وَنُصَحْتَ فَقَالَ بِاصْبِعِهِ
اَلْسَبَابَ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَيُنْكِيهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

تحقیق تمہارے خون اور تمہارے مال حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کی حرمت
ہو اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں جان لو کہ حالت جاہلیت کی ہر چیز میرے
پانوں تلے ہو اور جاہلیت کے خون دبا ڈالے گئے اور اُنکے اپنے خونوں میں سے پہلا خون

جسے میں دبائے ڈالتا ہوں ابن ربیع بن حارث کا خون ہو جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور
اُسے قوم ہذیل نے مار ڈالا تھا۔ اور جاہلیت کا بیاج بھی دبا ڈالا گیا۔ میرے یہاں سب
سے پہلا بیاج عباس ابن عبد المطلبؓ کا ہی وہ سب دبا ڈالا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو
عورتوں کے معاملے میں کیونکہ تم نے خدائے بزرگ کی امان سے اُنہیں قابو میں لیا ہو اور حکم
خدا تعالیٰ وہ تم پر حلال ہوئی ہیں۔ اور تمہارا حق اُن پر یہ ہو کہ جسے تم نہ چاہو اُسے گھر میں نہ آنے
دیں پس اگر وہ ایسا کریں تو ایسی سزا دو جس سے زیادہ تکلیف نہ ہو اور عورتوں کا تم پر حق یہ ہو
کہ دستور کے موافق کھانا کپڑا دو۔ اور مقرر میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اُس
کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اگر تم اُس کو مضبوط پکڑے رہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہی۔ اور
تم سے قیامت میں میرے متعلق سوال ہو گا اُس وقت تم کیا کہو گے؟ پورا مجمع بول اٹھا۔
ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے خدا کا پیغام پورا پورا بحسن و خوبی پہنچا دیا۔ پس آنحضرتؐ نے
کلے کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اور مجمع کی طرف جھکا کر فرمایا خداوند اگواہ رہو ۳ مرتبہ۔
ختم خطبہ پر حاضرین سے پوچھا کہ آپؐ لوگوں سے میری نسبت خدا کے ہاں پوچھا
جائے گا تو کیا جواب دو گے؟ فریڑ لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ یہ گواہی دی کہ آپؐ نے
خدا کا پیغام ہم سب تک پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا فرما دیا یہ شہادت سماعت فرما کر آسمان کی
طرف انگشت شہادت اٹھا اٹھا کرتے تین بار فرمایا اے خدا تو گواہ رہو، بشارت کے طور پر
آیۃ الیوم اَکْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ
الْاِسْلَامَ دِينًا پھر ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں، موقوف تشریف لائے
دیر تک قبلہ رخ کھڑے ہوئے دعا و ناری میں مصروف رہے۔

آفتاب غروب ہونے کو تھا کہ مزدلفہ کے مقام پر پہنچے یہاں پہلے مغرب اور ساتھ
ہی عشا کی نمازیں پڑھائیں۔ صبح سویرے فجر کی نماز پڑھی۔ حجرہ پہنچ کر کنکریاں پھینکیں۔ یہاں
سے پھر منیٰ تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہو کر مجمع کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقامِ خم کے تالاب (غدير) پر جو جعفر سے تین میل کے فاصلے پر قیام فرمایا یہاں سے یہ خطبہ حضور سن کر جو جس طرف کا تھا ادھر روانہ ہوا۔

۱۰۱ حدیث ثقلین

اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوشِكُ اَنْ يَّاتِيَنِي رَسُوْلُ رَبِّي فَاجِيبْ اَنِي تَارِكٌ فِيْكُمْ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيْهِ اَلنُّوْرُ وَاَلْهُدٰى فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوْهُ وَاهْلُ بَيْتِيْ اَذْكُرْكُمْ اللهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ۔
اے لوگو! میں خدا کی ایک مخلوق، چہرے بشرے میں ہوں کیا عجب کہ خدا کا قاصد میرے پاس آئے۔ اور میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب جس میں نور و ہدایت ہو پس کتاب اللہ کو اختیار کرو اور اس علم حقیقی سے اپنے عمل کا تمسک رکھو اور میری اہل بیت ہی ان کے بارے میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں تین مرتبہ۔

۱۰۲۔ جناب علی مرتضیٰ کی مولا بیت

پھر سر آمد اہل بیت اطہار، حیدرِ کرام علیہ السلام کا ہاتھ تھا مکرارِ شاد فرمایا۔
”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَقُلِيْ مَوْلَاكَ اَللّٰهُمَّ وَ اَلْ مَنْ وَ اَلَا وَ عَادَ مَنْ عَادَاكَ“
(صحیح مسلم باب من فضائل علی، استیعاج ۲ ص ۳ بروایت حضرات جابر و بریدہ و ابوہریرہ و زرقانی ص ۳ ص ۳)
(جس کا میں مولا ہوں محبوب و سرپرست) اُس کا علی بھی مولا ہو۔ خداوند اعزیز رکھ اُسے جو علی کو عزیز رکھے اور دشمن جان اُسے جو علی کو دشمن جانے)
شاہ ولایت بریلوی فخری چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہدیہ عقیدت یوں پیش کرتے ہیں کہ
زہے عز و جلال بوترائے فخر انسانے
علی مرتضیٰ مشکل کشائے شیر نردانے

ولی حق وصی مصطفیٰ دریائے عرفانے
امیر کشور فقرے شہر اقلیم عرفانے
امام دو جہانے قبلہ دینے و ایمانے
خدا گوئے خدا جوئے خدا نے خدا شانے
چیمبر بر سر منبر کث است و خواند مولا لیش
کہ تا مولا لیش را باشند خلق بر طانے
نیا ز اندر قیامت بے سرو سامان بخوانے
کہ از حُب و تو لائے علی، داری تو سامانے

ف۔ فی الحقیقتہ خدا ہی مشکل کشا ہو کہ اُس نے محمد جیسا شاہد (یعنی گواہ) پیدا کر کے اپنی ذات و صفات کو منوایا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت جہاد کے لیے کرا کر غیر فرار کو اپنے گھر میں پیدا فرما کے دعائے رسول اللہ قبول فرمائی کہ رحمت بغیر رحمت، جہاد فرما رہی۔

۴۱ ذی الحجہ کو فجر کی نماز خانہ خدا میں پڑھا کر مہاجرین و انصار کے جھڑپ میں مشایعت فرمائے مدینہ منورہ ہوئے۔

سوا دہ بندہ پر نظر پڑی تو بڑے نظریے سے زبان شکر گزیریزواں پر آیا۔

(مفہوم) خدا بزرگ و برتر ہو اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں بس اُسی کی ستائش ہو وہ ہر امر پر ذاتی پوری پوری قدرت رکھتا ہو۔ کوٹے آ رہے ہیں تو بہ کرتے ہوئے۔ خرمال بردارانہ۔ پیشانی زہین پر رکھ کر۔ اپنے رب کی حمد و ستائش میں مصروف ہو کر۔ خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دے دی۔

۱۰۳۔ دین اسلام کی تمام مذاہب پر فضیلت

حقیقت یہ ہو کہ مذاہب عالم میں دین اسلام کی یہ نمایاں خصوصیت ہو کہ اس کی تعلیم میں (خواہ متعلق اخلاق ہو یا معاشرت و تمدن) فطرت انسانی کا پورا پورا لحاظ رکھ کر فاطر نے سادگی اور صفائی سے احکام نافذ فرمائے ہیں۔ کلمہ شہادت جو اسلام پاک کا اصل اصول ہو

توحید فی الذات، وفی الصفات وفی العبادات کو اور حقیقت نبوت کو اس خوبی کے ساتھ
ذہن نشیں کر دیتا ہو کہ کسی مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی یہاں نہ تثلیث کا معما ہو نہ اولویت
کا راز، نہ دیناؤں کی خوش فعلیاں ہیں نہ اوتاروں کا طلسم ہو نہ شراب۔ عقائد کی طرح اسلامی
اعمال بھی صاف سیدھے اور عقل سلیم پر مبنی ہیں۔ اخلاق میں فطرت انسانی کا کامل لحاظ، انسان
کی خلقی متضاد اوصاف کی سچی اور سچیتہ اصلاح رک نکھام۔ نہ یہاں افراط ہو نہ تفریط، نہ رسیا
نہ جوگ، نہ نروان کی دردناک افسردگی نہ یہودیت کا کھڑا پن۔ بلکہ معاشرت اور تمدن میں ہر
قوم کے خصائص کے لحاظ سے اسے جامع و مانع اصول کی تعلیم ہو جو ہر زمانے میں ہر قوم کے
لیے آسان دستور العمل بن سکیں۔ الغرض انسان کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود کے واسطے یہ
دین کسیر، اپنی شان اکملیت دکھاتا ہو۔ فرقہ داری سے بری اور نفرت سے دور۔ ذریعہ قرب و
حضور رب غفور ہو۔ مہذب تحقیق اسلامی نے عام مسلمان کو انتقال سے، خاصان حق کو وصال
سے اور انبیاء علیہم السلام کو وفات سے ہمیز کیا ہو۔ اور وفات کے معنی یہ لیے ہیں کہ جتنی جتنی
میعاد کے لیے وہ حضرات تبلیغ کرنے عالم ناسوت میں مامور ہوئے تھے وہ میعاد اور وہ کام
پورا کر گئے۔ دیکھو عفت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کہ عالم اُمر سے اُسے تھے ویسے ہی
فلک چار میں یہ موجود ہیں۔

جو اجمع الکلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بنیاد ہو لا یتبعنا احیاء فی
قُبُورِهِمْ یُصَلُّونَ (انبیاء علیہم السلام، اپنے اپنے کا شانہ خلوت میں زندہ، خدا کے
لیے نمازیں، مجھ پر درودیں پڑھ رہے ہیں اور اپنی اپنی اُمت کے حق میں دعائیں کر رہے ہیں)
جماعت کے افراد کے اس حال سے حضرت امام الانسبیا علیہ التجتہ والثناء
کی حیات طیبہ اور اُمت مرحومہ کے حق میں دعا گوئی روز روشن کی طرح
واضح ہو۔

۱۰۴۔ جیش اُسامہؓ

معراج نظر:۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حج کی واپسی پر محرم و صفر ۱۱ھ گزار کر
سید الانبیاءؑ نے فلسطین کی طرف ایک لشکر چلا کر اُسامہ بن زیدؓ کی سرداری میں روانہ فرمایا۔
اس لشکر ظفر بیک میں مہاجرین اور یمنی کثرت سے مامور تھے۔ (ابن ہشام ص ۱۱۱)
بات یہ تھی کہ حج کے خطبے کی شہرت نزدیک دور پھیل چکی تھی۔ منافقین و یہود کو
فتنہ انگیزی کی سوچھی، ایران و روم کی طرف سے اس قسم کے خطرات کا اندیشہ یقینی تھا
اس لیے جیش اُسامہ کی تیاری خاص اہتمام سے رسول علام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی۔
یہ تیاری ہو ہی رہی تھی کہ طبع مبارک ناساز ہو گئی سردار لشکر کو حسب معمول آخری حکم اور
رخصت کا انتظار رہا مگر ناسازی کی زیادتی نے بتا دیا کہ یہ وقت روانگی کا نہیں ہو بلکہ یہ
پچھلا لشکر خلافت اولیٰ کا مقدمہ الفتح ہو گا۔

۱۰۵۔ علالتِ اختیاری نہ اضطراری

معراج تسلیم:۔ تمام صفر ۱۱ھ میں علالت میں روز افزوں رہی۔ ۱۹، ۱۸، کی
درمیانی شب کو بائراہی حبشۃ البقیع تشریف لے گئے واپسی پر یہ ناسازی اور بڑھ گئی
پانچ روز تک براہ کرم، رسول عادل باری باری ہر نبی کے حجرے میں قدم رنج فرماتے رہے۔
دو شنبے کے دن مرضی اقدس پاکر سب از دواج مطہرات نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے حجرے میں قیام رکھنے کی التماس کی۔ یہاں حضرت صدیق اکبرؓ کو بھی ہر وقت خدمت
گزاری کا موقع ملتا رہا اور اسما بنت عمیسؓ بھی یہیں آگئیں۔ مرض کی شدت ۳۴ دن تک رہی
اس حال میں بھی عید و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر مسجد میں جماعت پڑھاتے رہے
یعنی شب جمعہ کو مغرب کی نماز تک ۲۶ صفر و شنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد حضور خطیب الانبیاءؑ

علیہ التَّحِیُّةُ وَاللَّحْنَہُ نے خطبے میں یہ فرمایا
 (مفہوم) خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار بخشا ہی کہ وہ خواہ دنیا کی نعمتوں کو قبول
 رکھے یا آخرت میں عند اللہ جو کچھ ہی اُسے منظور کرے تو اُس بندے نے خدا کے پاس
 کی چیزیں ہی قبول کیں۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ بے اختیار رو پڑے حضور رحمتہ للعالمین نے
 فرمایا، ابوبکر سنبھلو ابوبکر سنبھلو (اس تسلی معجز نما سے وہ ایسے سنبھلے کہ آل و اصحاب سب
 کو سنبھال لیا) پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے سب کے حسن خدمات کا صلہ
 یہیں دے دیا مگر ابوبکرؓ کے حسن خدمات کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائے گا۔ وَ
 لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا لِّخَلِيلَةٍ غَيْرِ رَبِّي لَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، ہمارا اسلامی
 رشتہ خُلافتہ و اخوت کے لیے کافی ہو۔ دیکھو پہلی قوموں نے پیغمبروں اور بزرگوں کی
 قبروں کو عبادت گاہ (معبد) بنالیا تھا، تم ایسا نہ کرنا۔ میں منع کرتا رہا ہوں۔ زمانہ علا
 میں انصار کی خفیہ گریہ و زاری کا حال حضرت ابوبکرؓ نے ایک دن تنہا میں گوش گزار کیا اس
 لیے مہاجرین کو تاکید فرمایا، انصار اپنا حق ادا کر چکے اب تمہیں ان کا فرض ادا کرنا ہی انصار
 میرے جسم میں بمنزلہ معصے کے ہیں جو شخص تمہارے نفع نقصان کا مکتوی ہو اُسے لازم
 ہو کہ انصار میں جو کمو کار ہیں انہیں قبول کرے اور جن سے خطا ہوئی ہو ان کو معاف کر دے
 حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے میں نے وہی بتایا ہی جو خدا نے واحد کا حکم ہی
 یاد رکھو ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ مسلمانوں کا حق ہی۔ خطبے کے بعد
 مسجد سے حجرے میں تشریف لائے۔ اس کرب و غمی میں یاد آیا کہ کچھ بچا ہوا سونا حضرت
 صدیقؓ کے پاس رکھا ہی فرمایا وہ سب جلد محتاجوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ محمد صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم) اپنے خدا سے بدگمان ہو کر نہ ملے اس کے بعد عصر و مغرب کی نمازیں بھی حضور پاکؐ ہی نے
 پڑھائیں۔ عشاء کو استغاثی کیفیت کا غلبہ تھا۔ تین مرتبہ توجہ اس طرف کی بالآخر حضرت صدیقؓ
 ۱۰۶ اکبر کو امامت کا اذن ملا۔ جناب علیؓ رضی فرماتے ہیں کہ اُس وقت ابوبکرؓ اجازت لے کر محلہ

گئے ہوئے تھے میں تندرست، موجود تھا مگر آنحضرتؐ نے مکرر ابوبکرؓ ہی کو امام نماز بنایا اس
 حکم کی تعمیل جمعے کی شب عشاء سے دو شنبے کی ظہر تک ہوئی۔ عصر کے بعد آنحضرتؐ نے اپنا
 روئے سخن حضرت صدیقؓ اکبرؓ کی طرف کر کے فرمایا، تم شرک عربین میں نہ رہنے پاتے۔ دو روز کو خوش
 کیا جائے اور پیش اسامہؓ کو روانہ کر دیا جائے جمعے کے دن سات کنوئیں کے پانی سے غسل
 فرمایا۔ (ابن ہشام ص ۵۱)

اُمّ المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُس علالت میں نماز شب کے
 بعد جو میں نے دیکھا تو حضور پاکؐ کو نہ پایا۔ میں نقش قدم دیکھتی ہوئی درجہ کی طرف بڑھی تھی کہ
 باہر سے حضورؐ نے فرمایا۔ عائشہ؟ تم نے میرے باب میں بدگمانی کی عرض کی گویا
 با سایہ ترانمی پسندم عشق است و ہزار بدگمانی

فرمایا جبریل آئے تھے اور کہنے لگے بعد صلوٰۃ و سلام کے رب تعالیٰ فرماتا ہو کہ آپ کے سچے
 عاشق شہداءؓ بدر و احد۔ مشتاق دیدار ہیں۔ اُن کی آرزو پوری کیجے۔ چنانچہ میں اس ارادے
 سے اٹھا سر پر رومال باندھ لیا۔ جبریلؑ نے طنا میں کھینچیں اور میں ذرا کے ذرا میں اُن عاشق کے
 پاس پہنچ گیا۔ فاتحہ خوانی کے بعد سیدھا چلا آ رہا ہوں۔

اور بحیث فضلؓ ابن عباسؓ و علیؓ رضی اللہ عنہما شریف میں اُس وقت تشریف لائے جبکہ
 خطبہ پڑھا جا چکا تھا اور جماعت اقامت سنتے ہی کھڑی ہو گئی تھی۔ اقامت ہو رہی تھی۔ تکبیر تحریمہ
 سے قبل مقتدیوں کی کچھ آہٹ پاکر حضرت ابوبکرؓ نے مکرر دیکھا تو حضورؐ کو تشریف لاتے اور لوگوں
 کو صفوں میں جگہ دیتے ہوئے دیکھا۔ اُدباً ہیچے ہٹنا چاہا۔ مگر آنحضرتؐ نے اُن کے پاس
 پہنچ کر پیٹھ پر ہاتھ رکھ کے پیش نماز بنا دیا۔ خود بدولت اُن کے بائیں پہلو میں بیٹھے تکبیر
 تحریمہ آہستہ فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے با واز بند اُس کا اعادہ کر دیا قرآن حضرت ابوبکرؓ نے
 پڑھی اور نماز ختم ہونے تک یہی صورت رہی کہ حضور پاکؐ تو حضرت ابوبکرؓ کے امام تھے
 اور ابوبکرؓ تمام جماعت کے امام (ابن اسحاق نے پیر کا دن لکھا ہوا اور سارا واقعہ یہی ہے)

نماز کے بعد جلدی حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ اور پھر اتنی توجہ کا موقع نہ ملا۔ حضرت ابوبکرؓ کا دستور رہا کہ فقط نمازیں پڑھانے مسجد تک یا پھر وقت آتے تھے یا کچھ افاقہ حال دیکھتے تو اور ضروری کام جھٹ جھٹ کر لیتے ورنہ شب و روز آنحضرتؐ کی تیاری میں لگے رہتے۔ شب تک دو ابھی استعمال کرائی گئی حضرت اسماء بنت عمیس تیار کرتی رہیں اور حضرت ابوبکرؓ پیش کرتے رہے۔ مرد جب نمازوں کے لیے مسجد میں جاتے تو مستورات خدمت گزار رہتیں اور جب مرد مسجد سے آجاتے تو مستورات اپنی ضرورتوں اور نماز سے فرصت پاتیں۔ حضرت صدیقؓ کے زانوئے مبارک پر ہر اقسام آخر وقت تک رہا۔ جب مولا علیؓ کرم اللہ وجہہ آجاتے تو یہ بھی اپنی ضرورتوں اور نماز سے فراغت پاتیں۔ آنحضرتؐ کو تیمم کرانا، نمازیں پڑھوانا یہ سب خدمتیں جناب مولیٰ المؤمنینؐ ہی کے سپرد رہیں فضل ابن عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہما اور جناب مولیٰ مقتدی رہتے اور امام الانبیاء مقتدا۔ انوار کو حسب معمول حضرت ابوبکرؓ نے دوا پیش کی تو آنحضرتؐ نے توجہ نہ فرمائی، مزاج داں نے دوا رکھ دی (یہاں حدیث قرطاس بھی لائی جاتی ہو مگر حدیث نقلین کے ہوتے کسی اور تحریر و تقریر سے فرقہ آرائی کی ضرورت باقی نہیں رہتی) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کی خبر جب چاروں طرف پھیل گئی تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، جعفر سے چل کر حضور میں حاضر ہوئے اُن سے روایت ہو کہ حضور پاک اُس وقت خاموش تھے۔ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے اوپر رکھتے تھے میں نے سمجھا کہ میرے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔ (ابن ہشام ص ۵۵) دو شب تک کو تیمم کرا کے حضرت صدیق اکبرؓ امامت کے لیے مسجد میں آئے تو اُس وقت حضورؐ پوزنے حجرے کا پردہ اٹھا کر جماعت صحابہؓ کو دیکھا۔ صفیں درست تھیں۔ اصحاب نے ذرا آہٹ پائی تو فطر مسرت سے صفیں درہم برہم ہونے لگی تھیں کہ آنحضرتؐ نے مسکرا کر پردہ چھوڑ دیا۔ فراق نصیب صحابہؓ کے لیے یہ آخری دیدار تھا۔ نماز کے بعد جب

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مرقضی حجرے میں آئے تو حالت ایک گونہ قابل اطمینان نظر آئی اسی لیے جب برآمد ہوئے اور صحابہؓ نے پوچھا کہ اے ابوالحسن! حضورؐ کا مزاج کیسا ہے؟ تو آپؐ نے کہا خدا کا شکر اچھا ہی۔

حضرت عباس ابن عبد المطلبؓ نے آگے چل کر جناب مولیٰ کا ہاتھ پکڑا اور کہا بخدا میں حضورؐ کے چہرے کو دیکھتا ہوں کہ جیسی حالت بنی عبد المطلبؓ کے چہروں میں وقت آخر دیکھی جاتی ہی بالکل وہی ہو۔ چلو ہم تم چل کر امر خلافت کا تصفیہ اپنے حق میں کرا لیں یا وصیت کرا لیں جناب مولیٰ عالم ماکان و مایکون نے فرمایا کہ واللہ میں ایسا نہ کروں گا۔

جیسے حق حیدر رو کر ار کر دے محب ز احمد مختار کر دے
وہ چاہے گا خلافت یا نبوت خدا بننے سے جو انکار کر دے

ظہر کے بعد جب سنبھالے میں آنحضرتؐ اچھی طرح حضرت صدیقؓ کے سینے سے سہارا لیے آرام فرما رہے تھے اُس وقت حضرت ابوبکرؓ نے اجازت لی کہ میں کھڑے کھڑے محلہ مسجد تک ہواؤں۔ فرمایا ہاں میری طبیعت کو فنی الجملہ تسکین ہی یہ سلام کر کے اٹھے۔ اور گھر پہنچتے ہی اپنے بڑے لڑکے عبدالرحمن کو ہدایت کی کہ میرے آنے تک حاضر خدمت رہنا۔ پھر جلدی جلدی ضروری انتظام کر کے تین چادریں لیں۔ اور چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہ زنجی سے حضور پاکؐ کا حال کہا وہ سوار ہو کر چلے۔

حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ ایک تازہ مسواک لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے مؤدبانہ سلام عرض کیا۔ اشارے سے جواب ملا۔ اور مسواک پر نظر جمی ہوئی دیکھی تو اُم المؤمنینؓ سمجھ گئیں۔ بھائی سے مسواک لے کر اور دانتوں سے نرم کر کے پیش کی آنحضرتؐ نے تندرستوں کی طرح استعمال فرمائی۔ مسواک کرتے کرتے ہاتھ جھٹک پڑا۔ بی بی صاحبہؓ نے ہاتھ سے مسواک لے لی (ابن ہشام ص ۵۵) اور جسم شریف بھاری پڑنے لگا۔

۱۰۷۔ وفات رشک حیات اللہ

معراج رضا: اب وفات شریف کا وقت قریب آ رہا تھا۔ تیسرا پہر تھا کہ عصر سے پہلے سینے میں سانس کی گھگھراہٹ پیدا ہوئی۔ لب مبارک کو جنبش ہوئی۔ اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ کی صدا سنی گئی۔ پھر توجہ بالکلیہ الی اللہ ہو گئی اور زبان مبارک پر آیاتِ مع الذین اَنعَمَ اللہُ عَلَیْہُمْ پاس کٹورہ بھرا پانی رکھا تھا اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر چہرہ اقدس پر پھیرتے جاتے تھے کہ ایک دفعہ ہی ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا بَلِّ اللہُ عَلَی الرَّفِیقِ اَہْلَی یَا عَلَی یہ فرماتے فرماتے ہاتھ لٹک آئے آنکھیں جھپٹ سے لگ گئیں اور وہ نور نور پاک سے جا ملا۔

اللہُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ صَلَوةً کَثِیْرًا کَثِیْرًا حضرت صدیقہ نزار و قطار رو کر فرماتی تھیں۔ اب کہاں وہ پیغمبر جنھوں نے فقر کو غنا پر اور درویشی کو تو نگری پر اختیار فرمایا۔ اب کہاں وہ رسول مخلوق پر و جنھوں نے خلق اللہ کی مغفرت کی دعاؤں میں ساری ساری رات جاگ کر بسر کی۔ اب کہاں وہ عجب شکوہ جس کے پاؤں مجاہدہ شبینہ سے متورم ہو کر ترنخ ترنخ گئے ہیں۔ اب کہاں وہ قلعہ سیر چشم جنھوں نے زخارفِ دنیوی پر کبھی التفات نہ فرمایا۔

بامایہ و میسر زبان عالم بے سایہ و سائبان عالم اب کہاں وہ صابر و حلیم المزاج جنھیں کسی کی ایذا ہی و آزار رسانی نے کبھی مکدر و متغصن نہ کیا۔ اب کہاں وہ خلیق و کریم متواضع و منکسر النفس جنھوں نے اعداء کے لیے بھی ہمیشہ دُعائے خیر ہی کی اور دشمنوں سے بھی ملامت ہی برتنے۔ اب کہاں وہ قاسم انعام الہی کہاں وہ رحمۃ للعالمین جن کی زبان پر مخلوق کے لیے حرف کا نہ آیا۔

نرفت لا ینزلان مبارکش ہرگز مگر با شہد ان لا اللہ الا اللہ

اب کہاں وہ منظر رب العالمین جن کا در فضل و کرم اور بابِ جود و سخا کبھی کسی پر بند نہ ہوا۔ اب کہاں وہ حقیقی شاکر جنھوں نے خود تو دودن بھی نان جو میں سیر ہو کر نہ کھائی مگر فقرا اور محتاجوں کو مال مال کر دیا۔ اور یوں اپنا اسوۂ حسنہ عالم کے لیے ایک خضر راہ بنا کر چھوڑا۔ اِنَّا لَنُہْدِیْکُمْ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اُس وقت اندر باہر لوگ اس صدمہ جانناک سے بہت بیقرار تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اپنے پیچھے چادریں اپنے حجرہ مصلفہ مسجد شریف میں رکھ کر صحابہ کرام کا و نور غم ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے سیدھے حجرہ النور میں باادب داخل ہوئے اور یوں پیرسا دیا السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کُلُّ نَفْسٍ ذَاقَتْهُ الْمَوْتُ وَرَآتُمَا تَوَقُّوْنَ اَجْوَزَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ہر مصیبت کے لیے اللہ پاک کے پاس تعزیت ہو اور ہر نعمت کے فوت ہونے پر بندے کے لیے ایک صلہ ہو۔ اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اُسی کی جانب رجوع مناسب ہو۔ اے صبر کے پتلو؟ اِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ ان کلمات سے اہل بیت پاک کی فہم الحال تسکین ہوئی۔ ذرا جھکے اور چہرہ مبارک سے روئے شریف اٹھا کر پیشانی چومی، درود پڑھا اور وَاخْلِیْلَاہُ کا نعرہ بے اختیار نکل گیا۔ دل بیتاب کو سنبھالا۔ چہرہ النور ڈھانکا، اور رقت و حسرت کے ساتھ جو کلمے زبان حقیقت بیاں پر آئے اُن کا مفہوم یہ ہو۔

اے میرے پشت پناہ! میرے ماں باپ قربان۔ حضور جیسے ناسوتی میں پاکیزہ رہے ویسے ہی اب بھی پاکیزہ ہیں۔ یہ موتِ مقدّر تھی ہو چکی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کو پالیا آپ کی شانِ عالی اس سے کہیں بالاتر ہو کہ آپ کی تعریف و توصیف کی جائے۔ آپ کے مفارقت اس سے بدرجہا زائد ہو کہ آپ پر رویا جائے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہوتا تو آپ پر جان فدا کر دیتا۔ اور اگر آپ نے رُونے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو آپ پر اس قدر رویا جاتا کہ چشمے جاری ہو جاتے۔ ہم خادموں کو بھی اسے محروم نہ کرے، پروردگار کے

حضور یاد رکھیں۔ بارالہامیرا سلام اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دے۔
پھر اہل بیت اطہار علیہم السلام کو مزید یقین صبر کر کے باہر تشریف لائے اور عام اصحاب کی
بھی اسی طرح تشفی فرمائی، ڈھارس بندھائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حالت کسی طرح
سنبھلتی ہی نہ تھی عصر کا وقت آچکا تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے منبر نبوی کے قریب کھڑے
ہو کر ایسا خطبہ فرمایا جس کی نظیر فنِ بلاغت میں ناپید ہوا اور جس کی تاثیر تاہد ایزدی کے
ہمیشاں یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہن صدیقی میں زبان محمدی کام کر رہی ہو اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا
مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ۖ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ ۖ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا
رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَمَاتَ ۚ أَوْ قُتِلَ الْقَلْبُ ثُمَّ عَلَى أَغْطَاكُمُ
وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَظُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۚ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ
(گوش ہوش سے سن لو، جو شخص محمدؐ ابن عبد اللہ سمجھ کر ان کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کر
وہ محمد وفات پاگئے۔ اور جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول خدا سمجھ کر اس پر رے میں
خدا ہی کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کر اللہ ہمیشہ زندہ ہو اس کو کبھی موت نہیں۔ اور
بھر غور سے سن لو کہ محمدؐ تو سر تا پا رسول خدا ہیں۔ اس طرح پہلے اور رسول گزرے ہیں جو
یا تو اپنا وقت پورا کر کے حضور حق پہنچے، یا امت کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ اب سوچنے کی
یہ بات ہو کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی صورت قبول کر لیں یا دوسری، تو کیا تم انھیں
رسول نہ مانو گے؟ جو نہ مانے پڑا نہ مانے۔ اللہ کا کچھ حرج نہیں۔ اور اگر واقعی رسول خدا
کی قدر کر دو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے گا۔)

یہ خطبہ سنتے ہی صحابہ کے گوش ہوش درست ہو گئے۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ
تو کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت (بارہا کی تلاوت کی ہوئی) ابھی نازل ہوئی جو خلیفہ
بشیر و نذیر نے حضرت بلالؓ کو اذان کا اشارہ کیا۔ نعرۂ توحید و تشہد، ایک دعوت فوز و
فلاح تھی جس نے سب فرقت زدوں کو ایک نقطہ حضور نبی پر جمع کر دیا۔ اصحاب تسکین یا

کو حضرت امام امت، صاحب استقامت نے جماعت بڑھائی اور برگزیدہ وزاری دعا کے
حجرۂ اقدس میں تشریف لے گئے پردگیاں حریم عفت، حضرات شیخیں مکرمین، حضرات خاتونین،
حضرت عباسؓ ان کے بیٹے فضل و قثم، عبدالرحمن و عبداللہ سپہان صدیق اکبرؓ اور حضرت
اسامہ ابن زیدؓ حجرے میں تھے۔ جناب مولیٰ المؤمنین علیہ السلام کی سفارش پر اوس بن
خولی انصاریؓ کو بھی اندر لے لیا گیا۔ اب حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہؓ
کو ارشاد کیا کہ جو تین چادریں میں اپنے حجرے میں رکھ آیا ہوں لے آؤ۔ اور جب ہم اشارہ
کریں دے دینا۔

یہ مسئلہ پیش ہوا کہ جسید اطہر کو غسل دیا جائے یا نہیں۔ جناب مولیٰ علیہ السلام سے
آنکھوں آنکھوں میں اتفاق کر کے حضرت فقیہ اعظم صدیق مکرمؓ نے طو کر دیا کہ ضرور غسل
ہوگا تاکہ امت مرحومہ کے لیے سنون ہو جائے۔ پانی پیری کے پتے ڈال کر گرم کر لیا گیا۔ حضرات
عباس ابن عبد المطلبؓ و عمر فاروقؓ و عثمان ذی النورینؓ پانی پر بیٹھے۔ حضرات عبدالرحمن
ابن ابی بکرؓ و اسامہ بن زیدؓ پانی لاتے تھے۔ صدیق اکبرؓ پہلے اپنے ہاتھ پر پانی ڈال کر دیکھ لیتے
تھے پھر جسید اطہر پر پانی ڈالتے تھے۔ جناب مولیٰ المؤمنین علیہ السلام نے جسم مبارک کو سینے
سے لگا رکھا تھا۔ فضل و قثم سپہان حضرت عباس ابن عبد المطلبؓ پہلو بندوارہ تھے غسل
کے بعد باپ کے اشارے پر فوراً حضرت عبداللہؓ وہ چادریں لے آئے۔ یہ تین کپڑے
سوئی سفید سحول کے بنے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہؓ موصوف نے ایک بیش قیمت
چادر بمبئی شامل کرنا چاہی۔ مگر حضرات عباسؓ و جناب مولیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے
لائے ہوئے کپڑوں کو ترجیح دی اور زائد کہہ کر واپس کر دی حضرت فضلؓ نے انھیں بشارت
دی کہ نَبِيٌّ مِّنْ نَّحْيِئِمْ مِّنْ عَمَلِهِ۔ عبداللہ اپنی چادر لے کر خوش ہو گئے۔

غسل و کفن کے بعد قبر تشریف کا سوال اٹھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فوراً جواب میں کہا کہ
نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن کیے جاتے ہیں۔ (موطا امام مالک ص ۱۱۸)

اس میں مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اس لیے مرد سب کے سب مسجد گئے اور زمانہ انتظام ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے چاہا کہ اب کوئی اور نماز پڑھا دے مگر کاہر صحابہؓ مہاجر و انصارؓ نے متفق لفظ کہا کہ آپ امامت فرما ہی رہے ہیں اس پر آپؓ نے فرمایا وہ تو حکم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل ہوتی رہی۔ اب جو افضل امت ہو اسے یہ کام زیب دیتا ہو۔ جناب مولیٰ المؤمنین بات کی تہ تک پہنچے تیسری صف سے اُٹھ کر پونچھتے ہوئے بڑھے اور اُس بزرگ صحابیؓ کا ہاتھ ختم کزدستگیری دکھائی کہ تمہارے پر قائم کر کے فرمایا "قَدْ مَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ فَمَنْ ذَا الَّذِي يُؤَخِّرُكَ" آپ کو جب حضور پاکؐ نے آگے کر دیا تو اب کون پیچھے کر سکتا ہو۔) ۱۰۸۔ رملوۃ الجنائزہ

ان باتوں میں مغرب کی نماز دیر سے پڑھی گئی اور عشا کی نماز اول وقت پڑھی گئی۔ قبر کنی مصلوۃ صبح پر موقوف رکھی گئی۔ رات بھر ازواج مطہرات اور اہل بیت اطہارؓ، شیخین مکرمینؓ، ختین شریفینؓ اور حضرت عباسؓ حجرے کے اندر، اور باقی صحابہؓ مسجد میں تلاوۃ و درود خوانی کرتے رہے۔ فجر کی جماعت پڑھ لینے کے بعد حضرات ابو عبیدہؓ اور طلحہؓ کے پاس ایک ساتھ دو آدمی بھیجے گئے۔ وہ مکان پر نہ ملے اور یہ شرف حضرت طلحہؓ کو نصیب ہوا۔ بغلی قبر شریف کھد جانے کے بعد حسب ارشاد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر کے لیے حجرۃ اقدس خالی کر دی گئی تاکہ ذات پاک کی رحمت ارزانی کے بعد ملائکہ ملائے اعلیٰ صلوۃ و سلام پڑھ لیں۔ جب آہٹ نہ پائی تو پہلے عشرہ مبشرہ نے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ ساتھ دعا پڑھی جو اَلصَّلٰوۃُ هُوَ الدُّعَاءُ قَرِيبًا - اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ سَبِّحْنَا لَیْسَکَ وَسَعِدَیْکَ صَلَّوْا عَلَی اللّٰهِ الْبُرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلَی مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامُ

الْمُنْتَقِیْنَ وَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الشَّاهِدُ الْبَشِیْرُ الذَّاعِیْ بِاَرْذٰلِکَ السِّرَاحِ الْمُنِیْبُ وَ بَارِکَ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ۔

حجر شریف میں اتنی ہی جگہ دیکھی کہ دل و دل صحابہؓ اسی طرح صلوۃ پڑھتے جاتے تھے۔ باب مدینۃ العلم صلوۃ تعلیم کرنے کے لیے باب حجرۃ اقدس پر تشریف فرما رہے۔ پھر اہل بیت پاکؓ نے بھی اسی طرح صلوۃ پڑھی۔ حضرات شیخینؓ مسجد میں بیٹھے ذکر و شغل کر رہے تھے۔ ظہر کا وقت آیا تو جماعت پڑھا کہ حضرات ابو بکرؓ، عمرؓ ابن الخطابؓ، اسامہ بن زیدؓ، اور عبد الرحمنؓ ابن عوفؓ حجرۃ مقدس میں آئے۔ ان کے آجانے پر حضرت عباسؓ اور جناب مولیٰ المؤمنینؓ حواج ضروریہ سے فارغ ہونے اٹھ گئے۔ پورے علالت کے دنوں میں سوم تک کھانا سب اہل بیت اطہارؓ کا دونوں وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے آتا رہا۔

۱۰۹۔ اصحاب کے سرتاج پر مدار کار

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے دو گروہ (مہاجرین و انصار) مقبولیت میں نامور تھے۔ اسلامی توحید نے اس دونوں میں جس قدر یکسانیت کا رنگ جھلکا رکھا تھا وہ ان حضرات کے عقد موافات، طرز مساوات اور حسن تعلقات سے خوب کھل رہا تھا۔ اس سے زیادہ مؤثر تر رشتے کا بلیغ پہلو جس طرح شیخین مکرمین رضی اللہ عنہما نے سمجھا وہ انھیں دو گرامی صفات، ذات کا حصہ خاص تھا۔ چونکہ یہی وہی دوئی کو بھی یکسانی کے سانچے میں ڈھلنے کا دل پذیر طریقہ، گویا دو آنکھوں کی ایک نظر کرنے کا سلیقہ اس سے بہتر اور کوئی ممکن ہی نہ تھا۔ لہذا مہاجرین کی ان دو برگزیدہ ستیوں میں سے حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ نے عاصم انصاری کے ہاں اپنا رشتہ ازواج قائم کیا جو نبھہ نہ سکا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے

خارجہ ابن زید انصاری کے ہاں عقد فرمایا اور مدت العمر اس رشتے کو نباہا بھی۔ اس سبیل سے حضرت صدیق اکبرؓ کو جیسی برگزیدگی مہاجرین میں نصیب تھی ایسی ہی ہر ولعزیزی انصاریں بھی میسر ہو گئی۔

مہاجرین میں گو اسلام نے توحید کی لہر خوب دوڑا دی تھی اور سابقین اقلین تو اس جذبے میں شرابور تھے۔ ہاں نو مسلم ہنوز اس درجے میں شمار نہیں ہو سکتے تھے کہ ان میں کچھ نہ کچھ خاندانی رقابت، درود و دل کی صورت میں موجود تھی۔

قریش میں دو قبیلے بنی ہاشم و بنی امیہ حریف یکدگر چلے آتے تھے خواجہ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہاشمی نے اپنے وقار و خداداد اثر سے تازلیست ہاشمیوں کا پلہ بھاری رکھا۔ خواجہ صاحب کے فرزندوں میں امیر حمزہؓ کی کم سنی۔ حضرت عباسؓ کی سود خواری۔ ابولہب کی بد خلقی و خشونت کا نعم البدل حضرت ابوطالبؓ کی تنہا ذات کیسے کر سکتی تھی؟۔ اب بنو امیہ کا گیا ہوا اقتدار خاصہ عود کر آیا تھا۔ حضور خاتم الانبیاء علیہ التہیۃ والثناء کی رسالت حقہ کو خاندان بنو امیہ اپنے حریف (بنی ہاشم) کی حیثیت خیال کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس خاندان نے سب سے سوا دین حق اور رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی۔ اس خاندان کے سربراہ کردہ شخص عثمان بن عفانؓ تھے جو والدہ کے رشتے سے نبی کریمؐ اور علی علیہ السلام کے بھانجے بھی ہوتے تھے انھیں کو یکے بعد دیگرے دو چیمبرزادیاں بیابھی گئیں۔ معاشرتی امور کے علاوہ اُخروی معاملات میں ارشاد فرمایا ”رفیق فی الجنت عثمان بن عفان“ (جنت میں میرا ساتھی عثمانؓ ہی)۔

یہ مقتدر ہستی بچپن سے لے کر اب تک ہر طرح حضرت ابوبکرؓ کی مہر و منت اور نیا ز مند رہی۔ ان وجوہ سے خاندان بنی امیہ پر حضرت صدیق اکبرؓ کے احسانات کا انتہائی اثر تھا۔

خاندان بنی ہاشم میں اقل جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنی چھوٹی کے بیٹے بھائی حضرت زبیر بن العوامؓ کا عقد حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے رشتہ یگانگت مہر لوط کیا۔ اس کے بعد جناب جعفر طیار بن ابی طالبؓ اپنے برادر عم زاد کی بیوہ سے حضرت ابوبکرؓ کا عقد کر کے ربط ضبط میں ایسی مضبوط اور غیر منقطع، اتحادی گرہ لگا دی کہ سیادت و صدیقیت کی کڑیاں، ایک ایسا سلسلہ الذہب اور ایسا معزز شجرہ بن گیا جس پر ائمہ اہل بیت اطہار علیٰ اہدہم و علیہم السلام نازاں نظر آتے ہیں۔ پھر حکم رب العالمین، ائمہ المؤمنین بنت ابی بکرؓ کا فخر ازواج قرار پایا جانا سونے پر سہاگے کا کام کر گیا۔

اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت صدیق اکبرؓ کی ذات خلعت آیات پر محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا اعتماد رہا کہ خدائے کار ساز کے بعد بندوں میں آپ پر ہی نظر پڑتی تھی ”وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا لِّخَلِيفَةٍ لَّتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيفًا“۔ نسبت ابراہیمؑ کی صدیقؑ نے پائی عزیز؟ وہ خلیل کبریا ہیں خلیل مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

ان اسباب خاص سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات بنی ہاشم، بنی امیہ، دیگر مہاجرین اور مجمع انصاریں یکساں عزیز تھی۔ جناب علیؓ مرقضی میں بنی ہاشم کی جانب داری کا شائبہ، حضرت عثمان ذی النورینؓ میں بنی امیہ کی جنبہ داری کا پہلو صاف نمایاں تھا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کی درشت مزاجی سے مہاجرین کیا مبشرین تک تلخ کام تھے۔ انصاریں کے دلوں میں ان کے رشتہ توڑ دینے کا ناگوار اثر ہنوز باقی تھا۔ اب صرف ابوبکرؓ کا دامن مقدس ان تمام کو توڑوں سے مبرا اُمتزہ اور پاک صاف پایا جاتا تھا۔ اس بے کوئی پر مزید آپؐ کا انفا، رفاقت رسول خدا، ہمدردی صحابہ، دردمندی اہل بیت اطہار، اخلاق خاص، اکرام عام، بذل بے دریغ، قرآن فہمی، حدیث سخی اور پیش نمازی مُسَلَّم تھی، تو دوسری جانب آپؐ کا عزم، حزم، شجاعت، متانت، سیاست دانی، سلیقہ، وقار، نظر تجربہ، شان بسیاں اور تاثیر زباں ضرب المثل تھی، صحابہ کبار میں سب سے معزز، سب

مُقتَدِر، مُقَرَّبُ خُدا، واسطیٰ حضور سرِ پا نور آپ ہی نظر آتے تھے حضور
مُخبر صادق کا یہ ارشاد حق بنیاد سننے والے کثیر الشعداد اصحاب حق شناس
اُس وقت موجود تھے کہ جس قوم میں ابو بکرؓ ہوں اُس میں سرداری کا حق کسی اور کو
حاصل نہیں۔ سرداری کے معنی میں ارشاد ہے "سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ"
(حضور پر نور کے بعد کام کیسے ہوا؟ اس کے لیے دیکھیے "زندہ منجھوہ")

کھلا جب کون بختی تو نظر در صفا آئے
ہوئی تخلیق اسی ان کی عالم سے بہت پہلے
ادھر تخلیق رسمی میں ہیں عبد اللہ کے بیٹے
ضیا پاش جہاں ہے آفتاب اور عرفانی
تمثیل سے رُخ نورانیت میں کچھ فرق آیا
عروج عبدیت کی شان ہی التجم و اسرار ہے
صدائے لگے عرشِ عکلا کے دیکھنے والے
بلا ہو حکمِ اعزازی تمام افراد امت کو
یعنواں لکھ کے رکھ لیں خاص مضمون چھانٹنے والے
غنی سرکار میں حق کا دیا کیا کچھ نہ آتا ہی!!
مکمل جینے مرنے کے لیے قانون فرمایا
تو تہذیب و حکمت سے مکمل گل کے گلِ انساں
کمال تربیت یہ ہو۔ یہ ہی تکمیل انسانی
جو دل سے ہو گئے حضرت شہدِ لولاک بچہ سے
دروان پر ہوں لامحور و ہو خلق سرِ پا ہیں

حبیب کبریا، یعنی محمد مصطفیٰ آئے
ہوئے محمود خالق، خالق آدم سے بہت پہلے
رسول اللہ ہیں، بیشک نہیں اللہ کے بیٹے
مبارک! شکل انسانی ہیں آیا نور بانی
بدن ہو نور کا پیکر، نظر آتا نہیں سایا
رسالت کا علو، قدسی حیثیتوں سے پہلے ہی
ادھر بھی دیکھنا جائے خدا کے دیکھنے والے
یہ روکے جس سے رک جاو، عطا فرما دیں وہ
کہ مولیٰ دینے والا ہی، محمدؐ بانٹنے والے
ادھر آتا ادھر محتاج کے دامن میں جاتا ہی
طریقِ زندگی کا ہر عمل مسنون فرمایا
بڑھایا اس قدر رتبہ، بنایا کامل الانساں
عرب کے گلہ بانوں سے لیا کا جہاں بانی
وہ بندے فی الحقیقتہ میں خستہ پاکی کے
ظہور قدسی ہیں فقط رحمت کا جلوہ ہیں

آیہ وافی ہایہ النبیؐ اُولیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ اَمَّا اَنْفُسُهُمْ فَاُولٰٓئِکَ
کے مطابق نبی کریم علیہ التیمتہ والتسلیم کو امت پر اولیت کا حق بدرجہ اتم واجب ہو تو ازدواج مطہرات کو تمام
امت مسلمہ کی مائیں ہونے کا حق واجب حاصل ہو۔ شہد اک بیواؤں کا تو نکاح شرعاً ہو سکتا ہو۔ مگر حیات
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سہاگوں کا عذاب کسی فرد امت سے نہیں ہو سکتا۔ اہل تمیز کے
یہی اسی نکتے میں شہد اک کی جاودانی زندگی اور سید الانبیاء کی نورانی دائمی زندگی کا راز مضمر ہے۔

آیہ کریمہ لَا یَحِلُّ لَکَ الْیَسَّاعُ مِنْ بَعْدِ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَا تَحْجِبَ
حُسْنَهُنَّ اور وَلَا اَنْ تَنْکَحُوا اَزْوَاجَهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَا اَبْدَا بِهِنَّ اَحْزَابَ اٰیٰت ۵۲، ۵۳۔

کی رو سے ان ازدواج مطہرات کا رشتہ، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیشہ استوار ہے۔
چاہے کیسا ہی حسن سلیقہ تبلیغ کسی قانون میں نظر آئے۔ اُس سلیقہ مند سے صحابیر رکھتے ہوئے تو حضور پاک
کام لے سکتے ہیں۔ ازدواج مطہرات میں داخل نہیں فرما سکتے کہ حکم خداوندی یہی ہے۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا پہلے سالہ سے آنحضرتؐ نے عقد فرمایا انھیں
سے اولادیں بھی ہوئیں۔ ۵۲ برس کی عمر شریف (ناسوتی) تھی کہ مکہ مکرمہ میں بیوی صاحبہ
نے وفات پائی۔ اور جنتہ المعلیٰ میں سید الانبیاء علیہ التیمتہ والتسلیم کے ہاتھوں مدفون
ہوئیں۔ نہ ہے نصیب!

۲۔ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہشتاد و سالہ، محض پیغمبرِ زادیوں کے پالنے
کی خاطر نکاح میں آئیں۔ اللہ سے احتیاط! حضرت عمر فاروقؓ کے آخریام خلافت
میں وفات پائی۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بنت حضرت صدیق اکبرؓ سے ہیں
زینت کاشانہ نبوی ہوئیں۔ ۱۰ رمضان المبارک ۵۸ھ میں وفات پائی۔

۴۔ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سلمہ میں تھیں
کاشانہ نبوی ہوئیں۔ سلمہ میں وفات پائی۔

- ۵۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سلمہ میں حضور پاک کے سامنے وفات پائی۔
- ۶۔ اُمّ المؤمنین حضرت ہندہ (اُمّ سلمہ) رضی اللہ عنہا نے سلمہ میں وفات پائی۔ جنت البقیع آرام گاہ ہو۔
- ۷۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے سلمہ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
- ۸۔ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے یح الاول شہدہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
- ۹۔ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ میں درخواست عقد منظور کر لی اور سلمہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
- ۱۰۔ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ میں بمقام "سرف" وفات پائی۔ وہیں مدفون ہیں۔
- ۱۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ میں وفات پائی۔
- ۱۲۔ اُمّ المؤمنین حضرت مارقہ قطیبہ رضی اللہ عنہا (مادر مکرمہ حضرت ابراہیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محرم الحرام میں وفات پائی۔

اولاد امجاد

فرزندان والانتظار حضرت قاسم حضرت عبداللہ (انھیں کلقب طاہر وطیب نقایہ بطن جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے پیدا ہوئے اور معصوم ہی خدا کو پیارے ہو گئے) حضرت ابراہیم ابن ماریہ قطیبہ۔
بنات طیبات: حضرت زینب رضی اللہ عنہا والدہ حضرت امامہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا جناب سیدۃ النساء اہل جنت بضعتہ الرسول فاطمہ الزاہرہ وبتول سلام اللہ علیہا۔
اُمّ المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آپ جناب رسول خدا سے بہت مشابہ تھیں۔ ایک رات اپنے بابا جان سے اذن لے کر بیت الشرف پاک کی طرف روانہ ہوئیں یہاں تک کہ وہاں پہنچیں اور وہاں سے ملتا ہوا تھا یہاں تک کہ چادر مبارک سنبھالنے میں جو کاندھا ہلاتو بالکل آنحضرت کے دوش مبارک کی جگہ پر معلوم ہوتی تھی۔ مہیا چلے میں انھیں فرد واحد نے نسوانی تینوں تعین پورے کر دکھائے تھے کہ باپ کی نسبت سے دختر زکیہ، شوہر کی طرف سے اہلیہ مکرمہ، اور بیٹوں کی جہت سے مادر گرامی تھیں۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَنْتَرْتَهُ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

حضور سر پائے نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دین اسلام کا کام کس طرح ہوا؟
یہاں کا قاضی بنا کر بھیجتے وقت مدینۃ العلم نے باب العلم کے سیدہ صفا غنیمہ پر دست کرم رکھ کر ارشاد کیا تھا کہ (مفہوم) "حق، علی کی طرف ہوا اور علی حق کی طرف" اس کے بعد یکا گنت جہان کے یلے "غیر مجرم" میں کجاو کے منبر پر بالترام خاص فرمایا تھا "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ" ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارباب حل و عقد نے قاضی یمن کو اب قاضی اسلام مان لیا تھا، آپ کو عدلیہ پر تکیہ رکھا، صدر مکرم نے باصلاحیت اصحاب سے درجہ بدرجہ کار خلافت لیتے ہوئے انتظامیکہ ہمیشہ اپنی نیک مشورت سے عروج بخشا۔ اسی وحدت کی طرف اشارہ ہو "اَنَا صَدِّيقُ اَكْبَرُ وَاَنَا فَارُوقُ اعْلَمُ"
"وَحُجِّي مَثَلُو وَغَيْرِ مَثَلُو تِلْكَ اسْلَامُ" کی رو سے ترتیب ثقلیٰ راشدین المہدیین

- (۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۲ برس ۳ مہینے ۱۲ دن میں بگڑی ہوئی بات خوب بنائی ۲۳ جولائی ۳۱ھ کو وفات پائی۔ گنبد خضراء میں آرام فرما ہیں۔
- (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۵ برس ۵ مہینے ۳ دن میں بنے ہوئے کام کو بڑھایا چڑھایا ۲۶ ذی الحجہ ۳۳ھ کو شہادت سے سرخرو ہو کر گنبد خضراء میں ہم پہلوئے صدیق اکبر آرام فرما ہیں۔
- (۳) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ۱۲ برس امور خلافت انجام دے کر پلو بیٹوں کے ہاتھوں شہادت پاب ہوئے۔ جنت البقیع میں آسودہ ہیں۔
- (۴) جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ صدارت کے ساتھ کار خلافت بھی سنبھالا۔ امیر شام نے اختلاف کو افتراق تک پہنچایا۔ ۴۰ رمضان کو ابن ملجم خارجی کی تیغ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ شاہ نجف ہوئے۔

(۵) سبط اکبر جناب امام حسن علی ہدم وعلیہ السلام نے اپنے نانا جان کی پیشگوئی پر عمل فرماتے ہوئے سلمہ میں باوجود قوت و نصرت امیر شام سے مصالحت کر لی یوں مسلمانوں کے دو بڑے گروہ کشت و خون سے بچ گئے۔ سلمہ میں آپ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔ مدینہ منورہ میں اپنی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کے پاس دفن ہو چکے پائی۔

۱۱۔ معجزات سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَلَّ شَانُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ كِي قَدَرَتِ عَالِي
تمام مخلوق کی قوتوں کے لیے معجزہ کبر ہے۔ محمد مصطفیٰ علیہ التَّحِيَّةُ وَالشَّانُ قَدْ جَاءَ
كُمُ مِنَ اللَّهِ نُورٌ، خالق و معطی قوت کی عطائے بے غرض کو مخلوقات میں تقسیم فرمانے
والی برگزیدہ ہستی جملہ کائنات کے لیے معجزہ عظمیٰ ہے۔ اور قرآن مجید فرقان حمید اَنْزَلْنَا
إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ہلاکت بیان و اخبار غیب کے اعتبار سے واضح معجزہ ہے۔
اصطلاح علمائے ربانی میں معجزہ اُسے کہتے ہیں جس کے سامنے علم نبوی و عقل سقیم عاجز
ہوں۔ اس سے علم حقیقی اور قلب سلیم کی تمیز ہو جاتی ہے۔
بے پردہ ایسی نشان جلوہ آرا ہو تو اسے قدرت ذات البت کے کہتے ہیں۔ یہی قدرت
حق اگر پردہ رسالت سے سرزد ہو تو معجزہ کہلاتی ہو اور اگر حجاب کرامت سے نظر آئے
تو کرامت مشہور ہوتی ہے۔ سراپا اعجاز، محبوب رب بے نیاز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
تَوَلَّوْا فَعَلَّا معجزات کا صدور بکثرت ہوا ہے۔ یہ تینوں (خلافت مصطفیٰ قرآن ش) اپنے
نورانی لطافت کی بنا پر فقیہوں کے ایمان لانے کے لیے ہیں نہ سفیہوں کے یہود و اعتدال
کے واسطے۔ مغرب زدہ دماغ معجزات نبوی سے منکر ہیں کہ انہیں سیرت پاک صاحب لولاک
سے قلم و کلمہ پر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو وہ معجزے اپنی تصنیف میں لیتے ہیں
جو عقل انسانی میں آجائیں۔ معجزات کے معنی چھوڑ کر ایسے دماغ رفتہ رفتہ یہ کہنے لگے ہیں
کہ جیسے نبی کہیم دیسے ہم لئیم۔ حالانکہ اُمّت کلمہ پڑھتی ہو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

اور صاحب اُمّت کا امتیازی کلمہ ہو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس لیے عاجز
نے جو میکسر آئے وہ سب معجزے یکجا کر دیے ہیں تاکہ علم حق تمیز اور قلب سلیم متطہر
ہو جائے۔ اس لیے کہ کلام ربانی ذات حق کی حجت اور رسالت حق کی شہادت ہو۔

یہ مشہور ہے کہ حضور پیر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے۔ یہود تو سب بکیتوں پر
طعن کرتے تھے کہ ان کے پاس آسمانی کتاب کا علم نہیں ہے۔ اور علمائے حقانی اس معنی میں
مانتے ہیں کہ حضور حق سے، حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی علم
(قرآن حکیم) پڑھ کر مبعوث ہوئے۔ اب جسے کلام اللہ شریف سمجھنا ہو ان جاننے
والے سے سکھ سکتے تھے۔

الف۔ قاضی عیاض نے کتاب الشفاہ تعریف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ
شریف میں باعتبار بلاغت، سادگی ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں اس پر دلیل
قوی ذکر کی ہے کہ محققین کے نزدیک، سورہ کوثر کے ہزار جس قدر کلام ہے وہ سب
معجزہ ہے اس معنی میں کہ سورہ کوثر میں دس کلمے ہیں اور سارے قرآن مجید میں کچھ اوپر
۷۷ ہزار کلمات آئے ہیں تو جب ۷۷ ہزار کو ۱۰ پر تقسیم کیا جائے تو ۷۷۰۰ حاصل قیمت
ہوتا ہے۔ اس نظر سے کلام اللہ شریف میں سادگی ہزار سات سو معجزے محقق ہوئے۔

ب۔ دوسرا معجزہ قرآنی پیشینگوئیاں ہیں کہ ان کو اہل کتاب نے بہت مستند مانا ہے۔ پس
لازم آیا کہ اس مجموعے میں تین امور بیان کیے جائیں۔ پہلا معجزات قرآنی، دوسرا
ایسی چیزوں کے بیان میں جنہیں حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل
وقوع فرمادیا اور تیسرے وہ واقعات حال جنہیں آنحضرت نے بغیر دیکھے بیان فرلایا۔
پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عالم دو ہیں۔ عالم معانی (عرض) عالم اعیان (جوہر)
پہلے عالم کی مثال علم و کلام ہی اور دوسرے عالم کی مثال میں آسمان و زمین، آدمی
اور درخت کو لایا جاسکتا ہے پھر عالم اعیان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ذوقی العقول اور غیر ذوقی العقول۔

ذوی العقول تین قسم کے ہیں ملائکہ، جنات اور انسان۔ غیر ذوی العقول یا علویٰ ہی جیسے آسمان اور ستارے یا سفلیٰ ہی (جو زیر آسمان ہیں) عالم سفلی کی دو قسم ہیں بساط و مرکبات بساط کہتے ہیں عناصر اربعہ کو مرکبات تین قسم پر ہیں جمادات، نباتات اور حیوانات (موالیہ) اس طرح اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوتے ہیں۔ رَبُّ الْعَالَمِينَ نے رَحْمَةُ تِلْكَ اَلْیَمِّ کے معجزات ان سب (۹) عالموں میں جاری و ساری رکھے ہیں۔ اور یہ عدد غیر متبدل ہو مثلاً

۹	۱۸	۲۷	۳۵	۵۳	۶۳	۷۲	۸۱	۹۰
۹	۹	۹	۹	۹	۹	۹	۹	۹

بَابُ اَوَّلِ مُعْجَزَاتِ عَالَمِ مَعَانِی

۱۔ اشرف معجزات قرآن مجید ہو یہ عالم معانی سے ہی اور ہزاروں معجزوں کے برابر مانا گیا ہو۔ عرب کے لوگ ایسے فصیح و بلیغ تھے کہ بڑے بڑے قصیدوں اور خطبوں کافی البدیہ کہ لینا ان کا معمول تھا۔ خود کو اسی لیے عرب (گویا) اُوروں عجم (گونگا) کہتے تھے جب ان کے استاد کل کے اظہار خیال کے لیے سورہ کوثر لکھوا کہ بَعَثَ اللہُ شَرِیفَیْنِ میں لٹکانی گئی تو اُس نے سب شعرا کے قصیدے برجستہ درست کر دیے۔ لیکن اس کام کو دیکھ کر ٹھٹھا اور آخر لکھ گیا ”مَا هَذَا قَوْلُ الْبَشَرِ“ (یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو)۔ یوں باعتبار بلاغت الفاظ بھی معجزہ ٹھہرے۔ اور فَاتُورًا بِسُورَةٍ مِّنْ قَبْلِہِ کے اعلان عام پر بھی اُس وقت سے لے کر آج تک کسی نے دم نہ مارا۔

۲۔ دوسرا اعجاز پیشگوئی ہو۔ یہاں ۱۲ پیشگوئیاں بیان کی جاتی ہیں یہ سب جوں کی توں اپنے وقت پر ظاہر ہوئیں۔

الف۔ ۱۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ۳۰ صحابہ کی پر خلوص بیعت پر اللہ تعالیٰ نے راضی ہو کر فرمایا کہ مسلمانو! تمہیں عنقریب ایک اُور فتح نصیب ہوگی۔ تو وہ اس اخلاقی فتح کے دس بیس دن بعد ہی نصیب ہوئی یعنی خیبر کے قلعے مستحضر ہوئے۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی سب سے بڑی بات یہ کہ یہود کا زور ٹوٹ گیا۔ پیشگوئی یہ ہو۔ لَقَدْ رَضِیَ اللہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یَسَابِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْہُمْ وَاَنْزَلْنَاہُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّ مَغَالِیْہَ کَثِیْرَةً یَّا خُذْ وُھَا وَکَانَ اللہُ مَعِزِّیْنِ الْحَکِیْمَہ (پانچواں)

یقیناً اللہ تعالیٰ ان صاحبان یقین سے راضی ہوا جب وہ تحت شجر آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ سو جان لیا علیہم السلام ان کے دلی خلوص کو اس جزا میں ان پر تسکین نازل فرمائی اور اس بیعت رضواں کے صلے میں ان اہل یقین کو عنقریب ایک اور فتح منجانب اللہ ایسی ملے گی جس میں وہ غنیمتیں سمیٹیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہو۔

ب۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب سچ دکھایا اور فرمایا لَقَدْ صَدَقَی اللّٰهُ رَسُوْلُهٗ الرُّوْبَ الْبَاقِیَ الْاٰیہ۔

ج۔ اسی سورہ انا فتحنا میں ایسی فتوحات کی پیشگوئی فرمائی جو مسلمانوں کے سامان گمان میں بھی نہ تھیں۔ اسے تائید محض کہنا چاہیے۔

دو اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرْ وَاَعْلٰیہَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِہَا الْاٰیہ (وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم سے اور ایسی فتوحات کا جو تمہارے بس کی نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ ان پر محیط ہو کہ وہ ہر چیز پر ذاتی پوری پوری قدرت رکھتا ہو) یعنی خیبر کے علاوہ فارس اور روم جیسی آراستہ پیراستہ سلطنتوں کا فتح ہو جانا کہ بجائے خود معجزہ ہی۔

د۔ اَلْعِلْبَتِ الرُّومِ فِی اَذْنِی الْاَرْضِ الْاٰیہ آپ یعنی فتح صُدیقہ کے زمانے میں اہل کتاب رومیوں کو، فارس کے مجوسوں پر فتح حاصل ہوئی۔

هـ۔ قُلْ اِنْ كَانَتْ اَکْثَرُ الدِّیْنِ الْاٰخِرَةِ عِنْدَ اللّٰهِ الْاٰیہ میں خبر دی کہ یہودی کبھی تمنائے موت نہ کریں گے۔ اسی کے مطابق واقع ہوا۔

و۔ سَیُکْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّونَ الذُّبُرَ الْاٰیہ کی پیشگوئی کے مطابق جماعت کفار قریش نے ہزیمت پائی اور بیٹھ پھیری۔

ز۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لَیْظْہَرَهُ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہِ الْاٰیہ کے مطابق اسلام، تمام ادیان عالم پر غالب ہو کر رہا۔

ح۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہِمْ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یَّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہُ الْاٰیہ کے مطابق فتنہ ازندا پیدا ہوا۔ اور بسعی متفقہ حضرات امیر المؤمنین علی مرتضیٰ و ابو بکر صدیق رُفِعَ دَفْعُہُمَا (دیکھو زندہ معجزہ)

ط۔ آئیہ استخلاف علیؑ سے بھی اسی قبیل سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین صالحین کو خلافت خاتم الانبیا علیہ السّلام والثناء سے نوازنے کا وعدہ فرمایا۔ اس وحی منلو کے علاوہ وحی غیر منلو میں قولاً وفعلاً حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کو شہادہ بنا کے دکھادیا۔ اور خلفائے راشدین رضواں اللہ علیہم نے اسی ترتیب سے اپنے اپنے وقت میں مل جل کر دین اسلام کا کام کیا۔ (ایضاً اہل و اصحابؑ کا اسلامی متحدہ محاذ)

ی۔ قُلْ لِلْمُخَلَّفِیْنَ مِنْ اَکْثَرِ الْعَرَبِ الْاٰیہ آپ (کہہ دیجئے کہ مسلمانوں کو بہت سخت دہشت والے لوگوں سے لڑنا پڑے گا) شیخین مکرمین کو اس کا اتفاق ہوا۔

ک۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الْیَہودَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔ الْاٰیہ میں بتا دیا کہ اہل ایمان کے سخت دشمن یہود و مشرکین ہوں گے ایسا ہی تجربہ ہوتا چلا آ رہا ہو۔

ل۔ وَاللّٰهُ یُعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ الْاٰیہ کی پیشگوئی کے مطابق کسی فرد بشر کو اپنی سی کرنے کا اختیار نہ ملا۔ اور سید المعصومین ہمیشہ محفوظ رہے۔ صحیحین میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہم اصحابؑ، ایک سفر جہاد میں حضورؐ پر نوز کے ہمراہ تھے اور آنحضرتؐ نجد کی طرف عازم ہوئے تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت ایک خاردار جنگل میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ حضور پاکؐ ایک سمت کے درخت کے سائے میں آرام فرما ہوئے اور ہم لوگ بھی دوسری جانب حسب الحکم حضورؐ

پاک سو گئے تھے کہ حضورؐ نے یہیں بلا کر دکھایا کہ ایک اعرابی حضورؐ میں بیٹھا ہو۔ فرمایا کہ میں آرام کر رہا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار و زخمت سے لٹکی ہوئی اتاری۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میان سے تلوار نکال کر مجھ سے بولا اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ۔ روایت کی گئی ہو کہ اللہ اس کچھ اس انداز سے فرمایا کہ حرلیت کے ہاتھ سے برہنہ تلوار گر پڑی۔ میں بھی تلوار ہاتھ میں لے کر اٹھا اور اس سے کہا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا آپ میری جاں بخشی کیجے اور یہ مسلمان ہو گیا اور مجھ سے رخصت لے کر اپنی قوم کے پاس گیا ان لوگوں سے کہا کہ میں ایسی ذات ستودہ صفات کے پاس سے آ رہا ہوں کہ سارے جہان میں اس سے بہتر نہیں۔ ظاہر ہو کہ بموجب وعدہ اللہ لا یخلف الیعدا نے اپنے حبیب پاکؐ کو معصوم رکھا۔

۱۳۔ قرآنی بیچتن۔ آیہ وانی ہادیہ محمدؐ سے رسول اللہؐ قالین معہ انتداب علی الکفار وحماعہ بینہم ترلہم رکعاً سجداً میں عبارتہ توحید اصحابہ کی حالت کا بیان ہو اور اشارۃً پانچوں خصائص سے بیچتن پاک پائے جاتے ہیں۔ اس کی تصدیق وحی غیر متلو میں یوں ملتی ہو سنتی و سنتی الخلفاء الراشدین المہدی ہیں تمسکوا بہا وعضو علیہا بالنواجد، سنی سالہ خلافت راشدہ کو بھی اپنی سنت میں شامل فرمایا۔

جو خبریں قبل الوقوع محرم اسرار الہی نے بیان فرمائیں

صحیحین میں حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہو کہ ایک وعظ میں آنحضرتؐ نے جتنے امور قیام قیامت تک ہونے والے ہیں سب بیان فرمادیے جس نے یاد رکھا یاد رکھا اور جو بھول گیا، بھول گیا۔ لیکن جب کوئی واقعہ رونما ہوتا ہو تو اصحابؓ کو معاذ

آجاتا ہو کہ یہ بھی اُس وعظ میں نبی کریمؐ علیہ التیمۃ والتسلیم نے فرمایا تھا۔ حدیث خوانوں پر یہ بات بخوبی واضح ہو کہ آنحضرتؐ نے جملہ وقائع آئندہ کی خبر دی اکثر کی تطبیق بعد وقوع کے منکشف ہوئی۔ شمار ایسی پیشگوئیوں کا دشوار ہونے الجملہ ۱۱ پیشین گوئیاں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۱۴۔ ابن حبان نے، سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہو کہ تعمیر مسجد نبویؐ کے وقت سنگ بنیاد آنحضرتؐ نے رکھ کر حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ سے کہا تم اپنا پتھر ابو بکرؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر حضرت عثمانؓ سے فرمایا تم عمرؓ کے پتھر کے پاس اپنا پتھر رکھو۔ یہ پتھر رکھے جا چکے تو جناب مجتہد صادق علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد یہ خلیفہ ہوں گے۔ حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث روایت کر کے کہا ہو کہ صحیح ہو۔ اور بیہقی نے دلائل النبوة میں اس حدیث کو روایت کیا۔ اور اسی طرح واقع ہوا۔ (خلفائے ثلاثہ یہ ہیں اور علیؓ شیعوں کے یقین میں تو مثل نبی ہیں اور عرفانے عین کے درجے میں شمار کیا ہو۔ مولا علیؓ سے اُمتیوں نے جب عرض کی کہ اب کوئی نہیں تو آپؐ نے کار خلافت بھی سنبھال لیا۔ اب عدلیہ اور اشتطامیہ دونوں کی ذمہ داری آپ ہی پر آگئی تھی۔)

۱۵۔ بخاری نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہو کہ حضورؐ پر نور کسی ضرورت سے ایک دفعہ جبل احد پر تشریف لے گئے ساتھ میں خلفائے ثلاثہ تھے۔ پہاڑ پتھر ٹھٹھایا۔ آنحضرتؐ نے قدم جماتے ہوئے فرمایا (مفہوم) اسے احد ٹھٹھارہ کہ تجھ پر ایک نبیؐ ایک صلیق اور دو شہید ہیں۔ چنانچہ حضرات عمرؓ و عثمانؓ شہید ہوئے۔

۱۶۔ صحیحین میں حضرت موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہو کہ میں حضورؐ پر انور کے ساتھ مدینہ کے باغ میں تھا۔ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضورؐ پر نورؐ نے فرمایا

دروازہ کھول دو اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دے دو۔ دروازہ کھولا تو حضرت ابو بکرؓ تھے۔ میں نے انھیں بشارت سنائی تو وہ حمد الہی بجالائے۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوا فرمایا کھولا اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دے دو۔ اب عمرؓ آئے تھے اور بشارت سن کر یہ بھی حمد الہی بجالائے پھر تیسرے شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ارشاد ہوا کھول دو۔ اور آنے والے کو بہشت کی بشارت دے دو جو ایک بلوے کے ذریعے انھیں ملے گی۔ یہ عثمانؓ تھے۔ بشارت سن کر یہ بھی حمد الہی بجالائے۔ اس حدیث مبارکہ میں حضور پاکؐ نے حضرت عثمانؓ پر بلوہ ہونے کی خبر دی اسی کے مطابق واقع ہوا۔

۱۷۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ عبد الرحمنؓ سے روایت ہے کہ حضور ایک دن کسی ضرورت سے جبل عرا پر تشریف لے گئے تھے اور پھر انہوں میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ مرتضیٰ اور طلحہؓ و زبیرؓ تھے۔ تو پہاڑ ہلا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اٹھ جا کہ تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید ہیں بعد نبی و صدیق کے جن کو شہید فرمایا اسی طرح واقع ہوا۔

۱۸۔ صحیحین میں شفیق نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں حدیث مبارکہ میں اُس فتنے کا حال معلوم ہو جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا۔ تو بیان کر دیں۔ میں نے (حذیفہؓ) کہا آپ کو اُس فتنے سے کیا سروکار کہ آپ کے اور اُس فتنے کے درمیان ایک دروازہ ہے اس پر حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ دروازہ کھلے گا یا ٹوٹے گا؟ میں نے کہا ٹوٹے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ شفیق کہتے ہیں ہم نے بذریعہ مسروق تابعی حضرت حذیفہؓ سے دریافت کر لیا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ حذیفہؓ نے کہا۔ حضرت عمرؓ۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ کے جتنے ہی کوئی فتنہ واقع نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابو ذرؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا۔ جب تک یہ شخص تم میں رہے گا یاد رکھو

کہ (اے اصحابؓ) تم کو کوئی فتنہ نہ پہنچے گا۔

۱۹۔ امام فقہ حضرت احمد حنبلؓ ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے اُم المؤمنین حضرت سائیدہؓ سے روایت کی ہے کہ اے عثمانؓ؟ تمہیں ایک قبیص پہنایا جائے گا پھر اگر منافقین اُسے اُتروانا چاہیں تو تم نہ اُتارنا۔ اس کتاب کے علاوہ خلافت اور خلع خلافت کے لفظ بھی آئے ہیں۔ ترمذی نے ابوسہلؓ سے بسند صحیح ہو حضرت عثمانؓ ذی النورینؓ کا یہ مقولہ درج کیا ہے کہ مجھ سے آنحضرتؐ نے جو عہد لیا ہو میں اُس عہد پر قائم اور صابر ہوں۔

۲۰۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ ذی النورینؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اُس بلوے میں بے گناہ مارے جائیں گے۔ ایسا ہی واقع ہوا۔

۲۱۔ صحیحین میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے خنجر کے دن فرمایا میں کل علم شکر ایسے شخص کو دوں گا۔ جس کے ہاتھ سے خدا فتح دے گا وہ شخص اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں صبح ہوئی تو علیؓ ابن ابی طالبؓ کو یاد فرمایا وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے اپنا لعاب دہن لگا دیا آنکھیں اسی وقت ابھی ہو گئیں اور علیؓ ولی کرم اللہ وجہہ کی صفدری سے فتح نصیب ہوئی جو فرمایا تھا وہ لفظ بہ لفظ پورا ہوا۔

۲۲۔ یہ بھی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضور پاکؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ مرتضیٰؓ و زبیرؓ کو باہم ہتستہ دیکھا۔ جناب علیؓ مرتضیٰؓ سے پوچھا تم زبیرؓ کو دوست رکھتے ہو؟ انھوں نے عرض کی زبیرؓ میری چھوٹی (صفیہ بنت عبدالمطلبؓ) کے بیٹے بھی ہیں اور میرے دین پر بھی ہیں انھیں کیوں دوست نہ رکھوں پھر حضرت زبیرؓ سے پوچھا۔ تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو؟ انھوں نے بھی کہا کیوں نہیں وہ میرے

ماموں کے بیٹے اور ہم مذہب ہیں! فرمایا ایسا اتفاق ہو گا کہ زیرِ تم علی سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ چنانچہ جنگِ جمل میں ایسا ہی ہوا کہ پیرِ بگداد گیا وہ پھر گئے۔
۲۲۔ امام احمد نے جناب مولیٰ المؤمنین سے روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ نے ایک دن فرمایا علیؑ؟ تمھاری مثال حضرت عیسیٰؑ کی سی ہو کہ یہود نے انھیں گھٹایا اور تہمت لگائی اور نصاریٰ نے انھیں حد سے بڑھا کر خدا کا بیٹا بنا لیا۔ خوارج تمھیں گھٹائیں گے اور روافض تمھیں خدا بنائیں گے۔

۲۳۔ انھیں امام احمد سے یہ بھی روایت ہو کہ آنحضرتؐ نے ایک دن فرمایا علیؑ؟ اگلی امتوں میں مردِ سرخ رنگ قومِ ثمود میں سے قرار بن سالف شقی تھا اور اس امت میں عبدالرحمن ابن بلعم ہو گا جو تمھارے سر پر تلوار لگائے گا جس سے ڈاڑھی رنگین ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲۴۔ امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے سفینہ سے روایت کی ہو کہ اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خلافت راشدہ تیس سال رہے گی پھر جابرانہ بادشاہ ایسا ہی وقوع میں آئے گا حضرت ابوبکرؓ نے دو برس تیار رہیں، حضرت عمرؓ نے دس برس، حضرت عثمانؓ فی النورین نے بارہ برس کام کیا۔ بعد ازاں صدر اسلام علی مرتضیٰؓ نے امتیوں کے اصرار پر ۶ برس خلافت کا کام بھی کیا آخر میں یہ تین سال برس جناب امام حسن علیہ السلام نے پورے کیے۔ پھر امارت اس کے بعد حکومت منتقل ہو گئی۔

۲۵۔ امام احمد اور بیہقی نے دلائل التبوت میں حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہو کہ منجر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تک خدا چاہے گا تم میں نبوت رہے گی پھر اٹھائے گا اللہ تعالیٰ۔ پھر خلافت، طریقہ نبوت پر ہوگی۔ پھر جابرانہ بادشاہ ہوگی۔ اس کے اٹھ جانے کے بعد خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی۔ حبیب راوی

نے یہ بات حضرت عمرؓ کے نواسے حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ کو لکھ بھیجی اور حبیب راوی ارشاد ہوا ویسا ہی وقوع ہوا۔

۲۶۔ صحیح مسلم میں ثوبان سے روایت ہو کہ رسول خداؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کے مجھے اُس کے مشارق و مغارب دکھا دیے تو جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک عنقریب میری امت کی بادشاہی پہنچے گی۔ جیسی خبر دی تھی ویسا ہی اثر ہوا۔

۲۸۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ فتح کر کے لے لے گی ایک جماعت مسلمانوں کی خزانہ کسرے بادشاہ فارس کا جو سفید کوشک میں ہو، یہ خبر جیسی دی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے وقت میں ویسی کی ویسی ظہور میں آئی۔

۲۹۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہو کہ تم فتح کر لو گے زمینِ مصر کو جہاں قیراط کا نام لیا جاتا ہو پس وہاں کے لوگوں سے نیکی کیجو اس واسطے کہ انھیں امان ہو اور ان سے قربت ہو۔ اور جب دو آدمیوں کو ایک اینٹ پر جھکوتے دیکھو تو وہاں سے چلے جانا۔ ہو بہو ایسا ہی ہوا۔

۳۰۔ صحیح بخاری میں ہو کہ عدی بن حاتم سے مخاطب ہو کر حضور پاکؐ نے فرمایا تیری عمر اگر بڑی ہوگی تو تو دیکھے گا کہ اکیلی شتر سوار عورت، حیرہ سے چلے گی اور طوافِ کعبہ اللہ زاد اکرامہا کرے گی اس حال میں کہ وہ عورت کسی سے نہ ڈرے گی۔ اور اگر اور زندگی پائے گا تو تو دیکھے گا کہ کسرے کے خزانے تمھیں ملیں گے اور اگر اس سے بھی زیادہ عمر پائے گا کہ آدمی تمھیں بھر سونا، چاندی خیرات کو نکالے گا مگر باوجود تلاش کسی لینے والے کو نہ پائے گا۔ عدی کہتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دونوں باتیں تو دیکھ لیں۔ اب جو حیرہ گا وہ تیسری بات بھی دیکھ لے گا۔ تیسری بات امام مہدی

علیہ السلام کے وقت میں دیکھی جائے گی۔

۳۱۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ حضور مہاجر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سراقہ ابن مالک؟ کیا حال ہوگا جب تمہارے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اس خبر کا وقوع حضرت عمرؓ کی خلافت میں ہوا کہ کسرے کے کنگن غنیمت میں آئے اور صحیح جانشین نے فرمان رسول اللہؐ کی تعمیل کر دکھائی۔

۳۲۔ صحیحین میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہو کہ حجتہ الوداع کے دنوں میں ایسا بیمار ہوا کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیادت کی نیت سے قدم پر رخ فرمایا وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے لب غیرت عیسیٰ سے مژدہ سنا کہ توفیق ہو کہ تم جیتے رہو گے۔ یہ واقعہ ہو کہ اس کے بعد پچاس برس کے قریب زندہ رہے۔ اور فارس فتح کیا۔

۳۳۔ بخاری میں عوف ابن مالک سے روایت ہو کہ غزوہ تبوک میں چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے جو فرمایا حضور پاکؐ نے کہ ان ۶ چیزوں کو قیامت سے پہلے شمار کر لو۔ میرا اس دنیا سے آخرت کی طرف جانا۔ بیت المقدس کا فتح ہونا۔ ایک شہر کا بھٹ پڑنا۔ اموال کی اتنی زیادتی ہونا کہ ایک آدمی کو ستوا دینا دیں گے اس پر بھی وہ ناخوش رہے گا۔ ایک ایسا فتنہ کہ اُس سے کوئی گھر نہ بچے گا۔ پھر تم میں اور نصاریٰ میں ایک صلح کا ہونا پھر نصاریٰ کا بد عہدی کر کے ۸۰ نشان فوج کے ایسے چمڑھا لانا کہ ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔ یہ سب باتیں اپنے اپنے وقت پر اسی ترتیب سے وقوع میں آئیں۔

۳۴۔ صحیح بخاری میں امم حرام سے روایت ہو کہ ایک دن خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غریب خانے میں آرام فرمایا۔ (امم سلیم کی روایت میں ہو کہ آنحضرتؐ کی آنکھیں نوم الانسبیا کے منظر میں ہوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہو) تھوڑی

دیر بعد مسکراتے ہوئے اٹھے میں نے مسکراتے کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار دریا میں جہاد کر رہے ہیں۔ ایسے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں۔ توجو لشکر اقل دریا میں جہاد کرے گا اُن پر بہشت واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ دعا کیجئے کہ میں بھی اُن غازیوں میں شریک ہوں۔ فرمایا تو اُن میں داخل ہو یہ بشارت سنا کر آنحضرتؐ نے پھر آرام فرمایا اور پھر مسکراتے ہوئے جاگے۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا جو لشکر پہلے پہل شاہ قسطنطنیہ سے جہاد کرے گا اُس کے گناہ معاف ہوئے۔ میں نے ان میں شامل ہونے کی دعا کے لیے عرض کیا۔ فرمایا تو پہلے غازیوں میں ہو دوسرے میں نہیں۔ یہ جہاد امیر معاویہؓ کے زمانے میں ہوا۔ امم حرام، اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت کے شریک ہوئیں۔ اور اسی سفر میں جہاز سے گھوڑے پیسے گر کے شہید ہوئیں صَدَقَ اللہُ وَرَسُولُهُ۔

۳۵۔

صحیحین میں امم المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ حضورؐ میں ایک دن جناب سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا آئیں آنحضرتؐ نے مرحبا کہہ کر پاس بٹھایا اور اُن کے کان میں کچھ جھجک کر فرمایا وہ ناز و قطار رونے لگیں دوبارہ سرگوشی کی جسے سن کر وہ بے ساختہ ہنس پڑیں۔ اور بعد وفات سرور کائنات امم المؤمنین کے اصرار پر یہ راز بتایا کہ پہلی بار تو یہ فرمایا کہ بہ سال جبریلؑ مجھ سے قرآن شریف کا ذکر ایک بار کیا کرتے تھے اس سال دوبارہ ذکر کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہو کہ وفات قریب ہو۔ اس پر مجھے گریہ بے اختیار ہوا۔ دوبارہ بشارت سنائی تھی کہ اہل بیت میں سے تو میرے پاس پہنچے گی تو میری حالت بدل گئی۔ واقعہ بھی یونہی پیش آیا۔

۳۶۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ نے امام حسن علی جدہ و

علیہ السلام کی جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے اُمّید ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔ بالکل یہ خبر سچ نکلی۔ امام عالی مقام نے ۴۰ ہزار کا لشکر گراں ہوتے ہوئے امیر معاویہ سے صلح کر لی۔

۳۷۔ بیہقی نے اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حاضر خدمت عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے رات یہ خواب دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا حضور پر نور کے جسد مطہر کا کٹ کر میری گود میں رکھا گیا۔ فرمایا اچھا خواب دیکھا ہو فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہے گا۔ واقعی امام حسین علیہ السلام ششماہ پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے۔ میں نے ایک دن بچے کو آنحضرت کی گود میں دیا۔ پھر اُردو طرف دیکھنے لگی۔ رخ اُدھر کیا تو کیا دیکھتی ہوں کہ چشم مبارک سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے گزارش کی کہ میرے ماں باپ قربان۔ سبب گریہ کیا ہوا۔ فرمایا جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میری اُمت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی اور ایک مٹھی سرخ مٹی محبت فرمائی۔ اہل بیت اطہار کو یہ خبر معلوم تھی۔ چنانچہ ابو نعیم نے سید بنی حضرت سے روایت کی ہے کہ سفر صقیل میں جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ساتھ میں تھا جب وہ جناب قصبہ نینوا کے مقابل پہنچے تو جناب حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے تاکید کی کہ اسے اباجد اللہ صبر کرنا کنارہ فرات پر۔ میرے مؤد باندا استفسار پر فرمایا کہ حضور پاکؐ نے خبر دی ہے کہ جبریلؑ نے مجھ سے کہا حسینؑ کنارہ فرات پر قتل ہوں گے۔ اور مجھے وہاں کی مٹی لا کر دکھائی۔ نیز ابو نعیم نے اصبح بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع قبر امام حسین علیہ السلام پر پہنچے تو فرمایا یہاں اُن کے اُونٹ بیٹھیں گے یہ اُن کے اسباب اور نعیموں کی جگہ ہو اور یہاں اُن کا خون بہایا جائے گا ایک ایسی جماعت اُل محمدؐ کی یہاں شہید کی جائے گی جس پر آسمان وزمین روئیں گے۔

۳۸۔ ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسنؑ سے روایت کی کہ ہم کربلا میں جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ امام عالی مقام نے شمر کو دیکھا تو فرمایا صدق اللہ ورسولہ۔ فرمایا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک کبر اکتا میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہو۔ اور شمر کے بدن پر سفید داغ برص کے تھے۔ خبر کے مطابق واقع ہوا۔

۳۹۔ ہزار اور نعیم نے ابن عباسؑ سے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے ازواج مطہرات کو خطاب فرمایا۔ کوئی تم میں سے سرخ اُونٹ والی نکلے گی یہاں تک کہ حوآب کے کتے اُس پر بھونکیں گے۔ مارے جائیں گے اُس اُونٹ کے ارد گرد بہت لوگ۔ اور قریب قتل ہوں گے تو نجات پائیں گے۔ واقعہ جہل اس کی پوری تصدیق کرتا ہے۔

۴۰۔ اُمّ المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیحین میں روایت ہے کہ حضور پاکؐ نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا تم میں سے سب سے پہلے مجھ سے وہ آئے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ یہ بات باعتبار صدقے خیرات کے فرمائی حضرت زینبؑ میں یہ وصف تھا اُنھیں کی وفات سب ازواج سے پہلے ہوئی۔

۴۱۔ ابو نعیم نے ابن عباسؑ سے روایت کی ہے کہ میری والدہ اُمّ الفضلؑ حضور پر نورؐ کے سامنے سے گزریں تو فرمایا جی؟ تمہارے اس حمل میں بیٹا پیدا ہوگا جب وہ پیدا ہوا تو اُس کو میرے پاس لے آنا۔ اُمّ الفضل کہتی ہیں میں نے تعمیل حکم کی۔ آنحضرتؐ نے لڑکے کے سیدھے کان میں اذال اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ لعاب دہن مبارک اُس کو چکھا دیا اور عبد اللہ نام تجویز فرمایا لے جاؤ خلیفوں کے باپ کو عبد اللہ ابن عباسؑ کی ذہانت اور اُن کی اولاد میں سلاطین عباسیہ کا ہونا۔ لعاب دہن اقدس اور دعا کی برکت سے واقع ہوا۔

۴۲۔ مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے ایک ایک کافر کی جلتے قتل میں بتا دی دکھا دی تھی۔ فاروق اعظمؓ

کہتے ہیں کہ ٹھیک اسی جگہ وہ کافر قتل ہو کے گرا۔

۳۳۔ بیہقی نے عروہ اور سعید ابن المسیب سے روایت کی ہو کہ ابی بن خلف شیبہ الغناد کافر سے جواب میں حضور پاکؐ نے فرمایا تھا کہ تو مجھے کیا گزند پہنچائے گا میں تجھے قتل کروں گا چنانچہ جنگ اُحد میں اُس کا حلق زرہ سے خالی رہ گیا تھا۔ وہ قتل کرنے کے ارادے سے بڑھا تھا کہ حضور پاکؐ نے حلق پر نیزہ کا حبر بہ کیا اور وہ اُسی زخم سے فی التار ہوا۔

ف۔ بیہقی نے ہی ابن عمر سے یہ روایت بھی کی ہو کہ ابی بن خلف بطن رابع میں مرا تھا۔ ایک دفعہ تھوڑی رات گئے میں بطن رابع میں چلا جاتا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آگ مشتعل ہوئی میں اُس کے مشتعل کیا دیکھا کہ ایک آدمی زنجیروں سے بندھا اُس آگ سے بچنا چاہتا ہوا چیخ رہا ہو کہ پیاسا ہوں۔ آواز آئی کہ مقتول سید المرسلین ہو اس کو پانی مت دیجیو۔

۳۴۔ بخاری میں سلیمان بن عمرو سے روایت ہو کہ جنگ خندق جب ختم ہو چکی اور کفار بھاگ گئے تو مخبر صادقؑ نے فرمایا اب ہم ان پر چڑھ کے جائیں گے انھیں یہ حوصلہ نہ ہوگا۔ ۳۵۔ مسلم نے ابی قتادہؓ سے روایت کی ہو کہ خندق کے دنوں میں عمار بن یاسر کے سر پر آنحضرتؐ نے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا افسوس اے ابن سمیہؓ تجھے باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ چنانچہ عمار جنگ صفین میں جناب مولیٰ المؤمنین کی طرف تھے۔ انھیں امیر معاویہؓ کے لشکر نے شہید کیا۔

۳۶۔ ابن سعدؒ نے طبقات عثمان بن طلحہ کلید بردار سے روایت ہو کہ ہم آیام جاہلیت میں دو شبنہ اور پچھنہ کے دن کعبہ کھولا کرتے تھے ایک دن آنحضرتؐ چند آدمیوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے آئے میں نے درشت کلامی کی حضور پاکؐ نے تحمل کرتے ہوئے فرمایا اے عثمان؟ ایک دن تو اس کُنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا چنانچہ

فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

۳۷۔ بخاری نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہو کہ جنگ حنین کے دن آنحضرتؐ نے ایک شخص کو جو دعوائے اسلام کرتا تھا۔ فرمایا یہ دوزخی ہو حالانکہ وہ فی سبیل اللہ خوب لڑ رہا تھا آخر وہ زخموں کی تاب نہ لاسکا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا۔ معلوم ہوا کہ یہ قرمان منافق ہو اُس کا انجام حضور پر نورؐ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔

۳۸۔ ابو داؤد نے سہل بن حنظلہ سے روایت کی ہو کہ غزوہ حنین میں ایک سوار نے اطلاع کی کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ اپنے اُونٹ، سامان اور مویشی لے کر آ موجود ہوئے ہیں آنحضرتؐ نے مسکرا کے فرمایا کل انشاء اللہ تعالیٰ وہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہوگی۔ دوسرے دن دیکھنے والوں نے فتح اور غنیمت کی سب آگاہی پوری کی پائی۔

۳۹۔ بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ نے خالد بن ولید کو اُلکیر حاکم دومتہ الجندل پر روانہ کرتے وقت ارشاد فرمایا کہ وہ نیل گائے کے شکار کو نکلے گا اُس وقت اُسے پکڑ لینا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۵۰۔ صحیحین میں ابو حمید ساعدی سے روایت ہو کہ غزوہ تبوک میں ایک دن آنحضرتؐ نے لشکریوں کو خبردار کیا کہ آج رات ہوا بہت زور کی چلے گی کوئی باہر نہ نکلے اور اپنے اُونٹ کو مضبوط باندھے۔ ایسا ہی پیش آیا ایک شخص اٹھا تھا اُس کو آندھی اٹھالے گئی۔

۵۱۔ صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہو کہ جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ اگر دین شریا پر (معلق) ہوگا تو کچھ لوگ فارس کے اُسے پالیں گے۔ اس کے مطابق حضرت ابوالمختار الحنفیہ سرراج اُمت، نعمان ابن ثابت نو شیرازی

رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی خوب خوب خدمتیں کیں۔

۵۲۔ حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عنقریب ایسا ہوگا کہ لوگ سفر و دراز کا کریں گے اور نہ پائیں گے کوئی عالم مدینے کے عالم سے اچھا اسکے مصداق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

۵۳۔ ابو داؤد نے ابن مسعودؓ سے اور بیہقی نے جناب مولیٰ المؤمنین علیہ السلام سے نیز حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ قریش میں ایک ایسا بڑا عالم ہوگا کہ زمین کو علم سے مالا مال کر دے گا۔ اس کے مصداق امام فقہ شافعیؒ ہوئے کہ آپ اولاد مطلب بن عبد مناف سے ہیں۔

ف۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کے ساتھ شافعیؒ کو اپنا استاد تسلیم کرنا۔ کامل ثبوت ہو مزید برآں حافظ ابن حجر نے اس حدیث شریف کے طرق کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہو۔ (طرق حدیث الائمة من القریش)

۵۴۔ صحیحین میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ غنائم جنین تقسیم فرماتے تھے کہ ذوالخویصرہ میمی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل کیجے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تجھے خرابی ہو اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرنے والا ہو حضرت عمرؓ نے عرض کی یہ منافق گردن زدنی ہو۔ فرمایا پھوڑو اس کے کچھ ساتھی ہوں گے جو اس طرح نماز پڑھیں گے روزہ رکھیں گے کہ ان کے نماز روزے کے سامنے تم اپنے اعمال صالحہ کو حقیر سمجھو گے۔ اور کلام اللہ شریف ان کے حلق ہی میں رہ جائے گا۔ دل میں نہ اترے گا اور دین سے یہ لوگ ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے خشک و صاف نکل جاتا ہو۔ نشانی ان کی ایک کالا آدمی ہوگا اس کا ایک بازو مثل پستان عورت کے ہوگا۔ اور خروج کریں گے وہ لوگ بہترین فرقے آدمیوں کے۔ راوی قسم کھا کے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے جناب علیؓ مرتضیٰ سے قتال کیا اور

میں علیؓ کی طرف تھا جناب امیر علیہ السلام نے اُس آدمی کو ڈھونڈ ڈھونڈ لیا۔ اس حدیث شریف میں منبر صادقؐ نے خبر دی ہو کہ خوارج کا فرقہ ذوالخویصرہ کی قوم سے ہوگا۔ اور اس کی لفظ بلفظ تصدیق چشم دید حضرت ابو سعید خدریؓ نے کی۔

۵۵۔ دارقطنی نے جناب مولیٰ المؤمنین علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی اُس کا لقب رافضی ہوگا۔ وہ تجھے بڑھائیں گے تم اُسے پاؤ تو قتل کیجیو۔ دارقطنی نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے یہ روایت کئی طریقے سے بیان کر کے لکھا ہو کہ رافضی، اہل بیت پاک کی محبت کا دعوے کریں گے اور شیخین کو برا کہیں گے۔

۵۶۔ امام احمد اور ابو داؤد نے ابن حضرت عمرؓ سے اور طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اس اُمت کے مجوس، قدریہ ہیں۔ قدریہ، بندے کو قادر مطلق اور اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں چنانچہ معتزلہ اور روافض یہ سب قدریہ، تقدیر الہی کے منکر ہیں۔ میرا اُمت میں مسیح و خشف رب تعالیٰ نے موقوف رکھا ہی۔ لیکن قدریہ، یہ سزا بھی پائیں گے۔

ف۔ مسیح کی اطلاع تو امام مستغفری نے دلائل النبوة میں یوں دی ہو کہ ایک ثقہ نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جا رہے تھے۔ ایک شخص کو فنے کا جوشین مکرہن کو برا کہتا تھا ہمارے ساتھ تھا ہم نے ہر چند اُس کو منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ آخر ہم یمن کے قریب پہنچ کر سستانے کے لیے کچھ دیر سو رہے۔ اُسٹھ وضو کیا اُس کوئی کو بھی جگایا اُس نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابھی ابھی خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے فاسق، تو اسی منزل میں مسیح ہو جائے گا وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ پاؤں سمیٹے ہم نے دیکھا کہ پاؤں سے مسیح شروع ہو گیا اور وہ بالکل بند ہو گیا ہم نے اُسے اونٹ پر باندھ لیا۔ غروب آفتاب کے وقت ایک جنگل میں

بندروں کو دیکھ کر رستی توڑ کر وہ اُن میں جا پڑا۔ دوسری اطلاع امام موصوف نے ایک مرد صالح کی زبانی یہ دی ہو کہ کوئے کا ایک شخص شیخین مکر میں گویا کہتا ہوں سفر ہوا ہم نے ہر چند اُسے باز رکھنا چاہا وہ نہ مانا اور ہمارے کہنے سے علیحدگی اختیار کر گیا۔ سفر سے واپسی میں اُس کے غلام سے کہا کہ گھر چلو تو اُس غلام نے کہا کہ میرا اتفاق عجیب مصیبت میں مبتلا ہوا ہو کہ اُس کے دونوں ہاتھ خوک کے سے ہو گئے ہیں خیر ہم نے جیسے تیسے ساتھ لے لیا۔ راہ میں ایک جگہ بہت سے خوک جمع دیکھ کر وہ بھی اُن میں جا پڑا۔

اور خسف کی روایت محب طبری نے ریاض النضرہ میں یوں لکھی ہے کہ ایک قوم نے امیر مدینہ کو لکھا کہ یہ طوکر آیا کہ ایک دروازہ حجرہ شریف کا شب کو کھلوادے۔ جب رات کو وہ قوم پھاڑے اور کڑا لیں لیے آئی تو دربان صرم شریف نے امیر کے حکم کے موافق ایک دروازہ تو کھول دیا لیکن گوشہ مسی میں بیٹھ کر رونا شروع کیا۔ وہ قوم ابھی منبر شریف ہی کے قریب پہنچی تھی کہ اُس سٹون کے پاس جو محراب عثمانی کے ہو اُن سب کو اسباب و آلات سمیت زمین نکل گئی۔

۵۷۔ امام فقہ احمد، ابو داؤد، ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا عنقریب میری امت میں تین ہتر فرقے ہو جائیں گے وہ سب ناری ہوں گے ایک فرقہ اصحاب نے عرض کی ناجی کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا جو لوگ میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر قائم رہیں گے۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔

۵۸۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ قبل قیامت ملک حجاز میں ایک ایسی آگ نمودار ہوگی کہ شہر بصرہ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی چنانچہ حجازی اثنی ۱۵۳ھ بروز جمعہ عشاء کے بعد متصل مدینہ منورہ کے وہ آگ نکلی کہ خلافت عباسیہ کا آخری عہد تھا۔

۵۹۔ ابو داؤد نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے خبر دی کہ نہر وجہہ کے قریب مسلمانوں کا ایک بڑا شہر آباد ہوگا۔ آخر زمانے میں ترک جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی اُس شہر پر چڑھ آئیں گے اُس وقت ساکنین شہر تین خیالوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک وہ کہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے۔ وہ ہلاک ہوں گے۔ دوسرے وہ جو ترکوں کی پناہ میں چلے جائیں گے یہ بھی ہلاک ہوں گے تیسرے وہ مردان مجاہد جو ترکوں سے مقابلہ کر کے شہید ہوں گے۔ چنانچہ مستضعف بالذی خلیفہ عباسی کے عہد میں بغداد شہر پر ترکوں نے حملہ کیا۔

اور سب کچھ حرف بحرف پورا ہوا۔ ابو داؤد وقوع سے ۴۰۰ برس پہلے کی تصنیف ہو۔ یہی قی نے دلائل النبوة میں حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ میری عیادت کو تشریف لائے اور فرمایا تم اس بیماری سے تو اچھے ہو جاؤ گے لیکن میرے بعد آگھو کا نور کھو بیٹھو گے جب کیا حال ہوگا حضرت زیدؓ نے عرض کی کہ میں منجانب حق ثواب سمجھ کر خیر کروں گا۔ فرمایا تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ انیسہ ابن زیدؓ کہتے ہیں کہ اُس بیماری سے زیدؓ نے صحت پائی۔ وفات شریف کے بعد نابینا ہو گئے۔ پھر بینا ہو کے انتقال کیا۔

۶۱۔ صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ حضور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا۔ اور ایک بڑا جھوٹا۔ اس خبر کے موافق پہلا شخص تو حجاج ثقفی البیضا ظالم ہوا جس نے بقول ترمذی (جامع صحیح) ایک لاکھ بیس ہزار نفوس ناحق قتل کیے۔ اور دوسرا مختار ثقفی ہوا۔

۶۲۔ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت کی ہے کہ امیر میری امت کا منظم رہے گا۔ اس میں رخنہ بنی اُمیہ کا ایک شخص ڈالے گا جس کا نام زید ہوگا۔ روم نے اپنی مسند میں ابو داؤدؓ سے روایت کی ہے اور بہت احادیث

سے اس مضمون کو تقویت پہنچتی ہو مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ دعا مانگا کرتے تھے کہ
اَللّٰہی تیری پناہ ستمہری اور کم عمروں کی حکومت سے۔ (یزید کی حکومت متغلبہ
ستمہ میں ہوئی اور حضرت ابو ہریرہؓ کا ستمہ ہی میں انتقال ہو چکا تھا۔ یزید کی
حکومت میں خانہ خرد کو صدر مہینچا۔ مسجد رسولؐ کی بے حرمتی ہوئی۔ امام حسین
علیہ السلام کی مع رفقا شہادت اور اولاد صحابہؓ کا مدینہ منورہ میں بے دریغ قتل)
۶۳۔ حاکم بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہما کو بشارت دی "تَعِيشُ حَمِيْدًا وَتَقْتُلُ شَهِيدًا زَنْدًا"
گزارو گے بحالت محمود اور مارے جاؤ گے شہید ہو کر (چنانچہ بعد خلافت
حضرت ابو بکرؓ جنگ یمامہ میں ثابتؓ شہید ہوئے۔

۶۴۔ ابو داؤد نے حضرت ابو ذرؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے مجھ کو مخاطب کرتے
ہوئے فرمایا۔ مدینے میں یکبارگی ایسی خونریزی ہوگی کہ احجاز النزیت کے اوپر خون
پہے گا۔ اور اُن (بچکد اور پتھروں) کو ڈھک لے گا۔ یہ واقعہ حجرہ کہلاتا ہو جو بعد شہادت
مظلوم کربلا، مدینہ منورہ میں یزید پلیدی نے مسرف بن عقبہ کے ذریعے قتل عام کر لیا۔

۶۵۔ ابو داؤد نے حضرت انسؓ ابن مالک سے روایت ہو کہ حضور پاکؐ نے فرمایا اے انس؟
لوگ ایک شہر آباد کریں گے اُسے بصرہ کہیں گے اگر تم اُس شہر میں جاؤ تو اُس کے
سباح (زمین شعور باغات، بازار اور امیروں کے دروازوں) سے بچنا۔ کناروں
پر رہنا اس واسطے کہ اُس شہر میں خسف (زمین کا دھنس جانا) ہوگا اور قذف (پتھروں
کا برسنا) اور جف (زلزلہ) اور مسخ (صورتوں کا بدل جانا) بعد حضرت فاروق
اعظمؓ کے میں عقبہ بن غزو ان نے یہ شہر بسایا۔ اس اندیشہ کے پیش نظر کہ فارس، ہند سے
اس راہ مدد طلب کر سکتا ہو۔

۶۶۔ طبرانی نے رافع بن خدیجؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے حاضرین مجلس کو خطاب

کیا کہ تم میں سے ایک شخص پہنچی ہو۔ تو ایک شخص جو مرنے سے بچ رہا تھا وہ جنگ یمامہ
میں مرتد ہو کر مارا گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بھی اُس مجلس میں تھے وہ گواہی دیتے ہیں۔
اور نسیم التریاض میں اُس کا نام رجال بن عنفوة لکھا ہو۔ یہ شخص اہل یمامہ میں سے تھا
و فدہ بنی حنیفہ کے ساتھ آکر مسلمان ہوا تھا۔

۶۷۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ جب ابو ذرؓ کی وفات کا وقت آیا تو اُن کی زوجہ اُم ذرؓ رونے
لگیں ابو ذرؓ نے اُن کی تسلی کی کہ تم رونا نہ کرو آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ غیر آباد جگہ میرا انتقال
ہوگا۔ اور ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہو کر تکفین و تدفین کرے گی۔ تم ذرا راستے پر
جا کر دیکھو۔ وہ معظّمہ کہتی ہیں کہ میں نے کچھ سوار آتے دیکھے اُن سے حضرت ابو ذرؓ کا
حال کہا وہ سب آگئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا مجھے کفن وہ دے جو نہ امیر ہو نہ نقیب۔
ایک نوجوان نے اپنی ماں کے کاتے ہوئے سوت سے بتے ہوئے تین کپڑے کالے
اور انتقال کر جانے کے بعد تکفین و نماز و تدفین کر کے وہ سوار چلے گئے اور یوں یہ
پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

۶۸۔ طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضبی سے روایت کی ہو کہ حضرت ابو ذرؓ نے خبر دی ہم ذل
آدمی حاضر خدمت تھے جو آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں جو پیچھے مرے گا وہ آگ میں
ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور سمرہ باقی رہ گئے۔ آٹھ آدمی مر چکے تھے انہیں ابو ہریرہؓ نے
بھی انتقال کیا۔ ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہو کہ سمرہ کو مرض کزاز لاحق
تھا وہ بڑی دیگ میں خوب کھولتا ہوا پانی بھر دینے اور اُس سے گرمی حاصل کیا کرتے
تھے۔ ایک دن دیگ میں گر کر جل مرے۔ یوں یہ خبر صحیح ہوئی۔

۶۹۔ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہو کہ حضور پاکؐ نے فرمایا تم لوگ
پیروی کرو گے اُن کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں بالشت ببالشت اور
دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ سو سوار کے سوار خان میں گھسے ہوں گے تو تم اس

بات میں بھی اُن کی پیروی کر و گے۔ حاضرین نے عرض کی پہلوں سے مُراد یہود و

نصارے ہیں؟ فرمایا اور کون!

اسی معنی میں فرمایا ہو "مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" (دل سے مشابہت کرنا کسی قوم کی، ایسی بلا ہو کہ اسی قوم میں شمار کر ایتی ہو اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔)

۷۰۔ طبرانی، بیہقی، دارقطنی، حاکم، بغوی اور بزار نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے فرمایا مصیبت تھیں لوگوں سے اور لوگوں کو تم سے۔ اسی کے مطابق ہوا۔

۷۱۔ بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ حضور مغرب صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زید بن صوحان سے فرمایا کہ ایک عضو اُن کا اُن سے پہلے جنت میں جائے گا چنانچہ جنگ نہاوند میں اُن کا بایاں ہاتھ شہید ہوا۔

۷۲۔ یہ بھی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی کہ سہیل بن عمرہ بجالالت کفر، کافران مکہ کو بذریعہ خطبہ اسلام کے خلاف اکسایا کرتے تھے۔ پھر میں اس پر ہو کر آئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کی اس کے سامنے کے دو دانت توڑ دیے جائیں کہ خطبہ نہ دے سکے اس پر حضور پاکؐ نے فرمایا) توقع ہو کہ یہ ایسا خطبہ پڑھے کہ اسے عمرؓ تم خوش ہو۔ ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات مکہ معظمہ پہنچی تو مدینہ منورہ میں حضرت ابو بکرؓ نے صحابہؓ کی تشفی کی تھی اور مکہ مکرمہ میں سہیل نے۔ اس طرح یہ خبر واقع ہوئی۔

۴۳۔ صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہ قاسم نور معطی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غربت کے زمانے میں یہ خوشخبری سُنائی کہ میری اُمتِ انماط پچائے گی نہط ایک عمدہ فرش ہوتا ہو انماط اُس کی جمع ہو۔ جو غریب اُمت کھانے پینے کو ترستی تھی وہ آنحضرتؐ کے طفیل ایسی غنی ہوئی کہ اُس کو کسی بات کی محتاجی نہ رہی۔

۴۷۔ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ مستجاب الدعوات نے میلہ کتاب

کی نسبت فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا۔ یونہی ہوا۔

واقعات حالی کو بغیر دیکھے بیان فرمایا

۷۵۔ بخاری نے حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت کی ہو کہ رسول خدا علیہ التمجید والثناء نے زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت سے ہمیں خبردار کر دیا تھا اس سے پہلے کہ اطلاع آئے چیشمان مبارک سے اشک رحمت بہہ رہے تھے اخیر میں فرمایا اب علم اسلام سیف اللہ کے سپرد ہوا ہی یقین ہو اب فستح حاصل ہوگی۔

۷۶۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ بادشاہ حبشہ نجاشی کا جس وقت انتقال ہوا آنحضرتؐ ہمیں سب کو ساتھ لے کر عید گاہ تشریف لے گئے۔ نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ (نجاشی ہر شاہ حبشہ کا لقب ہوتا تھا۔ اس نجاشی کا نام اصحٰمہ تھا۔)

حضور پاکؐ کی نیاز مندی اور عقیدت سے خوش تھے اس لیے بطور اخبار یا غیبی اُسی دن یہ خبر بھی آشکارا فرمادی اور نماز جنازہ بھی پڑھی۔

شافعیہ اسی فعل مبارک سے فائز پر نماز درست سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عرفا کہتے ہیں
جنازہ اس عقیدت مند کا آنحضرت پر منکشف تھا۔ اور اس کو اس پر قیاس نہیں
کرنا چاہیے۔ اسی پر خفیہ کا عمل ہو۔

۷۷۔ مسلمان نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ ایک غزوے سے واپس تشریف لارہے تھے۔ قریب مدینہ کے پہنچے تو بہت ہی زور کا جھکڑ چلا۔ رازدان غیب نے فرمایا کہ یہ جھکڑ ایک منافق کی موت کے لیے چلا ہو ایک بڑا منافق مر گیا۔ مطابق اس کے رفاہ منافق مر گیا تھا۔

۷۸۔ امام احمد نے ابن عباس سے اور حاکم بیہقی نے اُمّ المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ حضرت عباس نے بدر کے اسیروں میں اگر عرض کی میرے پاس اتنا مال نہیں ہو۔ رازدان غیب نے فرمایا وہ مال جو تم نے اُمّ الفضل کے پاس رکھوایا ہو کہاں ہو؟ اس پر حضرت عباس نے آنحضرت کو رسول مانا اور جتنا فدیہ واجب ہوتا تھا وہ ملے سے منگو کر پیش کیا۔

۷۹۔ بیہقی و طبرانی نے روایت کی ہو کہ بدر کی جنگ مار جانے کا بڑا رنج صفوان بن امیہ بن خلف اور عثمیہ بن وہب بن خلف کو تھا ایک دن مقام حجر میں بیٹھے افسوس کر رہے تھے عمر نے کہا میں مقروض ہوں اور دین ادا کرنے کو کچھ نہیں ہو میرے بعد عیال کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہو ورنہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرتا۔ صفوان نے اس کا ذمہ لیا۔ عمر نے کہا تو اس کا ذکر کسی سے مت کرنا۔ تلوار کو سان پر رکھا کر زہر میں بچھایا اور مدینہ منورہ پہنچا مسجد نبوی کے سامنے اُونٹ بٹھایا۔ حضرت عمر نے دیکھا تو کہا کہ یہ سب دُنیا کسی ارادہ بدی سے آیا ہو گا جا کر حضور پر نور سے اطلاع کی۔ فرمایا اُسے لے آؤ۔ لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضے میں کر لی۔ آنحضرت نے فرمایا اے عمر قریب آ۔ وہ آگیا تو بوجھایا کیسے آنا ہوا۔ کہا اپنے قیدی کے لیے آیا ہوں۔ دریافت فرمایا تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہو؟ سچ بیان کر جب وہ ٹالنے لگا تو مخبر غیب الہی نے فرمایا تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں بیٹھ کر یہ منصوبہ باندھا ہو؟ سنتے ہی کہ اُٹھا اَشْهَدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس منصوبے کی خبر بیشک آپ کو خدا نے دی ہو۔ اُسی خدا نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی اُس کا ہزار ہزار شکر، اصحاب سے فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ۔ کلام اللہ پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

۸۰۔ بیہقی نے حضرت عمروہ سے روایت کی ہو کہ ایک مرتبہ حضور کی اُونٹنی گم ہو گئی۔ لوگوں

نے بہت تلاش کی نہ ملی۔ ایک منافق نے کہا کہ رسول اللہ تو غیب کی خبریں بتا دیتے ہیں انھیں اپنی اُونٹنی کی خبر نہیں! جو اُن کے پاس وُجی لاتا ہو وہ اُونٹنی کا حال کیوں نہیں بتا دیتا۔ حضرت جبریل نے اگر اس منافق کے مقولے کی بھی خبر دی اور اُونٹنی کا ٹھکانا بھی بتا دیا۔ آنحضرت نے منافق کا مقولہ ظاہر کر کے فرمایا کہ اُونٹنی فلاں گھاٹی میں ہو اُس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہو۔ لوگ جھپٹے تو اُونٹنی کو اُسی طرح پایا۔ جیسی آنحضرت نے خبر دی تھی۔

۸۱۔ صحیحین میں جناب مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ آنحضرت نے مجھے مقدادؓ اور زبیرؓ کو حکم دیا کہ تم روضہ کا رخ تک جاؤ وہاں ایک عورت ملے گی اُس کے پاس خط ہو وہ لے آؤ۔ ہم تینوں سوار ہو کر گھوڑے اڑاتے ہوئے وہاں پہنچے عورت نے استفسار پر کہا میرے پاس کوئی خط و خط نہیں ہو۔ ہم نے کہا بس خیر اسی میں ہو کہ خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کر کے خط لیں گے اُس نے خوف زدہ ہو کر اپنے سر کے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر دیا۔ خط حاطب ابن ملتبعہ کی طرف سے اہل مکہ کے نام تھا کہ آنحضرت کا ارادہ غزوہ مکہ کا ہو۔ حاطب سے دریافت کیا تو انھوں نے بال بچوں کی حفاظت ہونے کی وجہ سے ایسا خط لکھنا بیان کیا۔ حضرت عمر نے اُن کے قتل کی اجازت مانگی فرمایا نہیں بدریوں پر اللہ تعالیٰ نے خاص مہربانی کی ہو حاطب سے کہا میں نے تیری سب خطائیں معاف کیں۔ (فتح مکہ) اس لیے خفیہ طور پر رکھی تھی کہ وہ محترم مقام خونریزی سے محفوظ رہے۔ ایسے راز کا اظہار سخت جرم تھا مگر بدری کی رعایت رکھی گئی۔

۸۲۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں زہری سے روایت کی ہو کہ آنحضرت نے عہد نامہ منقطعہ کا دیکھ خورہ ہونا ظاہر فرمایا۔ ابوطالب نے صدیقانہ وثوق سے کعبہ اللہ میں بیان کیا جیسا فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔

۸۲۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ کسرے جس رات کو مارا گیا اُس کی صبح کو آنحضرتؐ نے خبر دی اور تحقیق سے وہ صحیح ثابت ہوئی۔

۸۳۔ ابو داؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ایک انصاری کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ قاعدہ مبارک تھا کہ نماز پڑھا کر دفن کر دینے کے بعد میت کے گھر تک قدم رنج فرماتے تھے۔ وہاں کھانے کا بھی اہتمام تھا، رشتہ لائے، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر والوں کو کھلانے کی نیت سے شرکت فرمائی۔ لقمہ چایا یہی تھا بنگلانہ تھا کہ فرمایا یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر لگی ہوئی۔ بیوہ نے کہلا بھیجا کہ نفیع میں بکری قیمتانہ ملی تو میں نے ایک ہمسائے کے پاس آدمی بھیجا سو افاق کہ وہ بھی مکان پر نہ ملا۔ اُس کی بیوی نے یہ بکری بھیج دی۔ فرمایا یہ کھانا کا قیدیوں کو کھلا دو۔

۸۵۔ طبرانی نے معجم کبیر میں اور بنار نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مسجی منیٰ میں بیٹھا تھا کہ دو شخص قبیلہ ثقیف سے آئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ میں کچھ پوچھنا ہوں۔ فرمایا کہہ دو یا میں بتا دوں؟ انھوں نے عرض کی بہتر ہے حضورؐ ہی ارشاد فرمادیں۔ فرمایا تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ اپنے گھر سے جو بقصد خانہ کعبہ آئے ہوں، اس کا کیا ثواب ہے؟ بعد طواف کے دو رکعتوں کا کیا ثواب ہے؟ رمتی حمار کا کیا ثواب ہے؟ اور قرآن کا کیا ثواب ہے؟ دونوں نے عرض کی قسم ہر اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو براستی بھیجا ہے۔ ہم یہی باتیں پوچھنے آئے تھے۔

۸۶۔ ابن عساکر نے وائل بن اسحق سے روایت کی ہے کہ میں حضورؐ میں حاضر ہوا آنحضرتؐ اصحاب کو تعلیم و تربیت فرما رہے تھے۔ میں حلقے کے بیچ میں جا بیٹھا۔ اصحاب نے تادیباً وہاں بیٹھنے سے منع کیا آنحضرتؐ نے فرمایا اسے بیٹھا رہنے دو۔ میں جانتا ہوں

جس غرض سے یہ آیا ہے۔ میں نے عرض کی وہ کیا ہے؟ فرمایا تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ بڑا اور شک کیا چیز ہے، تو سمجھ لو کہ جو سینے میں ٹھہر جائے وہ تو بڑا اور جو سینے میں نہ ٹھہرے وہ شک ہے، شبہ والی بات چھوڑ کر غیر شبہ والی بات اختیار کرو اگرچہ مفتی لوگ فتوے دیں۔

عالم ملائکہ کے معجزات

۸۷۔ صحیح بخاری میں حضرت ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے احد کے دن دو سفید پوش آنحضرتؐ کے دائیں بائیں دیکھے کہ وہ خوب قتال کر رہے تھے۔

ف۔ رب العالمین نے جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور مسلمانوں کی امداد کے لیے اکثر غزوات میں فرشتے بھیجے ہیں کلام اللہ شریف میں ان کا ذکر ہے۔ بدر میں پانچ ہزار فرشتے، احد اور حنین میں بھی۔ اُحد میں خاص حضور پاکؐ کی حفاظت کے لیے جو فرشتے آئے تھے اُن میں سے حضرات جبریلؑ و میکائیلؑ کو حضرت سعدؓ نے بھی مشاہدہ کیا۔

۸۸۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک مسلمان، مشرکوں کے پیچھے دوڑتا تھا کہ اُس نے ایک تازیانہ مارنے کی آواز سنی اور ایک سوار کی جس نے کہا بڑھ اسے خیر، وہ مسلمان کیا دیکھتا ہو کہ ایک مشرک اُس کے آگے چت کر پڑا اُس کی ناک ٹوٹ گئی اور منہ پھٹ پڑا۔ اُس انصاری نے یہ واقعہ جب حضورؐ میں عرض کیا تو فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ تدبیر سے آسمان کی مدد میں سے ایک فرشتہ تھا۔ خیر، وہ اُس کے گھوڑے کا نام ہے۔

۸۹۔ ابن اسحاق و بیہقی نے ابو وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ روز بدر میں ایک مشرک کے قتل کو چھپٹا مگر مجھ سے پہلے ہی اُس کا سر دھڑ سے گر پڑا۔ نیز حاکم، بیہقی اور ابوالنعیم نے

سہیل بن حنیف سے روایت کی ہو کہ روزِ بکر ہم کسی کا فر کی طرف تلوار کھینچ کر بڑھتے تھے تو دیکھتے تھے اُس کا سر کٹ کر گر پڑتا تھا۔

۹۰۔ بیہقی نے ابو بردہ بن نیار سے روایت کی ہو کہ میں تین سرِ حضور میں لایا اور عرض کیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو کو تو میں نے قتل کیا ہو اور اس تیسرے سر کا یہ حال ہو کہ ایک مرد سفید پوش درازِ قامت کو دیکھا کہ اُس نے قتل کیا۔ فرمایا وہ فلانا فرشتہ تھا۔ ۹۱۔ بیہقی نے سائب بن جُبَیْن سے روایت کی ہو کہ خدا کی قسم روزِ بکر مجھے کسی آدمی نے اسیر نہیں کیا بلکہ جب قریش شکست کھا کے بھاگے تو میں بھی بھاگا۔ ایک مرد سفید پوش درازِ قامت نے اسیر کیا۔ حضور نے فرمایا تجھے ایک فرشتہ نے اسیر کیا ہو۔ ۹۲۔ امام احمد، ابن سعد اور ابن جریر نے ابن عباسؓ سے اور بیہقی نے جناب مولیٰ المؤمنین کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلبؓ کو بہت ہی دُبلے پتلے آدمی ابولیس نے اسیر کیا تھا۔ جب حضور پاکؐ نے دریافت کیا تو انھوں نے عرض کی۔ ان کے اسیر کرنے میں ایسے ایک شخص نے مدد کی جسے اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا مدد کرنے والا ایک ملک کریم تھا۔

۹۳۔ بیہقی نے سہیل بن عمرو سے روایت کی ہو کہ بکر کے دن کچھ لوگ گورے چٹے ابلق گھوڑوں پر سوار ایسے دیکھے کہ اُن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے۔

۹۴۔ مسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اچانک ایک شخص نمودار ہوا کوئی علامت سفر کے دکھائی نہ دیتی تھی آتے ہی اپنے دونوں زانو، زانوئے اقدس سے سلام کر کے بیٹھ گیا ہم اصحابؓ میں سے کوئی اُسے پہچانتا نہ تھا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتاؤ کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا۔ گواہی دو کہ فقط اللہ جل جلالہ عبادت کے لائق ہو اور بیشک محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول بہت ہی ہیں۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور مقدور پادشہ کو خانہ کعبہ کا حج کرو یہ سن کر اُس نے کہا سچ کہتے ہو، ہم اصحابؓ متعجب ہوئے کہ پوچھتا بھی ہو اور تصدیق بھی کرتا ہو۔ پھر اُس نے پوچھا بتائیے ایمان کسے کہتے ہیں۔ فرمایا۔ ما نؤمن اللہ تعالیٰ کو، اُس کے فرشتوں کو اُس کی کتابوں کو اُس کے رسولوں کو روزِ قیامت کو اور یہ ایمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نیکی و بری کو مقدر کر رکھا ہو۔ اُس نے اُسے کہا سچ کہتے ہو۔ پھر کہنے لگا اے بتائیے کیا احسان کیا ہو؟ فرمایا۔ خدا کی عبادت بندہ اس طرح کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہو وہ محسن ہو اور اگر ایسا حال ہنوز نہیں ہوا ہو تو یہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہو۔ پھر اُس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ فرمایا پوچھنے والے سے زیادہ میں نہیں جانتا۔ اُس نے کہا اچھا علامات قیامت ہی سے مطلع کیجے۔ ارشاد ہوا ایک تو یہ نشانی ہو گی کہ کینئرک زادوں کے کثرت ہو گی۔ دوسری یہ کہ مفلس و فلاں، بکریاں چرا کر لے کر لے آئے مال دار ہو جائیں گے کہ بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں گے ایہ سن کر سلام کر کے وہ شخص تو رخصت ہوا اُس کے چلے جانے کے تھوڑی دیر بعد حضور پر نورؐ نے فرمایا اَتَدْرِیْ یَا اَھَمُّ؟ (اے عمر تمہیں خبر ہو کہ پوچھنے والا کون تھا؟) میں نے عرض کی اللہ و رسولہ اعلم فرمایا فَاِنَّ جَبْرَیْلَ اس طرح تمہیں تمہارے دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔ (یہ مضمون صحیح بخاری میں بھی ہے اور صحیحین میں بروایت ابو ہریرہؓ بھی وارد ہوا اور اتنا اور کہ اُس کے چلے جانے پر فرمایا اُسے پھیر لاؤ۔ چند اصحابؓ گئے مگر کسی آدمی کو دیکھا۔ ف۔ یہ حدیث جبریلؑ کے نام سے اہل علم میں مشہور و معروف ہو۔ اس میں اسرارِ غیب جاننا، اُن کو بیان کرنا تو حضورؐ سے متعلق ہے اور صحابہ کرام کا عقیدہ بھی اگیا کہ وہ اللہ کے ساتھ اُس کے رسول مقبول کو بھی اَحْمَد یقین کرتے تھے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے اعلم ہو اور حضور پاکؐ اُس کے دیے ہوئے علم سے اعلم ہیں۔ گویا

علم الہی ذاتی ہو۔ اور علم رسالت پناہی اضافی۔

۹۵۔ صحیح مسلم میں عمران بن حصیبؓ سے روایت ہو کہ میں نے بیماری سے تنگ آکر اپنا بدن داغا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور جب میں نے بدن کا داغنا چھوڑ دیا تو فرشتوں نے حسب دستور سابق سلام کرنا شروع کر دیا۔ نسیم الریاض میں مصافحہ کرنا بھی لکھا ہے یہ سب حضور پاکؐ کا طفیل تھا۔ سچ کہا ہو ع
ابروئے مازنام مضمطفؐ

۹۶۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابن سعد نے طبقات میں عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہو کہ حضرت حمزہؓ نے سید الکائنات کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت پر دکھا دیجئے۔ فرمایا تم دیکھ نہ سکو گے میں نے پھر اصرار کیا فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اتنے میں حضرت جبریلؑ کیسے پر اترے۔ آنحضرتؐ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا نگاہ اٹھاؤ۔ انھوں نے تعمیل ارشاد والا کی تو دیکھا کہ حضرت جبریلؑ کا جسم مانند زبرجد آنحضرتؐ کے ہو یہ دیکھ کر حمزہؓ غش کر گئے۔

۹۷۔ ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہو کہ میں نے آنحضرتؐ کے حضور دیکھا کہ حضرت جبریلؑ کو دیکھا۔

۹۸۔ صحیح بخاری میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہو کہ انھوں نے حضور میں حضرت جبریلؑ کو دیکھا۔
اے ہزاراں جبریلؑ اندر نگاہ بہر حق سوئے غریباں یک نگاہ؟
۹۹۔ مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہو کہ ابو جہل سوداوی کے ارادے سے کعبہ میں نماز پڑھنے کے وقت آنحضرتؐ کے نزدیک باناچا ہوتا تھا کہ یکا یک اُلٹے پاؤں پھرا اور ہاتھوں سے کسی چیز کو روکتا تھا۔ رؤسائے قریش نے اس حرکت کا سبب پوچھا تو اس نے ظاہر کیا کہ میں نے آنحضرتؐ کے اور میرے درمیان

اگل کی خندق دیکھی اور یہ کا پھٹکا رالگا۔ اس لیے میں اپنے ارادہ بد سے باز آیا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کو ننگا بونی کر کے لے جاتے۔
۱۰۰۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہو کہ انسؓ بن حذیفہؓ ایک رات اپنے مکان میں نماز میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے یکبارگی اُن کا گھوڑا جو پاس ہی بندھا تھا اچھلنے کو دے لگا۔ وہ چیپ ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ وہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا بھر بدکنے لگا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا تو انھوں نے اپنے لڑکے یحییٰ کو دیاں اٹھالیا کہ کہیں کچھ گزند نہ پہنچے۔ اور سر آسمان کی طرف اٹھایا، دیکھا کہ سائبان کی مثل ایک چیز ہو اور اس میں چراغ روشن ہیں وہ اُونچے ہو کے غائب ہو گئے۔ صبح یہ سارا حال حضور میں گزارش کیا۔ فرمایا کہ اے ابن حذیفہؓ قرآن پڑھتے رہو۔ وہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز سن کر قریب ہوئے تھے۔ اگر تم قرآن مجید برابر پڑھتے رہتے تو صبح اُور لوگ بھی انھیں دیکھتے۔

۱۰۱۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ عرض کی کہ میری ماں شدید العناد کا ہے ہو دعا فرمائیے کہ اس کو ہدایت نصیب ہو فرمایا اَللّٰهُمَّ اِهْدِ اُمِّیْ هَسْرَتِیْ میں یہ دعا کر کے خوش خوش گھر آیا دروازہ بند پایا میری آہٹ پا کر والدہ نے کہا ابوہریرہؓ وہیں ٹھہرے رہو۔ میں نے پانی کی آواز سنی میری ماں نے نہا کے کپڑے پہنے دروازہ کھولا اور کہا ابوہریرہؓ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں خوشی کا رونا روتا ہوا حضور میں شکریہ ادا کرنے حاضر ہوا آنحضرتؐ حمد الہی بجالائے۔

۱۰۲۔ صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ اس مسکین کو نہ فکر تجارت غنی نہ زراعت، روٹی ملتی کھا لیتا ایک دن حضور پاکؐ نے فرمایا جو کوئی میرے کلام پڑھنے تک کپڑا پھیلائے رہے اور کلام پورا ہونے پر وہ کپڑا سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے وہ

کبھی میری حدیث نہ بھولے گا۔ میں نے اس ہدایت پر عمل کیا۔ ایسا حافظہ پایا کہ جو حدیث شریف سنتا ہوں یاد رہتی ہو۔

۱۰۳۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعا کی۔ یہ برکت حاصل ہو گئی تھی کہ جو درم والا اس جگہ مس کرتا اس کا درم جاتا رہتا۔

۱۰۴۔ طبرانی نے روایت کی ہو کہ ایک غزوے میں حضرت عبداللہ بن عمر زخمی ہو گئے تھے۔ حضور پاکؐ نے ان کے منہ سے خون پونچھا اور ان کے حق میں دعا کی دست مبارک کی برکت سے ہمیشہ پیشانی عبداللہ روشن رہی۔

۱۰۵۔ بیہقی نے عمرو بن ثعلبہ جہنی سے روایت کی ہو کہ میں مقام سیالہ میں مسلمان ہوا تھا آنحضرتؐ نے شفقت سے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اس کا یہ اثر ہوا کہ عمروؓ نے سنو برس کے ہو کر انتقال کیا۔ مگر جس جگہ دست مبارک پہنچا تھا وہاں کے بال سفید نہ ہوئے تھے۔

۱۰۶۔ ابن عبدالبر نے استیعاب میں روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ نے نہاتے ہوئے زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر پانی پھرک دیا تھا اس کے اثر سے مرتے دم تک ان کے چہرے سے جمال جوانی نمایاں رہا۔

۱۰۷۔ صحیح بخاری میں جبر بن عبد اللہ سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ نے بت خانہ ذی النخلہ پر مجھے مامور فرمایا تھا اور میرا حال یہ تھا کہ گھوڑے کی پیٹھ پر نہیں ٹھہر سکتا تھا یہ حال سن کر آنحضرتؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ کیا اللہ اس کو ثواب رکھ اُس دن سے میں کبھی گھوڑے پر سے نہیں گرا اور تعمیل حکم کر کے واپس آ گیا۔

۱۰۸۔ ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ بدر کے دن ۳۱۳ مجاہدوں کو ساتھ لے کر میدان میں تشریف لے گئے تھے۔ مدینے سے براہم ہوتے ہوئے

دعا کی کہ اے اللہ؟ یہ سب ننگے جھوکے ہیں ان کا مقصد بر ملا ہو۔ اللہ نے فتح دی اور وہاں سے پیٹ بھرے کپڑے اور ایک ایک دو دو اونٹ لیے پلٹے۔

۱۰۹۔ ترمذی اور دارمی نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ کے ساتھ ایک سفر میں نوبت بہ نوبت۔ صبح سے رات تک کھانا دنل دنل آدمی کھاتے تھے لوگوں نے پوچھا اُس پیلے میں کھانا کہاں سے بڑھتا تھا؟ سمرہؓ نے کہا تمہیں کون سی بات کا تعجب ہو اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا وہاں سے۔

۱۱۰۔ طبرانی نے ابوامامہؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ کھانا تناول فرما رہے تھے اتنے میں ایک شوخ دیدہ چھو کر آگئی اُس نے آپؐ کے منہ سے کھایا ہوا کھانا مانگا یعنی فرما دیا تو وہ بڑی بے حیا تھی یا اس لقمے کی برکت سے وہ بے مثل حیا دار ہو گئی۔

۱۱۱۔ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ میری والدہ نے حضور پاکؐ سے عرض کی آپؐ کے خادم انسؓ کے لیے دیکھ لیجئے۔ فرمایا یا اللہ انسؓ کو بہت مال و اولاد دے اُس دعا کی برکت سے میں مالا مال ہوں کہ انکو سال میں دو مرتبہ پھل لاتے ہیں۔ اور بیٹا بیٹی کی اولاد آج قریب ستر سو ہے۔

۱۱۲۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے حق میں دعا کی۔ اس کی برکت ہو کہ اگر مٹی پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو وہ سونا بن جاتی ہو۔

۱۱۳۔ بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابوالیوب انصاریؓ سے روایت کی ہو کہ میں نے صرف آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے لیے کھانا پکوا یا تھا۔ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ تین سال شریف انصارؓ کو بلا کر سب نے کھانا کھایا اور بچ رہا۔ پھر حسب الحکم شتر شتر آدمی اور جلائے گئے یہ ۸۰ آدمی شکم سیر اور مسلمان ہوئے۔

ف۔ ابتدائے ہجرت میں آنحضرتؐ نے ابوالیوبؓ کے ہاں قیام فرمایا تھا اُس وقت انصار سب مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہ برکتیں دیکھ دیکھ مسلمان ہوئے۔

۱۱۴۔ صحیحین میں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ۱۳۰ خادم
آنحضرت کے ساتھ تھے ایک صاع (ساڑھے تین سیر) آٹا گوندھا گیا اور ایک
بکری ذبح کی گئی اُس کی بکلی بھونٹی گئی۔ بخراٹے لایزال اُس بکلی کی بوٹی ۱۳۰ آدمیوں کو
پینچی۔ اُس کے بعد دو بڑے برتنوں میں بکری کا سب گوشت حضور نے بھر وادیا
ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا۔

۱۱۵۔ مسلم ابن شیبہ اور طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب نے
مجھے حکم دیا کہ اصحابِ صفہ کو بلالائے میں نے سب کو اکٹھا کیا۔ ہمارے سامنے ایک پیالہ
کھانا رکھا گیا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پیالے میں کھانا بچ رہا۔ (عوارف العارف
نے اصحابِ صفہ کی تعداد کچھ کم چار سو لکھی ہے۔)

۱۱۶۔ امام فقہ احمد حنبلؒ اور بیہقی نے جناب علی مرتضیٰؑ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم علیہ
التحیۃ والتسلیم نے ۴۰۰ بنی عبدالمطلب کی دعوت کی اُن میں ایسے قوی آدمی بھی
تھے کہ ایک بکری سالم کھا جائیں اور سات آٹھ سیر دودھ پی جائیں۔ حضور پاکؐ
نے آدھ سیر کھانا پکوا یا۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا۔ پھر ایک بڑا پیالہ
دودھ بھرا منگوا یا سب نے وہ دودھ بھی پیا۔ اور دودھ سے پیالہ ایسا بھرا نظر
آ رہا تھا کہ گویا کسی نے پیا ہی نہیں۔

۱۱۷۔ ابن سعد نے جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک بار
جناب سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے ایک ہانڈی دن کے کھانے کے
لیے پکائی اور حضور پاکؐ کی خدمت میں جناب علی مرتضیٰؑ کو بھیجا کہ دن کا کھانا یہیں
تناول فرمائیں۔ تشریف لاکر حکم دیا کہ ایک ایک پیالہ اُس ہانڈی میں سے ازواجِ مطہرات
کو پہنچا دو۔ پھر ایک پیالہ اپنے لیے ایک پیالہ جناب علی مرتضیٰؑ کے لیے اور ایک
پیالہ جناب سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے لیے نکلوا یا۔ کھانے کے بعد

جو ہانڈی اٹھائی تو وہ لبریز تھی۔

۱۱۸۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے البقنادرہ کے حق میں دُعا
کی۔ وہ سنو برس جیسے حبیب کبریا کے طفیل اُن کا ایک بال سفید نہ ہوا اور چہرے پر
جوانی کی کسی رونق تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پندرہ برس کے ہیں۔

۱۱۹۔ ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت
سعد بن ابی وقاصؓ کے حق میں یہ دُعا کی کہ اُن کی دُعائیں قبول ہوں تو وہ مستجاب
الدعوات ہو گئے۔

۱۲۰۔ صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور پاکؐ نے اُن کی دین میں سمجھ و درستی
ہونے اور تفسیر کے علم کے لیے دُعا فرمائی اس کی برکت سے وہ جبر اور ترجمان
القرآن معروف ہوئے۔

۱۲۱۔ بیہقی نے عمرو بن عریث سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن جعفرؓ کے
لیے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خرید و فروخت میں برکت کرے اس کے بعد سے
عبداللہ موصوف ضو جو چیز خریدتے اُسی میں کامل فائدہ اٹھاتے تھے۔

۱۲۲۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے مقداد کے
حق میں دُعا کی خیر و برکت فرمائی وہ بڑے سرمایہ دار ہو گئے۔

۱۲۳۔ بخاری، دارقطنی اور امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے عروہ بن ابی الجعد
بارہ باقی کے حق میں دُعا کی وہ کہتے ہیں کہ میں کتنا سہ بازار کو فہمیں جا کھڑا ہوتا اور ۴۰
۴۰ ہزار نفع حاصل کر لیتا۔ بخاری نے اتنا اور ذکر کیا ہے عروہ اگر مٹی بھی خریدتے تو
اُس میں بھی انہیں نفع ملتا۔

۱۲۴۔ بیہقی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے جناب مولا علیؑ کے حق میں یہ دُعا
کی کہ بارالہا علیؑ کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچا اس کی برکت تھی کہ جناب مولا علیؑ

۱۲۵۔ بیہقی نے عمر بن حصین سے روایت کی ہو کہ میں حاضر خدمت حضور پاک تھا کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نشریف لائیں اور سامنے کھڑی ہوئیں حضور پاک نے اُن کے چہرے کی طرف نظر کی تو جھوک کے سبب سے زرد پایا۔ اُن کے سینہ نور گنجینہ پر دست مبارک رکھ کر فرمایا اے اللہ پیٹ بھر لے والے جھوکوں کے اور زیر کرنے والے زبردستوں کے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند دی دے اُن کی تکلیف دور کر۔ عمران کہتے ہیں کہ چہرہ التور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا سرخ اور روشن ہو گیا وہ زردی جاتی رہی۔ اس واقعے کے کچھ دن بعد قبل نزول آیہ حجاب ایک دن اُن کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو جناب خاتون جناب سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ اُس دن سے پھر کبھی مجھے جھوک نے تکلیف نہ دی۔ زوجہ محترمہ کی تو یہ شان ہی اور شوہر کیلئے کسی نے خوب کہا ہو۔

علیؑ سے زیر نہ ہو کیسے لشکر کفار علیؑ کی شکل علیؑ اور علیؑ ہر حرف جبار ۱۲۶۔ بیہقی اور ابن جریر نے روایت کی ہو کہ طفیل بن عمروؓ نے حضور پاک سے درخواست کی کہ مجھے ایسا معجزہ عنایت کیجئے جسے دیکھ کر میری قوم میرے ساتھ ایمان لے آئے۔ حضور پاک نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! طفیل کے لیے ایک ایسا نور ظاہر ہو جائے کہ وہ اس کے ساتھ رہے اس دعا کی برکت سے طفیل کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور ظاہر ہو گیا۔ وہ ڈر کر کہنے لگے کہیں میری قوم اسے سفید داغ (برص) نہ سمجھ بیٹھے تو وہ نور اُن کے تازیانے کے سرے پر منتقل ہو گیا۔ رات کو اُن کا تازیانہ چراغ کی طرح چمکتا تھا اور طفیل کو لوگ ذوالنور کہنے لگے تھے۔

ف۔ ابن عبد البر نے ابن عباسؓ سے اس واقعے کو بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

۱۲۷۔ خطیب نے روایت کی ہو کہ ام جنتہ الوداع میں بیمار کا ایک شخص اُسی دن کا پیدا ہوا پھر حضور اقدس میں لایا۔ صاحب اعجاز نے اُس نوزائیدہ ایک دن کے بچے سے پوچھا میں کون ہوں؟ بچے نے کہا آپ پیغمبر خدا ہیں! فرمایا سچ کہتا ہو خدا نے تعالیٰ تجھ میں برکت کرے پھر وہ خاموش رہا یہاں تک کہ جب بولنے کی عمر کو پہنچا تو بولایا اُس لڑکے کو لوگ ایما کر کہا کرتے تھے۔

۱۲۸۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوپی میں چند مٹے مبارک تھے وہ جس لڑائی میں گئے، فتح پائی۔

۱۲۹۔ صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہو کہ اُنھوں نے ایک مجتہد نکال کر دکھایا اور بیان کیا کہ اس کو حضور پاکؐ زیب تن فرمایا کرتے تھے اب ہم اس کو دھو کر جس بیمار کو پلا دیتے ہیں یا اُس کے بدن سے مس کر دیتے ہیں وہ شفا یاب ہو جاتا ہو۔

۱۳۰۔ طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہو کہ ایک دفعہ حُسن بن شریفین علیہما السلام پیاس کے مارے رونے لگے تو حضور اقدسؐ نے اپنی زبان مبارک چسوائی، پیاس سے تسکین ہوئی۔

۱۳۱۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ جس شہر خوار خوش نصیب بچے کے منہ میں لعاب دہن مبارک پہنچ جاتا اُسے اپنی ماں کا دودھ پینے کی حاجت نہیں رہتی تھی۔

۱۳۲۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں اور عبد البر نے استیعاب میں اُمّ عاصمؓ زوجہ عتبہ بن فرقہ سے روایت کی ہو کہ ہم تین بیبیاں عتبہ کی اپنے کپڑوں کو خوب عطر میں بساتے رکھتیں تھیں۔ مگر عتبہ کے بدن میں ایسی خوشبو لسی ہوئی تھی کہ سب عطر اُس سے دب جاتے تھے۔ ایک دن اس کا سبب عتبہ نے یوں بیان کیا کہ ایک بار میں بیمار ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر کپڑے اتروائے اور ہتھیلیوں میں آب دہن مبارک مل کر میرے پیٹ اور پیٹھ پر پھیر دیا اُسی روز سے یہ خوشبو

پیدا ہو گئی کہ اس کے سامنے سب خوشبوئیں ہیچ ہیں۔

۱۳۳۔ صحیح بخاری میں براہ ابن عازب سے روایت ہے کہ ابو رافع کی مہم میں عبداللہ بن عیینہ زینے سے اترتے ہوئے ایسے گرے کہ پنڈلی ٹوٹ گئی جب وہ بچی باندھے ہوئے حاضر خدمت ہوئے تو آنحضرت سر پا رحمت نے اُن کی پنڈلی پر مسح فرما دیا۔ اس کی برکت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی پاؤں کو صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

۱۳۴۔ بخاری ہی میں بنی بدین ابی عئید سے روایت ہو کر میں نے سلمہ بن اکوع کی ساق میں چوٹ کا نشان دیکھا پوچھا انھوں نے ظاہر کیا کہ جنگ خیبر میں میرے ایسی چوٹ لگی تھی کہ جانبر ہونے کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ میں جب حضور میں حاضر ہوا تو آپ نے زخم پر تین مرتبہ کچھ ٹپکھ کر دم کیا بالکل اچھا ہو گیا۔

۱۳۵۔ یہ بھی اور نسائی نے متفقہ روایت کی ہے کہ محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ہانڈی اُلٹ پڑی تھی۔ اُس جگہ ہونٹے ہاتھ پر آبِ دہن مبارک آنحضرتؐ نے لگایا۔ فوراً اچھا ہو گیا۔

۱۳۶۔ طبرانی اور بیہقی نے متفقہ روایت کی ہے کہ شرجیل جعفی کی ہتھیلی میں ایسا غدود تھا کہ تلوار پکڑی جاتی تھی نہ لگام۔ یہ حال حضور میں عرض کیا آنحضرت سر پر ابرکت نے اُس غدود پر اپنی ہتھیلی جب کہ زور سے پکڑ دیا۔ غدود کا نشان تک باقی نہ رہا۔

۱۳۷۔ ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی نے عثمان بن حنیف رضی سے روایت کی ہو کہ ایک نابینا نے حاضر خدمت مبارک ہو کر عرض کی کہ دعا کیجے میری آنکھیں کھل جائیں۔ فرمایا وضو کر و اور دو گنا پڑھ کے یہ دُعا مانگو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتُوْجِّہُ اِلَیْکَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدٌ اِنِّیْ اَتُوْجِّہُ بِکَ اِلَیْ رَبِّکَ اَنْ یُّکْشِفَ عَنِّیْ بَصْرَیْ اَللّٰهُمَّ شَقِّعْهُ وَ اَسْی وقت تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھی اور یہ دُعا مانگی نوراً آنکھوں میں نور آگیا۔ یہ بڑا

فخر بعمک ہو

۱۳۸۔ ابو نعیم اور واقعہ نے عروہ سے روایت کی ہے کہ ابن ملعب الاسنہ کو مرض استسقا ہوا۔ اُس نے دُعا کے لیے حضور میں قاصد بھیجا غیرتِ مسیح نے ایک مٹھی مٹی میں لعابِ دہن مبارک ڈال کر قاصد کے حوالے کیا۔ قاصد تو اس کو بو نہی سمجھا تھا لیکن جب ملعب الاسنہ کے پاس ایسے وقت سے کو پہنچا کہ لوگ اُس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے مریض نے وہ مٹی پانی میں گھول کر پی تھی کہ اُسی وقت بالکل اچھا ہو گیا۔ تو قاصد بھی عقیدت مند ہو گیا۔

۱۳۹۔ بیہقی، طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیك کے باپ کی آنکھوں میں پھٹکی پڑ گئی تھی جس سے وہ نابینا ہو گئے تھے حضور شفیع المذنبینؐ نے اُن کی آنکھوں پر درم کیا اُسی وقت اچھی ہو گئیں راوی کہتا ہے کہ میں نے انھیں ۸۰ برس کی عمر میں سُوئی میں ڈور اڈالتے دیکھا ہے۔

۱۴۰۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن انیس کے سر میں لاکھی کی سخت ضرب آئی تھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس ضرب پر اپنا لعاب دہین مُبارک لگا دیا تو وہ چوٹ اچھی ہو گئی۔

۱۴۱۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جناب علی مرتضیٰ آشوب چشم میں مبتلا تھے حضور پر نورؐ نے اُن کی آنکھوں میں لعابِ دہن مبارک لگایا فوراً آشوب دور ہو گیا۔ پھر عَمّ عطا فرما کے فتح خیبر کے لیے رخصت فرمایا۔ کترار غیر فرار نے خیبر کا سب سے مستحکم قلعہ مقوص فتح کیا۔ مرحب کو نابود کیا اور شانِ اسلام کی دکھائی۔

۱۴۲- زریں نے روایت کی ہے کہ بڑا نہ خلافت، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دن حضرت صدیق اکبرؓ کا ذکر ہوا تو وہ رُو کر کہنے لگے کاش ان کی ایک رات اور ایک دن کے برابر ہی میری ساری عمر کے اعمال صالحہ ہوتے۔

ف۔ رات تو خلوت خانہ نور والی کہ اُس کی تعریف کلام اللہ شریف میں مَنَانِ اُنْبِیِّ اِذْ هَمَّا فِي الْغَارِ آئی ہے۔ اور دن وفات شریف کے بعد کا کہ عرب مرتد ہو گئے تھے۔ زکوٰۃ دینا بند کرنے لگے تھے۔ جھوٹے مدعیان نبوت نے چاروں طرف ایک شورش پھیلادی تھی۔ ایران و روم منہ پھاڑے ہوئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر کا یہ غم بالجزم تھا کہ اس ابتلا میں ثابت قدم رہا جائے۔ مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا جائے اور لشکر اسامہ حسب ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ کر دیا جائے لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے یہ مشورت دی اور مصلحت پیش کی کہ اس وقت طرح دواؤں ترمی بر تو حضرت خلیفہ خلیفۃ اللہ نے ڈانٹا اور ڈاڑھی پکڑ کر بلایا کہ اسے عمر نہ؟ تم جاہلیت میں تو اتنے سخت وقوی تھے، اب کہ وحی آئی بند ہو چکی۔ قانون اسلام مکمل ہو گیا تم مجھے نرمی کی رائے دے رہے ہو۔ واللہ! میں تو احکام الہی و تعمیل ارشاد رسالت پناہی میں سر و دھڑکی بازی لگا دوں گا۔ حضرت عمرؓ پر اس عزم کا اتنا اثر ہوا کہ وہ بھی متفق ہو گئے۔ ایسا کہ وہ قاتل کر کے اپنے سوار پر قائم کر جانا جس کا سینہ جہاد شرعی کے لیے اتنا کشادہ ہو وہ لاتنا ہی اعجاز در اعجاز ہو کہ اس پر ہزاروں معجزے قربان۔

۱۳۳۔ ابوالقاسم بغوی نے معاویہ بن حکم سے روایت کی ہو کہ غزوہ خندق میں میرے بھائی علی بن حکم کے گھوڑے کا ایک پاؤں بیکار ہو گیا تھا میں کسی نہ کسی طرح حضور میں حاضر ہوا میرے گھوڑے سے اترنے سے پہلے آنحضرتؐ نے گھوڑے کے پاؤں پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے فرمایا بِسْمِ اللہ میں گھوڑے کو اچھا دیکھ کر پھیر مصروف جہاد ہو گیا۔

۱۳۴۔ بیہقی نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ میں سخت علیل تھا۔ جب حضور میں حاضر ہوا تو دعا فرمائی کہ یا اللہ؟ علیؓ کو شفا دے گا ملے اور عاجلہ مرحمت

فرما۔ میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔

۱۳۵۔ بیہقی اور ابن اسحاق نے متفقہ روایت کی ہو کہ بدر کے دن جُنُبِیْب بن شِیَاف کے دونوں کان دھوئوں کے درمیان تلوار کا ایسا زخم لگا تھا کہ ایک طرف کا جسم لٹک پڑا تھا غیرت مسیح نے وہ زخم ملا دیا اور دم کیا فی الفور اچھا ہو گیا۔

۱۳۶۔ ابن ابی شیبہ نے اُمّ جندب سے روایت کی ہو کہ قبیلہ نخشم کی ایک عورت ایسا گونگا لڑکا لے ستھوڑ میں حاضر ہوئی انصح العرب والجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے منہ میں تھکی کر دی اور دونوں ہوت مبارک دھو کر پانی اس عورت کو مرحمت فرمایا کہ لڑکے کو پلائے اور اُس کی آنکھوں میں لگائے۔ وہ لڑکا اُسی وقت بولنے لگا اور بڑا صاحب الرائے مشہور ہوا۔

۱۳۷۔ بیہقی و متحد ابن اسحاق نے متفقہ روایت کی ہو کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں ایسا تیر لگا تھا کہ آنکھ ڈھلک کے رخسار پر بہ آئی تھی۔ رشک عبسی نے دست مبارک سے اُس کو حدقے میں رکھ دیا وہ دوسری آنکھ سے بھی سوا روشن و منور ہو گئی۔

۱۳۸۔ ترمذی و بیہقی نے متفقہ روایت کی ہو کہ ابو قتادہ کے جنگ ذیفرد میں تیر لگا تھا۔ حضور پاکؐ نے زخم پر آب دہن مبارک لگا دیا وہ بالکل اچھے ہو گئے۔

۱۳۹۔ بیہقی نے سمی بن عطیہ سے روایت کی ہو کہ حضور میں ایسے جوان لڑکے کو لایا گیا جو پیدا نشی گونگا تھا۔ جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے دریافت کیا بتائیں کون ہوں۔ گونگا بول اٹھا کہ آپ خدا کے رسولؐ برحق ہیں۔

۱۴۰۔ امام احمد حنبلؒ، بیہقی اور ابن شیبہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہو کہ ایک عورت اپنے مجنون لڑکے کو حضور میں لائی۔ آنحضرتؐ نے اُس کے لڑکے کے سینہ پر دست بابرکت پھیرا۔ لڑکے نے زور سے قی کی اور اُس کے

پیٹ سے ایک چیز کٹے کے پلے کی صورت کی نکل پڑی۔ لڑکا صحیح و سالم اپنے گھر گیا۔
۱۵۱۔ بیہقی و ابن عدی نے حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت کی ہو کہ ایک نوجوان
انصاری نے انتقال کیا اُس کی اندھی بڑھیا ماں کو ہم لوگ تسلی دینے لگے۔ اُس نے
پوچھا کیا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا صبر کر۔ اُس بڑھیا نے رُک کر دعا کی بارِ الٰہا تو علیم
نجیر ہو کر میں نے تیری اور تیرے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس
امید پر ہجرت کی ہو کہ تو ہر تکلیف میں میری مدد کرے تو یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال مجرہ
کپڑا ہٹا کر اٹھ کھڑا ہوا اور ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ سبحان اللہ! حضور کے نام
سے اُمت کی ایک بڑھیا نے خدائے قدیر سے اپنا مردہ لڑکا زندہ کرالیا۔

۱۵۲۔ بیہقی نے عقبہ ابن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت کی ہو کہ جب جنگ یمامہ میں
ثابت بن قیسؓ شہید ہوئے اور ہم نے انھیں قبر میں رکھا تو وہ کہتے تھے رُکھ اللہ
البکر بن الصدیق رضی اللہ عنہ شہید، عثمانؓ البراجیم پھر وہ اسی طرح خاموش ہو گئے
جس طرح انتقال کرنے والے چپ ہو جاتے ہیں۔

ف۔ یہ بھی معجزہ محمدؐ کی ہو کہ شہید زندہ ہو اُس نے گواہی حضورؐ کی رسالت اور خلفائے
راشدین کی دی۔

۱۵۳۔ طبرانی، ابونعیم اور ابن مندہ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت کی ہو کہ جب
زید ابن خارجہ انصاریؓ نے انتقال کیا تو عورتیں اُن کی لاش کے ارد گرد رونے لگیں
یہ وقت مغرب و عشا کے درمیان کا تھا انھوں نے عورتوں سے کہا چپ رہو،
چپ رہو۔ پھر کپڑا ڈھکا ہوا ہٹایا تو انھوں نے کہا۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ
الْاَمِيْنُ وَخَاتَمُ النَّبِيْنَ فِي الْكَذِبِ الْمُبِيْنِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
پھر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی تعریف کی۔ انہیں کہا اَکْثَرُكُمْ عَلَيْكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اس کے بعد انتقال کرنے

والوں کی طرح خاموش ہو گئے۔

ف۔ عقد مواعیت میں زید ابن خارجہ انصاریؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھائی قرار
پائے تھے تعلیم صدیقی سے بقا بالبقا کے مرتبہ پر فائز تھے۔ اُمتِ مسلمہ میں اولیاء
اللہ رحمہم اللہ علیہم سے اس مقام میں ایسی ہیسی بہت کر امتیں ظاہر ہوئی ہیں اول
ہوتی رہیں گی۔ اس امر کی دلیل حضرت غوث الاعظم شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی
قطب ربانی، غوث صدیقی، محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی ہزاروں میں سے ایک
وہ کرامت ہو کہ ایک بڑھیا نے اپنا بیٹا اپنے کی کفالت میں چھوڑا تھا اور کبھی کبھی
دیکھ جاتی تھی ایک دن وہ یہ دیکھ کر کہ حضرت غوث الاعظمؒ خود تو مرغی کا شور باکھا
رہے ہیں اور اُس کا بچہ چنے چبا رہا ہو شکوہ سنج ہوئی۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے
مرغی کی ہڈیاں جمع کیں اُن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قُوْحِيْ بِاِذْنِ اللّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِي الْعِظَامَ
وَهُوَ رَمِيْمٌ۔ رَاَکَ کَظْرِيْ ہوا سے مرغی؟ اُس خدائے قدیر کے حکم سے جو لوسید
ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ یہ کرامت کہ فی الواقع معجزہ ہی نبی کریمؐ کا اور دراصل قدرت
ہو خدائے رحیم کی دکھا کر فرمایا۔ بڑھیا؟ تیرا بیٹا بھی جب اس قابل ہو جائے گا تو
سب کچھ کھائے گا۔ اس وقت جو اہل صالح مرد و مراض کو یہی غذا مناسب حال ہو۔
زَبَّالَانِسِيَا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے بھانجے
حضرت مخدوم علی احمد کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی نزہت فقر کے زمانے کی ہو ہو
یہی کرامت منسوب ہو۔

عائے کے معجزوں نے عہد رحمت میں تحویل قبلہ پر حیرت انگیز اعتراض کیا تھا اس وقت
کے سنیہ معجزوں اور کرامتوں سے سر درگیاں ہیں۔ بعض جو خود فریب اور
مکاری سے مشہور زمانہ اور اہل علم کی نظر میں رسوائے عالم ہیں وہ بے خبر کہتے

ہیں کہ لوگوں نے بزرگوں کو غوثِ داتا، اور غریب نواز کے خطاب دیے ہیں ایسے
جہل مرکب کے مبتلا ذرا تحقیق کی عینک سے دیکھیں کہ نسب یا مامور من اللہ
کرتے تھے اور صفی اللہ، خلیل اللہ، ذبیح اللہ، کلیم اللہ، روح اللہ اور رسول اللہ
حبیب اللہ خطاب، خدا سے لیا کرتے تھے۔ اب مامور من الرسول کو بارگاہِ

مُصطفیٰ سے القاب و خطابات ملتے رہتے ہیں پہلے ترکینہ نفس ہو پھر علم نور
ہو کر دل روشن کر دے گا۔ پھر علم باعمل کا فیض صحبت کامل و اکمل بنا دے گا۔
اُس وقت مامور من الرسول جس خطاب و لقب کا مستحق ہوگا حضور سے پائے گا۔
۱۵۴۔ مسلم نے سلم بن اکوع سے روایت کی ہو کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا
رہا تھا اور مرنی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر براہِ بیباکی کہا کہ میرے
سید سے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تو اب کبھی سید سے ہاتھ سے نہ کھا
سکے گا۔ اُس کا سید ہا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچ سکا۔

ف۔ زہد الانبیا حضرت بابا فرید الدین فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے شکر کو
نک اور پھر نک کو شکر کی سیرت میں تبدیل کر دیا تھا۔

۱۵۵۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ نے قومِ مضر کی یہ ہو گیا
ملاحظہ فرما کر بددعا کی تو ان میں ایسا شدید فحش پڑا کہ سب ہلاکت کے قریب
پہنچے پھر قریش نے مؤذبانہ اور عاجزانہ انداز میں عرض کی تو دعائے مرنی عالم
پر رب العالمین نے بینہ برسیا۔

ف۔ ظالموں کو شانِ قہاری بھی دکھا دی۔ اور عاجزی پر کرم گستری کی شان
بھی ظاہر فرمادی۔

زہد شانِ خدا، شانِ محمدؐ

۱۵۶۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہو کہ جب کسرے پر ویزنے

فرمانِ مبارک کے ساتھ سودا دہی کی تو سُن کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کو
پاش پاش کرے اس کا خمیازہ اُس وقت بھی بھگتا اور آج تک روئے زمیں کرہیں
مجوس کی سلطنت نہیں ہو۔

۱۵۷۔ بیہقی، حاکم اور ابن اسحاق نے روایت کی ہو کہ ابولہب کے کہنے، اور اسلامی
دشمنی کے جذبے سے مجذوب ہو کر ابولہب کے دونوں بیٹوں نے بلا وجہ پیغمبر
زاد یوں کو طلاق دی۔ عتبہ نے تورود در روگستاخی کی بیٹیاں ہنوز میکے ہی میں تھیں۔
زبانِ حق تروحاں سے نکلا اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ (۳) اَللّٰہی
اس گستاخِ شونخ ویدہ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما دے)

حاکم نے لکھا ہو کہ عتبہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت
کرنے گیا تھا موضع زرقا میں رات کو ایک صومعے کے قریب ٹھہرے۔ راہب
نے خبردار کر دیا کہ یہاں درندوں کا بہت زور ہے اپنی حفاظت رکھنا۔ ابولہب
نے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عتبہ کے لیے بددعا
کی ہو سال سامان اکٹھا کر کے اُس بلندی پر عتبہ کو سلاؤ۔ ایسا ہی کیا گیا پچھلی
رات کو ایک شیر آیا اُس نے سونے والوں کے منہ سونگھے پھر اُچک کر عتبہ پر
وار کیا اور اُس کو مار کر رکھ گیا۔ عتبہ اور معتب پھر مسلمان ہو گئے مگر کتے ہی
میں رہے۔

۱۵۸۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ عبدہ و سولہ
نماز میں مشغول بحق تھے کہ کافروں نے عتبہ ابن محیط پہلوان کو تڑپی دی کہ سجدے
کی حالت میں اونٹ کا ادجھان کے کاندھوں پر لا رکھ اُس موزی نے ایسا ہی
کیا اور آنحضرتؐ سجدے میں اتنی دیر تک رہے کہ جنابِ سیدہ صغیرؓ
نے بیت الشرف پاک سے اگر بکدوش کیا۔ سجدے سے سر اٹھا کر نماز پوری

کی اور نام بنام اُن تمسخر کرنے والوں کے حق میں بددعا فرمائی چنانچہ وہ سب جبری طرح فی التار ہوئے۔

۱۵۹۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ حکم بن ابی العاص، آنکھیں مٹکا مٹکا کے حضور کو دیکھتا اور منافقوں کی طرف اشارے کرتا تھا۔ ایک دن زبان حق بیاں پر آیا اچھا تو تو ایسا ہی ہو جائے۔ وہ مرتے دم تک اسی حال میں رہا۔

۱۶۰۔ بیہقی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ جب حَمَلَةُ الْخَطْبِ زوجہ ابی لہب نے سورۃ تَبَّتْ یَدَیْ کا مضمون سنا تو وہ قَطَامہ ایک پتھر پیسے ہوئے بیت اللہ شریف میں آئی اور طیش میں بھری ہوئی حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس آکر کہنے لگی کہاں ہو وہ مذموم؟ اگر بائی تو پتھر سے خبر لیتی۔ حضرت صدیقؓ حضور کے رشتے کے لحاظ سے خاموش غصے میں کانپتے رہے۔ اُس کے چلے جانے کے بعد حضور پاکؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ؟ تم ناحق رنج کرتے ہو وہ تو مذموم کا ذکر کر رہی تھی محمدؐ کو تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی نظروں سے چھپا دیا اور اُس کی ایذا رسانی سے بچا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی زبان پر اس نکتہ رسی کے لطف میں بے ساختہ آگیا۔ اِنَّكَ لَعَلَّ الْخَلْقَ عَظِيْمٌ

۱۶۱۔ ابونعیم و طبرانی نے حکم بن ابی عاص سے روایت کی ہو کہ ہم چند نفر حضور پاکؐ کے قتل کرنے کا منصوبہ باندھ کے جمع ہوئے تھے، لیکن جب آپؐ ہمارے قریب آئے تو ہم نے اپنے پیچھے سے ایک ایسی ہونناک آواز سنی کہ غش کھا کر گر پڑے اور اتنی دیر بیہوش پڑے رہے کہ آپؐ مسی حرام سے نماز پڑھ کر اپنے مسکونہ مکان میں چلے گئے۔ دوسری رات پھر ہم نے ویسا ہی قصد کیا مگر جب آپؐ نزدیک آئے تو ہمارے آپؐ کے درمیان صفا اور مردہ حامل ہو گئے۔

۱۶۲۔ بخاری نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی ہو کہ ایک روز میں بتوں کے پاس

بیٹھا تھا کہ کسی شخص نے ایک گوسالہ بتوں کی نذر کرنے کو ذبح کیا جب چڑھا و چڑھایا تو ایک بُت کے پیٹ میں سے یہ آواز نکلی جَلِیْحٌ مَرٌّ بَجِیْحٌ رَجُلٌ فَبِیْحٌ یَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَاے مرد قوی ایک کام کی بات ہو ایک فصیح شخص کہتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو۔ لوگ یہ آواز سن کر بھاگنے لگے لیکن میں اُس آواز کی حقیقت دریافت کرنے کھڑا رہا۔ دوسری بار بھی وہی آواز سنی کچھ دن گزرے تھے کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع فرمائی۔ شیطان اس قسم کے مقفے اور مستحجج جملے کہا کرتے تھے تاکہ عرب مسحور ہوں۔

ف۔ ہندستان میں سنان دھرم والے بُت پرستی میں مشہور ہیں وہ بُت لاتے ہیں اُس کو پُڑاتے (نصب) کرتے ہیں پھر چند پنڈت کچھ مخصوص منتر پڑھتے رہتے ہیں جب اُس بُت کے پردے میں شیطان اپنی آواز نکالنے لگتا ہو تو اُس کی پوجا کرتے ہیں۔

۱۶۳۔ بیہقی و نسائی نے روایت کی ہو کہ جب خالد بن ولید عمارت عمرے کو مہمار کرنے پر مقرر ہوئے تو وہاں ایک کالی عورت نکلی ننکی بال پریشان کیے ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے تلوار کا ایک ہاتھ لگایا جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی حضور پر نورؐ میں آکر یہ ماجرا عرض کیا فرمایا غزلی وہی تھی اب کبھی اُس کی پوجا نہیں ہوگی۔ غزلی تین درختوں میں اپنی عبادت کرا لیا کرتی تھی اور آوازیں نکالا کرتی تھی آخر توحید نے اس شلیٹ کو ختم کیا۔

۱۶۴۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہو کہ ایک دن مکہ مکرمہ میں آنحضرتؐ نے اصحابؓ سے فرمایا کہ تم میں سے جس کو جنتوں کے دیکھنے کا شوق ہو وہ آج رات کو آجائے۔ صرف میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور پاکؐ مجھے

ساتھ لے کر مکے کی بلند جانب چلے پائے مبارک سے ایک خط کھینچ کر مجھ سے فرمایا کہ اسی کے اندر بیٹھے رہیو۔ آنحضرتؐ نے آگے بڑھ کر کھڑے کھڑے کلام اللہ شریف پڑھنا شروع کیا آواز مبارک سن کر ایک جماعت کثیرہ نے گھیر لیا ان جنوں سے آنحضرتؐ نے فرمایا کون گواہی دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول برحق ہوں۔ متصل ہی ایک درخت تھا فرمایا اگر یہ درخت ایسی گواہی دے جب تو مانو گے؟ سب نے کہا جی ہاں! حضور پاکؐ نے اُس درخت کو بلایا اُس نے آکر گواہی دی یہ معجزہ دیکھ کر وہ سب جن بھی ایمان لائے۔ پھر حضورؐ پر نور مجھے اپنے ساتھ لے آئے۔

۱۶۵۔ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے لوگوں نے پوچھا کہ تم رات جنوں کو دیکھنے حضورؐ کے ساتھ گئے تھے؟ میں نے کہا ہاں! مدینہ منورہ میں ایک ایک شخص اہل صفہ میں سے کھانا کھلانے لے گیا مگر مجھے کسی نے نہ پوچھا آخر آنحضرتؐ میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا کہ تمہیں کوئی کھانا کھلانے نہیں لے گیا۔ میں نے عرض کی جی نہیں۔ فرمایا میرے ساتھ آؤ شاید تمہیں رات کا کھانا مل جائے۔ میں ساتھ ساتھ حضرت اُمّ سلمہؓ کے حجرے تک گیا۔ حضور پاکؐ اندر تشریف لے گئے ایک چھو کر ہی نے نکل کر کہا کھانا نہیں ہو۔ میں مسجد میں جا کر کپڑا الپیٹ کے لیٹ رہا۔ اتنے میں وہی چھو کر ہی آئی کہ حضورؐ یاد فرما رہے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور پاکؐ حجرے شریف سے برآمد ہوئے اور میرے سینے پر ایک پتھر سے کی چھڑی لگا کر فرمایا میں جہاں چلوں میرے ساتھ چلو اور تین مرتبہ پڑھ لو۔ بقیع الغرقہ تک پہنچ کر اس کھڑی سے ایک خط کھینچا اور فرمایا جب تک میں آؤں اس میں بیٹھے رہیو۔ میرے سامنے چھوڑوں کے درختوں میں ابرسا اٹھا۔ سنا کہ فرما رہے ہیں بیٹھ جاؤ۔ قریب صبح وہ لوگ گئے۔

حضور پاکؐ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ سب نصیبین کے جن تھے جو میری ملاقات کے لیے آئے تھے۔

ف۔ ابوالبقا شبلی حنفی نے کتاب اکامہ المرجان فی احکام الحان میں لکھا ہے کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ ۶ مرتبہ جن آنحضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوئے پہلی مرتبہ مکے میں جیسا کہ ابو داؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ دوسری مرتبہ حجون میں۔ تیسری مرتبہ اعلائے مکہ کے پہاڑوں میں۔ چوتھی مرتبہ بقیع الغرقہ میں۔ پانچویں مرتبہ خارج ریمہ میں اس دفعہ حضرت زبیرؓ ساتھ تھے چھٹی مرتبہ ایک سفین میں کہ حضرت بلالؓ ساتھ تھے۔

۱۶۶۔ بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ ایام جاہلیت میں میری ایک جن سے دوستی ہو گئی تھی وہ آئندہ کی خبر میں سچی بیان کرتا تھا اس کی وجہ سے لوگ میرے پاس نہ دیریں لائے۔ ایک رات اُس نے مجھے جگا کر پوچھا کہ ایک پیغمبر اولاد تو نبی بن غالب سے مکے میں ظاہر ہو چکے ہیں وہ قبیلہ بنی ہاشم میں سوار ہیں تو جلد جا ان کی زیارت کر۔ تین رات برابر وہ یہی خبر سناتا رہا اور اشعار و نشیں انداز میں پڑھتا رہا۔ تو میں حضورؐ میں مکہ حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی آنحضرتؐ نے وہ سارے حالات ظاہر فرما دیے میں نے قصیدہ بائیمہ سنانا چاہا۔ سماعت فرمایا۔ مقطع اُس قصیدہ کا یہ ہے۔ یہی میرے ایمان لانے کا سبب بنا۔

وَكُنْتُ شَهِيدًا يَوْمَ لَاذٍ وَشَفَاعَةٍ سِوَالِ بَيْنِ عَن سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ
۱۶۷۔ امام احمدؒ نے جابر بن عبداللہؓ سے۔ ابو نعیم نے ضمیرہ سے اور بیہقی نے جناب امام زین العابدینؓ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اقل خبر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں اس طرح پہنچی کہ مدینے کی ایک عورت پر جن شبیہ تھا وہ ہر رات پرندے جالور کی صورت میں آکر دیوار پر بیٹھ جاتا جب

خلوت کا موقع پاتا تو آدمی کی شکل میں اُس عورت سے صحبت کرتا تھا۔ یکبارگی اُس کا آنا بند ہو گیا۔ چند روز کے بعد پرندہ بن کر دیوار پر اکھبٹھا۔ اُس عورت نے پوچھا نہ آنے کا کیا سبب ہو تو اُس نے کہا میں یہ آخری ملاقات کو آیا ہوں۔ آئندہ مجھ سے آنے کی توقع نہ رکھنا۔ مکہ مکرمہ میں ایک پیغمبر پیدا ہوئے ہیں انھوں نے ہم پر زنا حرام کیا ہے اچھا رخصت۔

۱۶۸۔ ابو نعیم نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک بار صدود شام میں تھے وہاں ایک مشہور کاہنہ تھی ہم اُس کے پاس گئے اور حال اپنے سفر کا پوچھا اُس نے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا جس جن سے مجھے رابطہ تھا اُس نے میرے دروازے پر کھڑے ہو کر صاف کہہ دیا کہ اب میں رخصت ہونا ہوں کیونکہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہو چکے ہیں اور ایسی بات پیش آئی ہے کہ جس کے بیان کی مجھے طاقت نہیں۔

۱۶۹۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ مازن طائی عمان، بتوں کی خدمت پر مقرر تھا۔ میں نے تاجر نامی بت کی نسبت اُس سے سنا کہ اُس کے پیٹ میں سے آواز آئی کہ اے مازن؟ ادھر آ۔ ایسی بات سنے گا جس کا جاننا ضروری ہو۔ یہ پیغمبر خدا کے بھیجے ہوئے ہیں ان پر ایمان لانا کہ اگلے سے بچے۔ دوسرے دن ایک ذبیحہ بت کی نذر کیا تو اُس میں سے آواز آئی (اشعار) ترجمہ۔ اے مازن سن تاکہ خوش ہو تجھ سے نیکی ظاہر ہوئی اور بدی مٹی ایک نبی قوم مُضر سے پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا دین ہے کہ تو پیغمبر کے تراشے کو چھوڑ تاکہ دوزخ کی آگ سے سلامت رہے۔ میں تلاش میں تھا کہ ایک قافلہ حجاز سے آیا۔ اُن لوگوں نے حضور کا پتہ بتایا۔ میں آوازوں سے تو متاثر تھا ہی مگر روانہ ہو گیا وہاں جا کر آنحضرت کا چہرہ نورانی دیکھتے ہی میرا دل مائل ہو گیا آنحضرت میں اسلام میں داخل ہو گیا۔ فرمایا کچھ اور بھی تمھارا مطلب

ہو میں نے عرض کی تین مطلب ہیں۔ اول تو یہ کہ میں رنگین آدمی ہوں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک میں فحش بہت ہے۔ تیسرے یہ کہ میرے اولاد نہیں ہے۔ خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی کہ۔ یا اللہ اسے باجے کے شوق کے بدلے قرآن شریف کی توفیق دے اور عوام عورتوں کے بدلے حلال عورتیں دے اور ساتھ ہی اسے ثمر و حیا بخش۔ اور اولاد بھی عطا فرما۔ مجھ سے خدا نے تعالیٰ نے وہ عیب دور کیے اور تجار خوبصورت عورتیں نکاح میں آئیں جہاں جیسا لائق بیٹا خدا نے مجھے دیا اور فحش دور کیا۔

۱۷۰۔ بنیٰ ابو نعیم اور ابن سعد نے جیم بن مطعم سے روایت کی ہے کہ حضور پاک کی بعثت سے پہلے موضع میں ہم ایک بت کے پاس بیٹھے تھے ایک اونٹ اُس کی نذر کو ذبح کیا تھا اُس بت کے پیٹ میں سے آواز سنی خبردار ہوا بت جنوں کا آسمانی خبریں پورا ناختم ہوا اس لیے کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے لگی۔ وہ بتے ہیں ہیں۔ نام نامی اُن کا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ہجرت گاہ اُن کی یثرب ہے۔ ہم وہاں سے ہجرت زدہ اُٹھے۔ کچھ دن بعد ہی آنحضرت ص کی شہرت سنی۔

۱۷۱۔ ابن شہاب وغیرہم محدثین نے روایت کی ہے کہ ذباب بن حارث نے کہا ایک جن میرا دوست بنا ہوا تھا اور اخبار غیب مجھے سنایا کرتا تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے میں خدا کی طرف سے مبعوث ہو چکے ہیں۔ چند دن نہ گزرے تھے کہ یہ شہرت ہم تک پہنچی۔ اور عمرو بن ابی شیبہ نے بھی اسی کی مثل جموح بن عثمان غفاری سے بیان کیا ہے کہ ایک کسان کا باریجن تھا وہ بھی دواغ ہوا۔

۱۷۲۔ ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ ایک دن مجلس میں حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص

آیا۔ آپ نے قیافے سے پہچانا کہ وہ کاہن تھا اُس نے کہا جب سے بعثت آنحضرت ہوئی یہی سلسلہ خبر رسائی چٹات کا موقوف ہو گیا۔ اُن لوگوں نے بھی اس مجلس میں ایسی باتیں بیان کیں۔

۱۷۳۔ فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہ سے۔ ابو نعیم نے ابن عباسؓ سے اور محدثوں نے عبد الرحمن بن عوفؓ اور اصحابؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بار کوہ البقیس پر ایک جن نے بہت بلند آواز سے کہا کہ مسلمانوں کو جلد مار ڈالو اور شہر بدر کرو۔ بت پرستی کو ہرگز نہ چھوڑو۔ یہ سن کر کافر بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کو اس خبر بد سے آگاہ کیا۔ انھوں نے حضورؐ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو وہ آواز مسعر نام ایک شیطان کی تھی اُس کو اور اُس کی بھتری میں آنے والوں کو عنقریب اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔ آج ایک قوی تیکل جن سمجھ نام مسلمان ہوا میں نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا ہے۔ وہ مجھ سے مسعر کے قتل کی بڑائی لے گیا ہے۔ مسلمان شاد کام ہوئے۔ شام کو اُسی مقام سے آواز آئی کہ ہم نے مسعر سرکش کو مار ڈالا کہ اُس نے رسول خداؐ کی شان میں بے ادبی کی تھی۔

۱۷۴۔ ابو نعیم داہن عساکر نے قبیلہ بنی نضیم کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ ہم اپنا جھگڑا بتوں کے پاس لے جاتے تھے اور جو اُن کے پیٹ سے آواز آتی اُس پر عمل کیا کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بُت کے پاس اسی غرض سے بیٹھے تھے کہ اُس کے پیٹ میں چند اشعار سننے۔ ترجمہ۔ اے آدمیو، کیوں ایسے بے عقل ہو گئے۔ ہو کہ بتوں سے فیصلہ چاہتے ہو۔ جاؤ اُس رسول خداؐ کے حضور میں جو بڑے عادل ہیں آدمیوں کو گناہ سے نکالتے اور نور اسلام سے فیصلے ظاہر فرماتے ہیں۔ اُس وقت تو ہم پریشان ہو کر تتر بتر ہو گئے لیکن جب حضور پاکؐ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو ہم سب حاضر خدمت ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔

۱۷۵۔ ابو نعیم نے تميم دارمیؓ سے روایت کی ہے کہ میں شام کے سفر میں تھا کہ رات ہو گئی میں نے زور سے حسب دستور کہا کہ میں اس جنگل کے سردار کی پناہ میں ہوں کیا ایک میں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اللہ کی پناہ مانگ رہا ہے حکم خدا کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دے سکتے میں نے تعجب سے کہا کیا کہتا ہے؟ جواب ملا کہ وہاں عرب میں اب پیغمبر خداؐ ظاہر ہو چکے ہیں اور ہم نے اُن کے پیچھے حجوں میں نماز پڑھی ہے ہم مسلمان ہو کر اُن کے تابع فرمان ہو گئے اور نگر جنوں کا جاتا رہا اب اگر جائیں تو آگ کے شعلوں سے مارے جاتے ہیں تو جا محمد رسول رب العالمینؐ پر اسلام لا۔ صبح میں نے آگے روانہ ہو کر ایک شہر میں ایک راہب سے یہ ماجرا بیان کیا اُس نے کہا جنہوں نے سچ کہا وہ پیغمبر سب پیغمبروں سے افضل ہیں ایک عرم سے ظاہر ہوں گے اور دوسرے عرم کو ہجرت فرمائیں گے تو جلدی اُن کی خدمت میں پہنچ۔

۱۷۶۔ ابو نعیم نے عویلہ ضمریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک بُت کے پاس بیٹھے تھے اچانک اُس کے پیٹ سے آواز آئی کہ جو خبریں آسانی جن چڑا کر لایا کرتے تھے اب یہ بات جاتی رہی۔ جائیں بھی تو ستاروں سے مارے جاتے ہیں۔ اس سبب سے کہہ سکتے ہیں احمد مجتبیٰ پیدا ہو چکے ہیں اور ہجرت گاہ اُن کی یثرب ہے۔

۱۷۷۔ ابو نعیم ابن جریر اور طبرانی وغیرہ محدثین نے کثیر اسناد کے ساتھ متعدد طریق سے عباس بن مرداسؓ سے روایت کی ہے کہ میرا باپ آخر وقت ہمیں وصیت کر کے مر گیا تھا کہ منار بُت سے اپنی مشکلیں آسان کر لیا کرنا۔ ایک دن میں شکار کو گیا تھا۔ اور دو پہر میں مع رفقا اور ملازمین کے درختوں کے سایے میں بیٹھا تھا کہ ایک شتر مرغ سفید اوپر سے اُترا اُس پر ایک سفید پوش نورانی سوار تھا اُس پر مرد نے مجھ سے کہا کہ اے عباس؟ تجھے کچھ خبر ہے کہ آسمان کو چوکیداروں سے محفوظ کر لیا گیا۔ جنگ و جدال زمین پر شائع ہو کر کھوڑوں کو زمین اور لگام سے تیار کیا جا

رہا جو جن کی وجہ سے یہ نیک انتظام ہوا ہو وہ روز و شب پیدا ہوئے اُن کے پاس ایک اونٹنی قصوانام ہو۔ یہ سن کر میں خوفزدہ اُس شمارت کے پاس گیا اُس نے چند شعر اس مضمون کے کہے۔ سارے قبائل سلیم سے کہہ دو کہ اب بت خانے والے ہلاک، اور مسجد والے زندہ ہوئے شمار ہلاک ہوا نبوت و ہدایت کے وارث بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ وہ قریش میں سے ہیں۔ پھر جب آنحضرت جنگ خندق سے لوٹے تھے اُس پر مرد نے مطلع کیا کہ وہ نوز و درخشید کو پیدا ہو کر دنیا میں آیا ہو عنقریب اپنے ناقہ قصوانا پر سوار ہو کے ملک نجد میں پہنچے گا۔ بھیجی سے اسلام کا اعتقاد میرے دل میں راسخ ہو گیا۔

۱۷۸۔ ابن سعید و نعیم نے سعید بن عمرو ہمدانی سے روایت کی ہو کہ میرے باپ نے ایک دن بت کے آگے ایک بکری ذبح کر کے رکھی تھی یکا یک اُس بت کے پیٹ میں سے اس مضمون کے اشعار سننے میں آئے۔ تعجب ہو کہ اولاد عبدالمطلب سے ایک پیغمبر پیدا ہوئے جو زنا کو حرام کرتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے کی نگہبانی کی جاتی ہو اور ہم یکا یک ستاروں سے مارے گئے۔ وہاں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہاں محمد ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب ہمارے درمیان پیغمبر خدا ہیں تمہیں چاہیے کہ اُن پر ایمان لے آؤ۔

۱۷۹۔ ابن سعد نے جعد بن قیس قرادی سے روایت کی ہو کہ ہم تجارا دمی بارادہ حج اپنے وطن سے روانہ ہوئے راہ میں ملک یمن کے ایک جنگل میں چلے جا رہے تھے کہ اس مضمون کے اشعار عربی میں سنے۔ اسے سوار و جانے والو، جب تم زمرم اور حطیم پر پہنچو تو ہمارا سلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا پیغمبر کیا ہو بعد اسلام کے عرض کر دینا کہ ہم آپ کے دین کے تابع ہیں۔ اسی بات کی وصیت کی تھی یہیں مسیح ابن مریم علیہ السلام نے

۱۸۰۔ امام احمد، ہزار، ابویعلیٰ بیہقی اور محدثوں نے بلال ابن حارث سے روایت کی ہو کہ ایک بار ہم سب خادم آنحضرت مخدوم دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے مقام عرج میں منزل ہوئی۔ میں اپنے خیمے سے حضور میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں آنحضرت لشکر سے دور جنگل میں تنہا تشریف فرما ہیں متصل پہنچا تو شور و غوغا سنا جیسے بہت سے لوگ جھگڑتے ہوں۔ آنحضرت تنہا تشریف لائے تو میں نے عرض کی یہ شور کیسا تھا؟ فرمایا کہ مسلمان جنوں سے کافر جن سکونت کی بابت جھگڑ رہے تھے اور میرے پاس اس نزاع کو فیصلے کے لیے لائے تھے میں نے یوں فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن حبش میں اور کافر جن غور میں رہا کریں اور آپس میں نہ ملیں۔

۱۸۱۔ خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہو کہ میں حضور کے ہم سفری کا شرف نصیب تھا آنحضرت ایک چھوٹے درخت کے تلے تشریف فرما تھے۔ یکا یک ایک بہت بڑے گلے سانپ نے اُدھر کا قصد کیا۔ لوگ مارنے اُٹھے تو فرمایا اسے آنے دو۔ وہ حضور کے پاس پہنچ گیا اور سر گوشی کرنے لگا حضور پاک نے بھی اُس کے کان میں کچھ کہہ دیا۔ وہ غائب ہو گیا۔ فرمایا یہ جانور نہ تھا جن تھا اور جنوں کا بھیجا ہوا آیا تھا فلائی سورۃ تشریف کی کچھ آیتیں سمجھ کر کہہ دیا تھا وہ پوچھ گیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت سوار ہو کر ایک گاؤں تک پہنچے وہاں کے لوگ پہلے ہی مت منتظر کھڑے تھے عرض کرنے لگے کہ اس گاؤں میں ایک نوجوان عورت پر جن آتا ہو حضور پاک نے اُس جن کو ہلا کر پوچھا تو جانتا ہو میں کون ہوں۔ میں نے محمد رسول خدا ہوں۔ اس عورت کو بھیجا چھوڑ اور اپنی راہ لگ۔ یہ کہتے ہی وہ جن زدہ عورت ہوش میں آکر نقاب مٹنے پر کھینچنے لگی اور بالکل تندرست ہو گئی۔

۱۸۲۔ اِفْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّيْقُ الْقَحْرُ معجزہ شق القمر، معجزات مشہورہ متواترہ میں سے ہو۔ قیامت میں اسی طرح چاند کا پھٹ جانا یقین دلانے کو اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کی معجزہ طلبی پر کر دکھایا تھا۔ اگر قیامت میں ایسا کرنے کا ذکر ہوتا تو بیغہ ماضی بیان نہ ہوتا بلکہ مستقبل کے صیغے سے آتا۔ نقص واضح کے علاوہ وحی غیر متکثر حدیث مبارک میں بھی اس کا مفصل بیان آیا ہو۔ جناب مولیٰ المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرات ابن عباسؓ ابن عمرؓ جبیر ابن مطعمؓ حذیفہ بن الیمانؓ انس ابن مالک رضی اللہ عنہم نے اس واقعے کی تصدیق کی ہو۔ کہ قبل ہجرت مکہ معظمہ میں ابو جہل، ولید ابن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہم کفار قریش نے جمع ہو کر حضور میں یہ مدعا پیش کیا کہ آپ اگر سچے پیغمبر ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیے۔ فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو تم ایمان لے آؤ گے؟ سب مدعیوں نے کہا کہ ہاں پھر تو تم ایمان لے آئیں گے۔ فرمایا اچھا جس رات پورا چاند ہو تم سب آجانا اور خدا نے جو مجھے قوت عطا فرمائی ہو اس کو آنکھوں سے دیکھ لینا۔ چنانچہ وقت مقرر پر وہ سب آئے۔ حضور پاکؐ نے شق القمر کر کے آنکھوں سے انھیں دکھا دیا۔ چاند اتنے فرق سے نظر آنے لگا کہ دونوں ٹکڑوں کے درمیان جگہ جرا آجاتے۔ دیکھنے والے لا جواب ہو کر کہنے لگے یہ تو سحر ہو۔ ابو جہل نے ان سے کہا کہ اگر سحر ہو تو تم لوگوں پر یہ سحر نہ کر آؤر شہر والوں پر جو لوگ باہر سے تمہارے ہاں آئیں ان سے تم لوگ تحقیق کر سکتے ہو اور طرفوں سے آنے والوں نے بھی تصدیق کی کہ چودھویں کا چاند دو ٹکڑے نظر آتا تھا لیکن کافروں نے ابو جہل کو بھی اپنا ہم خیال بنالیا۔ عقل سقیم نے متحیر ہو کر اس واقعے میں دوشکست ظاہر کی ہے۔

(۱) آسمان اور اجرام فلکی میں خرق والتیام محال ہو۔ (۲) اگر شق القمر ہوتا تو اور

اقالیم کے لوگ بھی دیکھتے اور اپنی توارخ میں لکھ جاتے۔ عقل سلیم بر بنائے علم حق، یعنی قرآن حکیم کے کہتی ہو کہ آسمان، چاند اور ستاروں میں خرق والتیام ہرگز محال نہیں! دلیل یہ ہو کہ قیامت کے دن یہ سب پاش پاش ہو جائیں گے۔ جو قدر اس وقت قدرت دکھائے گا وہی پرودہ رسالت سے معجزہ نمائی کرنے پر ہر وقت قادر ہو اور موافق قواعد خود ساختہ حکما بھی ثابت ہو کہ سب ستارے مثل زمین کے کثیف اور قابل خرق والتیام ہیں۔ اب رہی دوسری بات، تو تاریخ فرشتے ہی میں دیکھ لیجئے لکھا ہو کہ ملیبار کے راجہ نے مسلمانوں کی زبانی معجزہ شق القمر سن کر اپنے پندرتوں سے پوچھا تھا۔ اُسے وِدْوَ اَلْوَن نے کتابوں کی تحقیق کی بنا پر اس کی تصدیق کی اور راجہ اس معجزہ پر ایمان لے آيا۔ نیز سوانح الحزمین میں لکھا ہو کہ شہر دہار (متصل دریائے چنگل صوبہ مالوہ کا راجہ) اس رات تفریح طبع کے لیے اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا کیا بارگی اُس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھیل گیا۔ صبح اُس نے اپنے ہاں کے پندرتوں سے استفسار کیا انھوں نے صاف بیانی سے کام لیتے ہوئے غیر مبہم الفاظ میں کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہو کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوں گے اُن کے ہاتھ پر معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا چنانچہ اُس راجہ بھوج نامی نے ایک ایچی حضور میں بھیجا اور بعد تصدیق بتائے ایزدی ایمان لایا۔ اُس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور قبر اُس راجہ کی شہر کے باہر اب تک زیارت گاہ ہو۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی مرحوم نے اس معجزے کو بڑی تفصیل سے لکھا ہو۔

یہ معجزہ رات گئے واقع ہوا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا یہاں تک کہ حاضرین نے اُسے بخوبی مشاہدہ کر لیا تھا اور وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے رات کو عام طور پر لوگ آرام کرتے ہیں کوئی اعلان عام نہ تھا کہ انتظام ہوتا اور لوگ عادی آسمان

کی طرف نظر لگائے بھی نہیں ہوتے ہیں اس لیے تاریخ کی کتابیں اگر اس ذکر سے خالی رہی ہوں تو کون سا تعجب ہو۔ توراۃ میں لکھا ہو کہ حضرت یوشع کے لیے آفتاب ٹھہر گیا تھا اس واقعے کو بھی کسی اہل تاریخ نے ذکر نہیں کیا۔ بات یہی ہو کہ یہ معاملہ دین کا ہو دین کی سند لینی چاہیے۔ تاریخ پرستی گمراہی ہو۔

۱۸۳۔ امام طحاوی اور طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ موضع صہبہ میں متصل خیبر کے تشریف فرما تھے سر مبارک جناب مولیٰ المؤمنین علیہ السلام کے زانوئے اقدس پر رکھا تھا کہ یکایک وحی آنا شروع ہو گئی جناب مولانا کو عصر کی نماز پڑھنی تھی۔ ادھر وحی ختم ہوئی ادھر آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرتؐ کے دریافت فرمانے پر جناب مولانا نے عرض کیا کہ نماز عصر باقی ہو۔ حضور پاکؐ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ علی تیرے اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں سب سے پہلے آفتاب کو پھیر لاکہ تیرا فریضہ بھی ادا کر لیں۔ اسماء کہتی ہیں کہ ڈوبا ہوا سورج نکل آیا اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑ رہی تھی۔ جناب مولانا نے عصر کے فرض باطمینان تمام ادا کیے پھر غروب ہوا۔

ف۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہو مگر اور محققین و محدثین نے بیان کیا ہو کہ یہ حدیث صحیح ہو بالخصوص امام جلال الدین سیوطی شافعی نے کشف النبیس فی حدیث رد الشمس نام کا ایک رسالہ اسی تحقیق میں لکھا ہو۔ اور اس حدیث کو باسانید کثیرہ بیان کیا ہو۔

۱۸۴۔ بیہقی نے والدہ عثمان بن ابی العاص قاطمہ بنت عبداللہ سے روایت کی ہو کہ میں بوقت ظہور نور خدا حاضر تھی میں نے دیکھا کہ سارا گھر نور سے معمور ہو گیا ستاروں کو دیکھا کہ اتنے لٹک آئے تھے کہ میں نے گمان کیا کہ اب گر پڑیں گے۔

۱۸۵۔ بیہقی، صابونی، خطیب، اور ابن عساکر بن عبدالمطلب سے روایت کی ہو کہ میں

نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک میرے اسلام لانے کی وجہ ایک علامت ہوئی کہ جب میں نے آپ کو ہنڈولے میں دیکھا تو آپ جدھر چاند کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے ادھر ہی چاند جھک جاتا تھا۔ فرمایا میں اُس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے۔ اور جب وہ عرش کے تلے سجدہ کرنے کرتا تھا تو میں اُس کے اس کرنے کی آواز سنتا تھا۔ یہ حدیث معجزات کے باب میں حسن ہو۔

۱۸۶۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہمارا بیچا کیا سراقہ بن مالک نے میں نے عرض کی کہ دشمن نے جہنم کیا فرمایا لَا تَخْرُجَنَّ اِنَّ اللہَ مَعَنَا اور سراقہ کے لیے بددعا کی تو اُس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا اُس نے دعا کی درخواست کی کہ پھر جاؤں گا اور ایسے لوگوں کو پھیرتا لے جاؤں گا۔ آنحضرتؐ نے اُس کی نجات کے لیے دعا فرمائی تو اُس نے اُس عذاب سے نجات پائی اُس نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا۔

۱۸۷۔ بیہقی، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ جناب رسالتؐ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض معروض کر رہے تھے حضرت جبریلؑ بحکم ربّ جلیل آئے اور کہا ایک مٹھی خاک ان کا فزوں کے منہ پر مار دیجے۔ ہر کافر کی آنکھ منہ اور نیتوں میں وہ خاک پہنچی۔ ربّ العزت نے آیہ وانی ہدایہ نازل فرمائی۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَٰیئُكَ اِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَرٰی ۙ (اصحابؓ نے اپنی نفسا نیت سے کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ ہمارے حکم کی تعمیل کی تو وہ قتال اُن کے ذمے نہ رہا بلکہ جس طرح جلا دشا جس حکم سے کسی گروہ زنی کو قتل کرتا ہو اور اُس کے ذمے نہ قصاص عائد ہوتا ہو نہ خوں بہا اسی طرح فساد یوں کا قتل مجاہدین پر حلال ہو۔ اور اسے رسولؐ آپ نے خاک (دیکھا) نہ پھینکیں بلکہ دست قدرت کام کر رہا تھا۔ آپ کا تو فقط پر وہ تھا۔) صحیح مسلم میں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں بھی آنحضرتؐ نے کچھ کنکریاں شوش پسندوں کی طرف پھینکیں تھیں اُسی وقت سے اُن کی تیزی گندہ گئی اور صورت شکست اُن پر نمودار ہونے لگی۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ سب کافروں کے منہ خاک آلود ہو گئے اور وہ آنکھیں ملتے بھاگ نکلے۔

۱۸۸۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک کاتب وحی مرتد ہو کر مشرکین میں جا ملا تھا۔ اُس کے حق میں حضور پاکؐ نے فرمایا کہ زمین اُسے قبول نہ کرے گی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ابوطحہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ جہاں وہ شخص مرا تھا میں وہاں پہنچا تو اُسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ لوگوں سے پوچھنے پر ظاہر ہوا کہ کئی بار اس کو دفن کیا۔ لیکن زمین نے اُسے قبول نہ کیا ہر بار اُسے باہر نکال کر پھینک دیا۔

۱۸۹۔ بیہقی نے حضرت اسمٰعیل بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ (مفہوم) جو شخص جھوٹی بات بنا کر میری طرف سے کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ٹھہرا لے۔ ایک شخص کو آپؐ نے اپنا پیام دے کر کہیں بھیجا تھا اُس شخص نے اپنی طرف سے باتیں بنا کر کہیں۔ آنحضرتؐ نے یہ ایک ٹکلیہ فرما دیا۔ اور اُس شخص کو مرنے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ اُس کا پیٹ پھٹ گیا ہوا زمین نے اُسے قبول نہیں کیا بلکہ باہر نکال کر پھینک دیا۔

۱۹۰۔ بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے محکم بن جثمہ کے حق میں بددعا کی توجیب وہ مرا زمین نے اُسے قبول نہیں کیا۔

۱۹۱۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیالے ہوئے حضورؐ میں گزارش کی کہ نہ پانی پینے کو نہ وضو کو۔ رحمت عالمیاں نے اُس کوٹے میں اپنے دست مبارک رکھے۔ انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح پھوٹ نکلا۔ اور ۴۰ سو آدمیوں کو کافی ہوا۔

۱۹۲۔ صحیح بخاری میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم ۴۰۰ سو آدمی صلح حدیبیہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے وہاں جو کنواں تھا وہ سب لوگوں نے کھینچ لیا تھا ایک بوند باقی نہ تھی۔ آنحضرتؐ اُس کنویں کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے اور ایک برتن میں لشکریوں سے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور ایک ٹکلی اُس خشک کنویں میں ڈال دی۔ اتنا پانی ہو گیا کہ کوچ کے دن تک (۲۰ دن تک) آدمی اور جانور سب کے سب سیراب ہوتے رہے۔

۱۹۳۔ صحیحین میں عمران بن حصیبؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں نے حضور اعجازؐ سے اپنا کئی جناب میں تشنگی کی شکایت کی سواری سے اتر کر جناب مولا علیؑ کو ایک اور شخص کے ساتھ بھیجا کہ جہاں پانی ملے لے آؤ۔ ایک عورت کے پاس دو مشکیں پانی پایا اُسے لے آئے، ۴۰ سو آدمیوں نے اُس پانی میں سے خوب سیر ہو کر پیا۔ برتن بھر لے اور پھر مشکیں خوب بھری ہوئی اُس عورت کو واپس کر دیں۔

۱۹۴۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ مقام زوراء میں کہہ دینے سے قریب ہو تشریف رکھتے تھے لوگ ایک برتن پانی کا سامنے لائے حضورؐ پر نوز نے اپنے دست کمر اُس برتن میں رکھ دیا ہم نے دیکھا کہ انگشتان مبارک سے چشمے کی طرح پانی نکلنے لگا تین سو آدمیوں نے وضو کیا۔

۱۹۵۔ صحیح بخاری میں عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ظہور معجزات کو برکت سمجھتے تھے ہم خدام آنحضرتؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھے پانی کم رہ گیا تھا ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لوگ حضورؐ میں لائے آنحضرتؐ جلوت قدرت نے اُس برتن میں دست مبارک ڈالا۔ بالتحقیق ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح ابلا پڑتا تھا۔ اور یہ بھی تحقیق ہے کہ طعام تناول فرمانے کے وقت ہم اُس کھانے سے تسبیح سنا کرتے تھے۔

۱۹۶۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک سفر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم آج دن ڈھلے سے رات بھر چلتے رہو۔ کل تمہیں پانی ملے گا حضور نبی کریم علیہ التہیتہ والتسلیمؐ اودھی رات تک چلتے رہے پھر رستے سے ہٹ کر ٹھہرے اور فرمایا کہ سب سونہ جانا کچھ جاگتے بھی رہنا نماز کا خیال رکھنا لیکن ہم سب لوگ سفر سے تھکے ہمارے تھکے پڑتے ہی سو گئے۔ سب سے پہلے حضور پاکؐ ہی جاگے پشت مبارکہ پر دھوپ اچکی تھی۔ حکم دیا کہ یہاں سے جلد آگے چلو آفتاب کے بلند ہو جانے پر سواری سے اترے۔ میرے پاس ایک بڑے لوٹے میں کچھ پانی بھی تھا۔ وہ منگو اور وضو اس احتیاط سے کہ پانی کم خرچ ہو وضو فرمایا۔ تھوڑا سا پانی لوٹے میں بچ رہا مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اس پانی کو احتیاط سے رکھو۔ اس کا ایک حال ہوگا۔ حضرت بلالؓ نے اذان کہی اور ہم نے دو رکعت سنت پڑھ کر حضور پاکؐ کی اقتداء میں نماز فجر باجماعت ادا کی پھر وہ جناب سوار ہوئے ہم بھی ہمراہ ہوئیے۔ جب دن زیادہ چڑھا تو سب لشکر نے پانی پانی کی رٹ لگائی۔ رخصۃً للغالیین نے تسلی دی کہ گھبراؤ مت۔ اب وہ لوگ منگوایا اور پانی ڈالنا شروع کیا حضرت قتادہؓ کہتے ہیں میں سب کو پلاتا جاتا تھا۔ جب سب لشکر سیراب ہو گیا تو مجھ سے فرمایا تم بھی پی لو۔ میں نے عرض کی پہلے حضورؐ نوش فرمایا پلانے والے کو سب کے بعد پینا چاہیے چنانچہ میں نے بھی پیا اس کے بعد اس معجزہ ذات نے نوش فرمایا۔

ف۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ سب نہ سو جانا سو ویسا ہی ہوا اور قضا پڑھنے والوں کے لیے یہ فعل مبارک کہ احتیاری تھا ہنسوں ہو گیا۔ عرفانے لکھا ہے کہ جلوہ نور پاکؐ سکھانے کے لیے بطور شکر یہ نمازیں پڑھتے تھے اور اُمت فرض کی نیت سے ادا کرتی ہو۔

۱۹۷۔ بیہقی و حاکم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر چاد میں پانی کی ضرورت پڑی۔ میں نے حضور میں عرض کی کہ پانی کے لیے دعا فرمائیے۔ دعا کو پاتھا اٹھتے ہی ایک ابر آیا اور اتنا برساکہ سب کی حاجت پوری ہو گئی۔ وَیَنْزِلُ عَلَیْکُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ لِّیَطَهَّرَ بِہِ۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

۱۹۸۔ بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے قبلہ کے کھارے کنویں میں وضو کا بچا ہوا پانی ڈال دیا۔ پانی شیریں اور بافراط ہو گیا۔

۱۹۹۔ ابونعیم نے دلائل النبوة میں روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے اپنا آب دہن مبارک حضرت انسؓ کے گھر کے کنویں میں ڈالا۔ اس کنویں کا پانی، میں نے بھر کے کنوؤں سے میٹھا پھٹا۔

۲۰۰۔ ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضور میں ایک ڈول بھرا ہوا آب زمزم سے لائے آنحضرتؐ نے اس میں گلی کر دی وہ پانی مشک سے سوا خوشبودار ہو گیا۔

۲۰۱۔ ابن سعد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتؐ نے کچھ اصحاب کو توشہ راہ کے لیے ایک مشک پانی منہ بند کر کے عطا فرمائی اور دعا کی جب نماز کا وقت آیا۔ اترے تو دیکھا کہ اس مشک میں دودھ تھا اور اس کے منہ پر مہن تھا۔

۲۰۲۔ امام مستغفری نے اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ جب ملک مصر فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں نے عمرؓ کو ابن العاص فاتح مصر سے کہا کہ اس روئیل کا معمول ہے کہ اس مہینے کی ۱۲ تاریخ کو ہم لوگ ایک کنواری لڑکی کو اچھے کپڑے اور زیور سے آراستہ کر کے لاتے ہیں۔ اور نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ اس وقت یہ روہ پانی دیتی ہے۔ بغیر اس کے ہرگز جاری نہیں ہوتی۔ عمرؓ و عاص نے تین مہینے انتظار کر کے آخر حضرت عمر فاروقؓ کو مہینے لکھ بھیجا۔ آپ نے جواب کے ساتھ ایک خط مانفوف

کر دیا تھا اُس میں لکھا تھا کہ از جانب بندہ خدا عمر امیر مسلمانوں کے بجانب روم نیکل اگر تو حکم خدا سے واحد قہار جاری ہوتا تو ہم اُسی واحد قہار سے دعا مانگتے ہیں کہ تجھے جاری کرے، عمرو بن العاص نے جیسے ہی وہ رقعہ ڈالنا نیکل جاری ہو گیا اور وہ رسم قبیح ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی۔

۲۰۲۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ سے لمبی روایت ہو اُس میں حضورؐ کا تین دن کی بھوک کے بعد بھی ایک پتھر کو کڈال سے پاش پاش کر دینا اور پونے تین سیر آٹے۔ ایک بڑغالہ کے شوربے سے ایک ہزار آدمیوں کا شکم سیر کر دینا بیان کیا ہو۔ آگ پاؤں کے شوربے کو جلا کر کم نہ کر سکی۔

۲۰۳۔ قطب الدین قسطلانی نے کتاب جمل الامیاز فی الاعجاز میں لکھا ہو کہ پیش گوئی آنحضرتؐ کے موافق جو آگ مدینہ منورہ کے متصل ظاہر ہوئی تھی اور پتھروں تک کو جلا دیتی اور گلا دیتی تھی۔ وہ ایک ایسے پتھر پر پہنچی جو آدھا داخل حرم تھا اور آدھا خارج حرم جس قدر حصہ خارج تھا اُس کو آگ نے جلا دیا۔ داخل حرم حصہ نہ جلا۔ قرطبی نے لکھا ہو کہ وہ آگ مثل دریا کے موجیں مارتی ہوئی ملک یمن کے ایک قریے میں جا پہنچی مدینہ طیبہ اُس کی آغ سے محفوظ رہا۔

۲۰۵۔ عارف رومیؒ نے ایک معجزہ لکھا ہو کہ حضرت انسؓ بن مالک کے ہاں ایک شخص مہمان ہوا انھوں نے ہاتھ پونچھنے کے دستمال کو تنور میں ڈال دیا مہمان حیران ہو گیا جب ایک ساعت کے بعد دستمال صاف و پاک ہو کر نکلا۔ حضرت انسؓ نے مہمان سے کہا کہ ایک دن حضورؐ پاک نے اس کپڑے سے ہاتھ منہ صاف کیا تھا اُس کی یہ برکت ہو کہ آگ میں نہیں جلتا۔ مولانا رومؒ نتیجے میں کہتے ہیں :-

لے دل نرسندہ از نار و عذاب باچناں دست و پے کن اقتراب
چوں جامے را چیں تشریف داد جان عاشق را چہا خواہد کشاد

۲۰۶۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ حضورؐ خطیب الانسب یا علیہ التحیۃ والثناء ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں جمعے کا خطبہ فرماتے قریب منبر ہوئے۔ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے ہیں مینہ کے واسطے دعا فرمائیے۔ حضورؐ پاکؐ نے دونوں ہاتھ بلند کیے اُس وقت آسمان پر کوئی ٹکڑہ بادل کا نہ تھا۔ بخدا اُسے لایزال، ہنوز دست کرم بلند ہی تھے کہ مانند پہاڑوں کے چاروں طرف سے ابر گھرا آیا۔ منبر شریف سے ہنوز نیچے تشریف نہ لائے تھے کہ محاسن شریف سے مینہ کے قطرے ٹپکنے لگے۔ دوسرے جمعے کو اُسی اعرابی نے یا کسی اور نے عرض کی مکانات گرنے لگے اور کھیتی پر پانی پھر گیا دعا فرمائیے کہ بارش ختم جائے۔ حضورؐ پاکؐ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ بارش ہمارے گرد نہ برسے اور ہم پر نہ برسے۔ اور جہاں ہر طرف اشارہ فرمایا وہیں ابر کھل گیا۔ مدینے کے گرد و برستار ہا مگر مدینہ منورہ میں برسنا موقوف ہو گیا۔

۲۰۷۔ جنگ احزاب سے متعلق یہ معجزہ ہی بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ حضورؐ پاکؐ نے فرمایا نہ نصرت بالصبا و اهلکت عاد و آل الذبورۃ (میری مدد پر وائی ہو اسے ہوئی اور قوم عاد بچھو ہو اسے ہلاک ہوئی)۔

۲۰۸۔ ترمذی نے جناب مولا علیؓ سے روایت کی ہو کہ میں گئے میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا حضورؐ پاکؐ کے سامنے جو پہاڑ یا درخت آتا وہ کہتا تھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۲۰۹۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہو کہ میں خلوت کا طالب رہتا تھا ایک دن خالی موقع دیکھ کر حضورؐ میں جا بیٹھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے اور سلام کر کے سیدھی طرف بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام

کر کے حضرت ابوبکرؓ کی سیدھی جانب بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان ذی النورینؓ آئے اور سلام کر کے حضرت عمرؓ کی سیدھی طرف بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے سات کنکریاں دست مبارک میں لے لیں۔ کنکریاں تسبیح خدا کرنے لگیں جب ہاتھ سے نیچے رکھ دیا تو چپ ہو گئیں۔ اب اُن کنکریوں کو اٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کی پتھیلی پر رکھ دیا وہ پھر تسبیح کرنے لگیں۔ اُن کی آواز شہد کی مکھٹیوں کی سی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہاتھ سے رکھ دیں تو چپ ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن کنکریوں کو اٹھا کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر رکھا اب وہ تسبیح کرنے لگیں جب حضرت عمرؓ نے فرش پر رکھ دیا تو کنکریاں خاموش ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ سر پابرکتؐ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر رکھ دیا وہ پھر تسبیح کرنے لگیں اور جب انھوں نے بھی رکھ دیا تو چپ ہو گئیں۔ آنحضرتؐ سترتا سرخیز و برکتؐ نے فرمایا یہ خلافت نبوت کی ہو۔

۲۱۰۔ مسلم نے جابر بن سرف سے روایت کی ہو کہ رسول کریمؐ علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکے میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

۲۱۱۔ بیہقی نے ابواسد ساعدی سے روایت کی ہو کہ ایک دن حضور پاکؐ نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا کہ کل تم اور تمھاری اولاد مکان سے کہیں نہ جاؤ جب تک میں آؤں مجھے تم سے کچھ کام ہو۔ وہ سب منتظر رہے۔ تشییف لے آئے خیر و عافیت پوچھنے کے بعد فرمایا تم سب متصل ہو جاؤ سب کو متصل کر کے ایک کپڑا اوڑھالیا اور دعا کی۔

(مفہوم) یا اللہ یہ میرے چچا ہیں باپ کے برابر اور یہ اُن کی اولاد ہو۔ جس طرح میں تمھیں کپڑا اوڑھایا ہو تو انھیں آتش دوزخ سے محفوظ رکھ۔ اُس مکان کی چوکھٹ او دیواروں نے آمین کہی۔ ابو نعیم نے بیٹے اور ایک بیٹی اُم حبیبہ کے نام، دلائل النبوة میں لکھے ہیں۔

۲۱۲۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے۔ اور بزار و طبرانی و ابویعلیٰ نے حضرات جابرؓ و ابن مسعودؓ سے روایت کی ہو کہ کافران قریش نے ۳۶ بت خانہ کعبہ کے گردا گرد رکھے تھے اور ان کے پاؤں سیسے سے سخت اور مضبوط جما دیے تھے، سال فتح مکہ میں رسول اللہؐ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اُس سے اُن بتوں کو اشارہ فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے تھے ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ“ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہی چت ہو کر گر پڑتا اور جس کی پشت کی طرف لکڑی کا اشارہ کیا وہ بت اندھا ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ کوئی بت باقی نہ رہا۔

۲۱۳۔ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہ ایک منزل میں حضور والاؐ کے ہمراہ تھا آنحضرتؐ ایک چوڑے میدان میں اترے اور دو درختوں کو یہ فرما کر بلایا اور اڑھائی کہ حکم خدا، میری فرماں برداری کرو۔ بعد قضاے حاجت وہ درخت اپنی جگہ جا کھڑے ہوئے۔

۲۱۴۔ دارمی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہو کہ ایک سفر میں ہم حضورؐ کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی قریب آیا اُس سے فرمایا تو گواہی دیتا ہو کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تنہا اور تو گواہی دیتا ہو کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کا بندہ اور رسول ہو۔ اعرابی نے کہا آپ کے اس دعوے پر گواہ کون ہو؟ فرمایا وہ درخت! درخت کو بلایا وہ میدان کے اُس کنارے سے زمین چیرتا ہوا آ کھڑا ہوا اور تین بار گواہی دی پھر اپنی جگہ چلا گیا۔

۲۱۵۔ ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہو کہ ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر برحق ہیں؟ آنحضرتؐ نے درخت خرما کے ایک خوشے کو بلایا وہ جھکتا ہوا آیا اور حضور پاکؐ کی پیغمبری کی گواہی دی۔

وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

۲۱۶۔ بنواری نے بریدہ سے روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ سے ایک اعرابی نے معجزہ طلب کیا فرمایا تو اُس درخت سے جا کر کہہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھے بلاتے ہیں یہ سن کر درخت نے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے حرکت کی اور زمین کو بھاڑتا ہوا اپنے جُزوں کو گھسیٹتا ہوا جھپٹا۔ اور حضور میں اکھڑا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ اعرابی نے کہا اب اسے اجازت دیجئے کہ اپنی جگہ پلٹ جائے۔ حضور پاکؐ نے اُسے کوٹنے کا حکم دیا وہ گیا اور جڑیں اُس کی زمین میں گھس گئیں۔ اعرابی مسلمان ہو گیا اور سجدہ کرنے کی اجازت چاہنے لگا۔ فرمایا اگر سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو زوجہ کو اپنے شوہر کی طرف اجازت دیتا پھر اُس نے کہا اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ہاتھ پاؤں چوموں۔ اس کی اجازت بخشی اُس نے دست پائے مبارک کے بو سے لیے۔

۲۱۷۔ بیہقی والوبعلی نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے روایت کی ہو کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ کہیں قضا کے حاجت کے لیے جگہ ہو؟ میں نے عرض کی کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے کہیں ٹھکانہ نہیں ہو! فرمایا دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے بتایا کہ ہاں کچھ درخت تو پاس پاس ہیں۔ فرمایا جا کر اُن درختوں سے بھی اور پتھروں سے بھی کہو کہ رسول خدا حکم دیتے ہیں کہ سب اکٹھے ہو جاؤ۔ میں نے جا کر ایسا ہی کہہ دیا بخدا اُسے لایزال درخت ایک جگہ ہو گئے اور پتھروں کی دیوار بن گئی۔ اُن کی آڑ میں بیٹھ کے آنحضرتؐ نے قضا کے حاجت کی بعد فراغت فرمایا ان سے کہ دو علیحدہ ہو جائیں۔ بخدا وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

۲۱۸۔ امام احمدؒ، بیہقی اور طبرانی نے یحییٰ بن سیارؓ سے روایت کی ہو ضرورت رفع کرنے

کے لیے آنحضرتؐ نے دو چھوڑے کے درختوں کو حکم کیا وہ دونوں مل گئے اُن کی آڑ میں بیٹھ کر آنحضرتؐ نے فراغت پائی۔

۲۱۹۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہو کہ جب جن حضور میں حاضر ہوئے تھے تو انھوں نے چھپا تھا کہ آپ کے رسول اللہؐ ہونے کی کون گواہی دیتا ہو؟ حضورؐ نے ایک درخت کو بلایا اُس نے جڑیں گھسیٹتے ہوئے آکر گواہی دی۔

۲۲۰۔ بیہقی اور ابو نعیم نے ابی امامہؓ سے روایت کی ہو کہ رُکانہ پہلوان نے حضور پاکؐ سے معجزہ طلب کیا تو آنحضرتؐ نے ایک درخت سمہ قریب تھا اُسے بلایا۔ وہ درخت آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر اُسے کوٹا دیا۔ فتح مکہ پر رُکانہ مسلمان ہوا۔

۲۲۱۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر میں عکاشہ کو ایک خشک لکڑی دی وہ اُن کے ہاتھ میں سفید براق تلوار بن گئی۔ وہ ہمیشہ اس تلوار سے جہاد کرتے تھے۔ تلوار کا نام عون رکھا تھا۔ قتال اہل رذت میں شہید ہوئے۔

۲۲۲۔ بیہقی نے روایت کی ہو کہ جنگ اُحد میں عبداللہ ابن جحشؓ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضورؐ سر اپاؤر مہ نے ایک شاخ خرما کی اُن کے ہاتھ میں دے دی وہی تلوار بن گئی اُن کے انتقال کے بعد بقول سید الناس ذو الشرفینؐ کو بنی۔

۲۲۳۔ امام احمدؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہو کہ ایک بار قتادہ بن نعانؓ نے حضور پاکؐ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی ابرہہؓ اور بجلی چمک رہی تھی حضور پاکؐ نے انھیں درخت کی ایک شاخ عنایت فرمائی اور ہدایت کی یہ ایسی روشن ہو جائے گی کہ تمھارے آگے چھپے دنل و نل آدمی شوئی

میں چل سکیں گے۔ گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز دیکھو گے اُسے مار کے نکال دینا۔
انھوں نے ایسا ہی کیا۔

۲۲۴۔ صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوڑے کے درخت کا تھا۔ تکیہ لگا لیا کرتے تھے جب منبر شریف تیار ہو گیا تو خطیب الانبیا علیہ التہیۃ والتنیل نے منبر شریف پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکایک وہ ستون اس زور سے چلا کر رونے لگا کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ رحمت عالمیاں نے منبر سے اتر کر ستون کو اپنے سینہ نور گنجینہ سے چمٹا لیا۔ ستون ہچکیاں لینے لگا۔ فرمایا یہ ستون ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔

ف۔ حضرت حسن بصریؒ جب اس حدیث کو پڑھتے روتے اور کہتے کہ اے بندگان خدا اس شوق کو دیکھو کہ خشک لکڑی عشق رسول میں نالہ و بکا کرے تمہیں اس سے زیادہ مشتاق تھا ہونا چاہیے۔

۲۲۵۔ مسلم نسائی اور امام احمد نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے منبر شریف پر یہ آیت وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ تلاؤۃ فرمائی راقیوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی جیسی قدر پہچانی چاہیے تھی۔ اس کے بعد فرمایا جبار بنی کبریا کی بیان کرتا ہوں اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ اس کلام سے منبر شریف ایسا ٹھٹھا اٹھا کہ ہمیں خیال ہوا کہیں حضور پاکؐ منبر سے گر نہ پڑیں۔

۲۲۶۔ بخاری نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ انسؓ بن حذیفہ اور عبد بن بشیرؓ ایک رات حضورؐ سے رخصت ہو کر گھر جانے کو باہر نکلے رات بہت اندھیری تھی ان دونوں کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی لکڑیاں تھیں ان میں سے ایک کی لکڑی روشن

ہو گئی اور راستہ پھٹا تو دوسرے کی لکڑی (جو بدستی) بھی روشن ہو گئی دونوں صاحب اپنی اپنی لکڑی کی روشنی میں گھر پہنچ گئے۔

۲۲۷۔ بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ میرے والد قرضہ چھوڑے تھے میں نے چاہا کہ تختہ ان کے کل چھوڑے لیں مگر قرضہ خواہ نہ مانے میں نے حضورؐ میں یہ سرگزشت کہ سنائی۔ اور جب آنحضرتؐ کو آتے دیکھا تو قرضہ خواہ اور پھیل پڑے یہ حال دیکھ کر حضور پاکؐ غم کے گرد تین بار پھیرے اور اُس کے اوپر بیٹھ کر فرمایا اپنے قرضہ خواہوں کو بلاؤ اور اسی غم میں سے پیانہ کرنا شروع کرو یہاں تک کہ ایک ہی غم میں سے سارا قرضہ ادا ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک خرما بھی اُس غم میں سے کم نہ ہوا ہے۔

۲۲۸۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں حضورؐ میں تھوڑے چھوڑے لایا اور برکت کی دعا چاہی حضور پاکؐ نے سب کو اکٹھا کر کے دعائے برکت کی۔ اور مجھ سے فرمایا انھیں نے کے اپنے توشہ دان میں ڈال لو۔ جب ضرورت ہو یا تھوڑا ڈال کر نکال لیا کرو۔ میں نے کئی کئی وسق تورہ خدا میں دیے اور خوب کھاتا تھا۔ افسوس کہ روز شہادت حضرت عثمانؓ زوال نور بن ریح میری کمرے وہ توشہ دان کٹ کے گر پڑا۔

۲۲۹۔ ابو داؤد نے زکریاؓ سے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ ۴۰ سواروں کو قبیلہ حمص میں سے توشہ دیں یہ فرما کے ۴۰ صاع چھوڑے عنایت کیے۔ انھیں چھوڑوں سے ۴۰۰ آدمیوں کا توشہ دے دیا اور چھوڑے جتنے تھے اتنے ہی رہے۔

۲۳۰۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جنگ تبوک میں لوگوں کو بھوک کی تکلیف پہنچی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کمی توشہ و کثرت لشکر کا ذکر کیا۔ حضور پاکؐ نے آیات

چرمی دسترخوان چھوایا اور جو کچھ چاہا تو نشہ تھا منگوایا اور لوگوں سے فرمایا اپنے اپنے برتن بھرو۔ سب لشکر نے سیر ہو کر کھایا بھی اور برتن بھی بھر لیے۔

۲۳۱۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے اُمّ سلیم سے کہا کہ میں نے حضور کی آوازیں ضعف محسوس کیا اُمّ سلیم نے کچھ روایاں کپڑے میں لپیٹ کے مجھے دیں کہ حضور میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ تمہیں ابو طلحہ نے کچھ کھانا دے کر بھیجا ہے۔ اور حاضرین مجلس سے فرمایا اُمّ میں نے دوڑ کر اس کی اطلاع ابو طلحہ کو، انھوں نے اُمّ سلیم کو دی۔ اتنے میں آنحضرت سب کو ساتھ لیے تشریف لے آئے ان روٹیوں کے ٹکڑے کرائے اُن پر کچھ پڑھا۔ دُش دُش آدمی آئے گئے اور شکم سیر ہو کر جاتے رہے۔

۲۳۲۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اہل مدینہ کو دشمن کا خطرہ لاحق ہوا۔ آنحضرت ابو طلحہ کے ایک سست رو اور تنگ قدم گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پہلے تو فرمایا ابو طلحہ؟ میں نے اس گھوڑے کو بہت تیز رفتار پایا۔ اُس دن سے وہ گھوڑا ایسا بَرَق دم ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اُس سے آگے نہیں رہتا تھا۔

۲۳۳۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر جہاد میں حضور پاک کے ساتھ تھا۔ میرا اونٹ سواری کا ایسا تھک گیا تھا کہ چل نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت نے اُس کے لیے دُعا کی اور لنگا۔ وہ تو بہت چُست و چاق ہو گیا۔ فرمایا: م کو میرے ہاتھ چیتے ہو میں نے مدینے تک اُس پر سواری کی اجازت لے لی۔ مدینے پہنچ کر حضور پر نوز ص نے قیمت بھی عطا فرمائی اور اونٹ بھی بخش دیا۔

۲۳۴۔ شرح السنہ میں یحییٰ بن مرقہ ثقفی سے روایت ہے کہ ایک آب کش اونٹ نے حضور پاک کو دیکھ کر کچھ منہ ہی منہ میں کہنا شروع کیا اور گردن زمین پر رکھ دی۔ آنحضرت نے اونٹ کے مالک کو بلایا وہ حاضر ہوا۔ تو فرمایا اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اُس نے کہا ہم تو ویسے ہی نذر کرتے مگر اس اونٹ سے سارے گھر کی معاش ہو۔ فرمایا اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے مجھ سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور چارہ دانہ کم دیا جاتا ہے سو تم اس کے خبہر گیری رکھو۔ آگے چل کر حضور نے آرام فرمایا تھا کہ ایک درخت زمین بھاڑتا ہوا آیا اور حضور پر سایہ انگن ہوا۔ آنحضرت جاگ اُٹھے اور فرمایا اس درخت نے خدا تعالیٰ سے اجازت لی ہے کہ مجھے اگر سلام کرے۔ آگے ایک ندی پر گزر رہا تھا وہاں ایک عورت اپنے بیٹے جنون زدہ کو لائی۔ حضور نے اُس کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا بچل جا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں لڑکا اچھا ہو گیا۔

۲۳۵۔ شرح السنہ میں جو اور اُمّ معبد سے روایت ہے کہ کتے سے مدینے ہجرت کر کے جاتے ہوئے م آدمی اُمّ معبد کے خیمے پر گزرے تو اُس سے چھوڑے اور گوشت طلب فرمایا تاکہ خریدیں مگر اُس نے معذوری ظاہر کی۔ حضور پاک نے اُس بُڑھیا کے خیمے میں ایک بوڑھی بکری دیکھی اور اُمّ معبد سے اجازت لے کر اُس کے تھنوں کو دھو کر روٹا تو ایک بڑے برتن میں اتنا دوڑھ پھر گیا کہ ۸، ۹ آدمی کو کافی ہو۔ حضور نے پہلے اُمّ معبد کو دیا اور پھر ان چاروں نے پیا۔ یہ دیکھ کر اُمّ معبد مسلمان ہو گئیں۔

۲۳۶۔ بیہقی نے خالد بن عبدالعزیٰ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ایک بکری سے آنحضرت کے لیے ذبح کی۔ یا تو اُن کے کنبے کو ایک بکری کسی طرح کافی نہ

ہوتی تھی۔ یا آنحضرت کی برکت سے سب گنہ شکم سیر ہو گیا۔

۲۳۷۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کی ہے کہ خبیر کے محاصرے کے زمانے میں ایک شخص وہیں کا مسلمان ہو کر کہنے لگا کہ میں چرواہا ہوں اب ان بکریوں کا کیا کروں؟ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ بکریوں کے منہ پر کنکریاں مار دے۔ خدا انہیں اپنے اپنے گھر پہنچا دے گا اُس نے ایسا ہی کیا اور حجرہ دیکھ لیا۔

۲۳۸۔ امام احمد اور برز نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور پر نورؐ کے ساتھ شیخان مکہ میں تھے اور ایک انصاری کسی باغ میں تھے اُس باغ کی بکریوں نے حضور پاکؐ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی ہم انسانوں پر تو بدرجہ اتم واجب ہو کہ سجدہ کیا کریں فرمایا خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرنا چاہیے۔

۲۳۹۔ مسلم اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک شہیراؤنٹ ہر شخص پر دوڑتا تھا حضور پاکؐ نے اُس اُونٹ کو بلایا وہ آیا اور سجدہ کر کے بیٹھ گیا حضور پاکؐ نے اُس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا کہ زمین و آسمان کی سب چیزیں مجھے رسول اللہ جانتی ہیں۔ بجز نافرمان جن وانس کے۔

۲۴۰۔ طبرانی، بیہقی، ابو نعیم، بنزار اور ابن سعید نے زید بن ارقمؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ خلوت خانہ ثور پر ایک درخت حکم حضور پاکؐ اُس کے منہ پر آجما تھا اُس پر دو کبوتروں نے گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیے اور کھڑی نے اگر حال پور دیا تھا۔ یہ حالات دیکھ کر جو کا فر تلاش میں آئے تھے وہ عقلی دلیلیں بیان کر کے کوٹ گئے۔ (اِنَّ الظَّنَّ لَا یُعِیْنُ مِنْ اَلْحَقِّ شَيْئًا)

۲۴۱۔ حاکم، طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ ۶، ۷، ۸ اُونٹ قربانی کے لیے عید

کے دن لائے گئے اُن میں اُونٹ سبقت کرتا تھا۔

۲۴۲۔ طبرانی و بیہقی نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور پاکؐ ایک جنگل میں رونق افروز تھے کہ ایک ہرنی نے پکارا۔ پھر کے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہو پاس ہی ایک اعرابی سو رہا ہے ہرنی نے کہا اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ کرم فرمادیں تو میں اُن بچوں کو دودھ پلاؤں۔ اتنے میں اعرابی بھی جاگ اٹھتے ہوئے کہ کچھ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اُس نے بے تامل تعمیل حکم کی۔ ہرنی جاتے ہوئے کہتی تھی۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (یہ حدیث کسی طریق سے روایت کی گئی ہے۔ ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔)

۲۴۳۔ بیہقی و ابن عدی نے سعد مولیٰ ابی بکرؓ اور اصحابؓ سے روایت کی ہے کہ ایک سفر میں ہم خدام اُن مخدوم دو جہاں کے ہمکاب تھے۔ جہاں اترے وہاں پانی تھا لوگ گھبرائے اتنے میں ایک چھوٹی سی بکری حضور پاکؐ کے سامنے دوڑ کے ایسے آکھڑی ہوئی حضور پاکؐ نے اُس بکری کا دودھ دوا اور خود پیا اور ہم سب کو پلایا۔ سب سیراب ہو گئے۔

۲۴۴۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ لڑکپن میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چراتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اُن کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ دودھ ہی؟ ابن مسعودؓ نے کہا دودھ تو ہو مگر میں امانت دار ہوں۔ کہا ایسی بکری لاؤ جس پر نرنہ پھاندا ہو ابن مسعودؓ نے ایسی ہی ایک بکری سامنے کر دی حضور پاکؐ نے اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ حضرت ابو بکرؓ ایک بڑا پیالہ لے آئے دودھ دوا پہلے ابو بکرؓ کو پلایا پھر خود بدولت نے پیا۔ پھر حضرت

نے تھنوں کو فرمایا سمٹ جاؤ وہ سمٹ گئے یہی معجزہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے ایمان لانے کا سبب بنا۔

۲۳۵۔ طبرانی و بیہقی نے حضرت عمرؓ فاروق سے روایت کی ہو کہ حضور پاکؐ اصحابؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اصحابؓ نے کہا یہ پیغمبر خدا ہیں اُس نے قسم کھا کے کہا میں تو جب آپ کو پیغمبر خدا مانوں کہ یہ سو سمار ایمان لائے۔ اور سو سمار کو آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دیا۔ حضورؐ نے اُس سو سمار سے پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے بزبان فصیح کہا کہ میں حاضر ہوں اور تا بعد از ہوں۔ پھر پوچھا تو کس کی عبادت کرتا ہو؟ اُس نے صاف زبان میں کہا اُس خدا کی جس کا آسمان پر عرش ہو۔ زمین میں اُس کا حکم چلتا ہو۔ دریا میں اُس کی بنائی ہوئی راہ ہو۔ بہشت میں اُس کی رحمت ہو اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہو۔ پھر پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ رسول پروردگار، اور خاتم النبیین ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس نے آپ کی تصدیق کی فلاح پائی جو منکر ہوا وہ ناامید رہا۔ یہ حال دیکھ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اُسے غار سکھائی اور قرأت اور سورۃ اخلاص یاد کرائی۔ وہ اپنی قوم میں پہنچا سارا حال کہا۔ سب حضورؐ میں آکر مسلمان ہوئے۔

۲۳۶۔ بیہقی نے سفینہ (حضور کے مولا) سے روایت کی ہو کہ میں دریائے شوری میں تھا کہ جہاز ٹوٹ گیا ایک تختے پر بیٹھ گیا بہتے بہتے ایک نیستان میں پہنچا۔ ایک شیر میری طرف پکا۔ میں نے کہا میں آزاد کردہ غلام طفلی ہوں وہ بڑھ آیا اپنا کندھا میرے بدن میں مارا اور ساتھ ہو لیا ایک جگہ

آٹھ رادھی دھی آواز سے کچھ کہتا رہا اور اپنی دم میرے چھو دی۔ میں نے سمجھا کہ رخصت کر رہا ہو۔

۲۳۷۔ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہ اُمّ مالک ایک برتن میں آنحضرتؐ کو گھی بھینچا کرتی تھیں۔ جب کبھی اُنکے بیٹے نان خورش مانگتے اور نہ ہوتا تو اُمّ مالک اُس برتن میں سے تلاش کرتیں۔ گھی بل جاتا ہمیشہ وہ برتن گھی دیتا رہا ایک دن اُس کو پھوٹ لیا۔ آنحضرتؐ سے ذکر کیا فرمایا تم نہ پھوڑتیں تو ہمیشہ اُس برتن سے گھی ملتا رہتا۔

۲۳۸۔ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہو کہ آنحضرتؐ کا عقد جب حضرت زینبؓ سے ہوا تو میری ماں (اُمّ سلیم) نے گھی چھوڑے اور پیسے عیس بنایا اور ایک پیالے میں رکھ کر مجھ سے حضورؐ میں پیش کرانے کو کہا۔ میں نے اپنی ماں کا سلام اور وہ کھانا پیش کر دیا۔ فرمایا فلاں فلاں آدمی کو کھلا لا آدمی آئے اور سارا مکان بھر گیا۔ دست مبارک اُس کھانے میں رکھا اور کچھ زبان سے پڑھا۔ پھر دس آدمیوں کو بلاتے اور کھلاتے رہے اُن کو کھلا کر مجھ سے فرمایا اے انس؟ اس پیالے کو اٹھائیں نے اٹھایا نہیں کہہ سکتا کہ میں نے لا کر رکھا تھا جب وزن زیادہ تھا یا آب۔

۲۳۹۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہو کہ ایک دن میں بھوکا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے ساتھ لیا اور بیت الشرف پاک میں سے ایک قدر دودھ کالائے جو کہیں سے ہریہ آیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ اصحابِ صفہؓ کو بلالائے۔ میں نے دل میں کہا کاشش یہ دودھ مجھے عنایت فرمادیتے اتنے سے دودھ سے اصحابِ صفہؓ کا کیا بھلا ہوگا۔ بعد از کچھ دیر وہ پیالہ بھرا۔ پھر دست مبارک میں پیالہ لیا اور مجھ سے کہا

یہاں تک کہ پیٹ میں جگہ نہ رہی اس کے بعد حضور پاکؐ نے بسم اللہ پڑھی اور باقی دودھ پی لیا۔

۲۵۰۔ شرح التہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑ یا ایک چرواہے کی بکریوں میں آیا۔ چرواہے نے چھپٹ کر اس کے منہ سے اپنی بکری کو بچا لیا۔ بھیڑیلے نے کہا جو رزق خدا نے مجھے دیا تھا تو نے مجھ سے چھڑا دیا۔ چرواہے نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ بھیڑ یا بولتا ہے۔ بھیڑیلے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ رسول خدا مکہ مکرمہ میں مبعوث ہو گئے وہ گزشتہ و آئندہ کے حالات بیان فرماتے ہیں۔ وہ چرواہہ یہودی تھا اس نے یہ سب ماجرا حضور میں عرض کیا اور مسلمان ہو گیا۔

۲۵۱۔ بیہقی نے بخاری روایت کی ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے اپنے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے گئی تھیں۔ اُس زمانے میں اُن کی بکریاں جب چر کر آئیں تو اُن کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے تھے اور اُن کی قوم کی بکریاں خشک تھن بیٹے آتی تھیں۔ یہ سب برکت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔